اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اڑتیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 28 رمئی 2021ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 16 شوال المکرّم 1442 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	3
2	دُعائے مغفرت۔	4
3	وقفہ سوالات۔	17
4	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	51
5	رخصت کی درخواستیں۔	56
6	قرارداد نمبر 110 منجانب جناب ملک سکندر خان ایڈووکیٹ، قائد حزب اختلاف	57
7	قرارداد نمبر 111 منجانب جناب نصر اللہ خان زیرے، رکن اسمبلی۔	63
8	تحریک التوا نمبر 02 منجانب جناب زابد علی ریکی، رکن اسمبلی۔	66
9	تحریک التواء نمبر 03 جناب اختر حسین لانگو، رکن اسمبلی۔	
10	مورخہ 25 مئی اور 28 مئی 2021ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحاریک التوا نمبر 01، 02 اور 03 پر بحث۔	66

جلد 38 ☆☆☆ شمارہ 2

ایوان کے عہدیدار

....

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔ سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

....

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ **28** مئی 2021ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق **16** شوال المکرّم 1442 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 35 منٹ زیرصدارت جناب عبدالواحد صدیقی، پینل آف چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِی الۡبِلَادِ ط ۱۹۶ مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ قف ثُمَّ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ط وَبِئۡسَ

الۡمِهَادُ ۱۹۷ لٰکِنِ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ

فِیۡهَا نُزُلًا مِّنۡ عِنۡدِاللّٰهِ ط وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَیۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ۱۹۸ الثلثة

﴿پارہ نمبر ۴ سُوۡرَۃُ آل عمران آیات نمبر ۱۹۶ تا ۱۹۸﴾

ترجمہ: تجھ کو دھوکہ نہ دے چلنا پھرنا کافروں کا شہروں میں۔ یہ فائدہ ہے تھوڑا سا پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں مہمانی ہے اللہ کے ہاں سے اور جو اللہ کے ہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کے واسطے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡم۔

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! اسپیکر صاحب کی چچی وفات پا گئی ہیں اُن کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی دُعا کریں۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جی ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت): شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! جب سے مجھے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی responsibility ملی ہے۔ جناب چیئرمین ایک چیز۔۔۔

جناب چیئرمین: mic کو on کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: mic on ہے۔ اس میں کچھ خرابی ہے اگر آپ چیک کروالیں تو زیادہ بہتر ہوگا اگر سیکرٹری صاحب کو آپ directions دے دیں۔ چلیں اُس کے بغیر بھی آپ تک آواز پہنچ جائے گی آپ سے ہم سیکھتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اُمید ہے کہ میری آواز آپ تک پہنچ جائے گی۔ جناب چیئرمین! یہ ایک چیز شدت سے محسوس کی جارہی ہے ہماری اگر health سے specially related اگر ہم دیکھیں تو بیماریاں I think انسان ہمیں چاہے اپوزیشن کے ہو یا treasury benches سے ہو بیماری یہ نہیں دیکھتی کہ آپ گورنمنٹ کے حلقے کے ہیں اُس کے ووٹر ہیں یا آپ اپوزیشن کے ووٹر ہیں۔ Covid میں بھی ہمیں یہ بتایا گیا ایسا ہوا کہ Covid میں گورنمنٹ benches کے لوگ متاثر نہیں ہوئے ہرگز نہیں۔ یا پھر ایسا ہے کہ different جتنی بھی diseases ہوتی ہیں اُن میں صرف اپوزیشن والے مبتلا ہوتے ہیں ایسا بھی ہرگز نہیں۔ جب ہمارے مسائل مشترک ہیں تو ہم اُس کے حل کے لیے مشترکہ کوشش کیوں نہیں کرسکتے۔ اس ضمن میں نے ایک تجویز دی تھی CM صاحب کو کہ ہم ایک پوری اسمبلی کا focus groups ہم بنائیں گے جس میں ہم opposition and treasury benches کو ساتھ لیں گے۔ اور یہ جو فوکس گروپ ہم بنائیں گے کہ یہ disease prevalence اور disease burden یعنی جس district میں جو بیماری زیادہ ہوتی ہے اُس کے حساب سے ہم بنائیں گے جس میں opposition and treasury benches کے ممبران سب شامل ہونگے۔ اس سے ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ awareness campaigns جب ہوتی ہیں ہم پہلے awareness sessions رکھیں گے اپنے تمام معزز اراکین

کے لیےاس سے پھر وہ اپنے اپنے حلقوں میں جا کے ہمارے advocates ہونگے۔ کہ اپنے حلقوں میں اُس بیماری کے لیے زیادہ مؤثر طریقے سے کام کرسکیں گے۔ اُنہوں نے اس تجویز کو سراہا اور اُن کی recommendation پر اور پھر جناب اسپیکر! کے ساتھ بھی میری بات ہوئی اُنہوں نے بھی حوصلہ افزائی کی۔ گوکہ یہ ہم نے اعلان کرنا تھا پچھلے سیشن میں لیکن میں اپنی ذاتی وجوہات کی بنا پر پچھلے سیشن میں نہیں آسکی۔ تو اس سیشن میں ایک تو یہ ہے کہ ہم یہ اعلان کریں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اگر آپ یہ رولنگ دے دیں کہ ہم جو focus groups بنائیں گے اِن کو ایک legislative form کے حساب سے ہم لے کر چلیں گے کوئی پالیسی بنائیں گے۔ کیوں کہ ہمارے ہاں unfortunately we are personality based society. یہ سسٹم based نہیں ہے۔ تو اگر ہم اس کو ایک کسی system میں لائیں گے تو یہ چیز آگے بھی continue ہوتی رہے گی انشاءاللہ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ہم health department میں بہت سارے reforms لے کر آرہے ہیں، بہت ساری چیزوں کو ہم نے change کیا ہے۔ بہت سی legislations لے کر آرہے ہیں تو اُن سب کے لیے میری ایک request ہے آپ سے کہ ہم تمام ممبران کے لیے ایک presentation رکھنا چاہتے ہیں جو health department تمام ممبران کو دے گا۔ جس کی وجہ سے اُن کو یہ معلوم ہوگا کہ ہم کیا کیا چیزیں کررہے ہیں۔ کیوں کہ I am the kind of person جو اس پر یقین رکھتا ہے کہ ہم نے کیا نہیں کیا یا کیا کیا تھا، یا کیا کریں گے، اِن دو صیغوں کو چھوڑ نے کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم کیا کررہے ہیں۔ اور یہی چیز ہم share کرنا چاہتے ہیں اپنے اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ بھی اپنی treasury benches کے ممبران کے ساتھ بھی تا کہ یہ ایک collective decision اور collective ownership ہو۔ health and education دو ایسی چیزیں ہیں کہ جس میں ہم کسی کی کوئی تخصیص نہیں کرسکتے۔ ہمیں اس کو سب کے حساب سے لے کر چلنا ہے۔ تو اگر ہم اس طرح کے initiatives لے رہے ہیں تو I think we should all be on-board on this and we should see. کیوں کہ ہم پھر یہ کہنا کہ جی یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا ایک دوسرے کو موردالزام نہ ٹھہرائیں۔ جیسے شاعر نے کہا کہ:

شکوۂ ظلمتِ شب سے تو بہتر تھا

کہ اپنے حصے کی شمع جلاتے جاتے

تو ہم اس کے لیے کوشش کریں کہ معاشرے کی بربادی کے نوحے پڑھنے کے سوائے ہم محنت کریں اپنے حصے کا

خیر کا کام کریں۔اور دوسرے لوگوں کو اپنے آس پاس رہنے والوں کو اُن کے حصے کا خیر کا کام کرنے میں آسانیاں فراہم کریں۔تو میری آپ سے request ہے کہ ایک تو یہ سیشن جو awareness کا ہم رکھنا چاہتے ہیں اس کے لیے آپ ہمیں کوئی date اگر سیکرٹریٹ یہاں arrange کرتا ہے تو Health department whould be happy to give a presentation to all the honorable Members for the reforms, changes and legislations that we are bringing in. تو یہ دو چیزیں تھیں آپ سے میری request کہ اس پر and I am sure کہ ہماری treasury benches کے ساتھ ساتھ ہمارے اپوزیشن کے ممبران بھی اسمیں ہمیں support بھی کریں گے اس کو appreciate بھی کریں گے اور مل کر ہمارے ساتھ اس میں کام بھی کریں گے۔Thank you so much

جناب چیئرمین: اس کی رولنگ دے دیتے ہیں۔ چونکہ آپ کی تجویز اچھی بھی ہے اور قابل توجہ بھی۔ اعلان تو قائد ایوان نے کرنا تھا۔لیکن آج چونکہ وہ نہیں ہیں۔لہٰذا اس matter کو میرے خیال میں متعلقہ health committee کے حوالے کیا جاتا ہے۔

میر یونس عزیز زہری: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب چیئرمین! اِس سے پچھلے اجلاس میں مَیں نے جھالاوان میڈیکل کالج کے بارے میں ایک مسئلہ اُٹھایا تھا کہ جھالاوان میڈیکل کالج جو 2014ء میں اس کی منظوری ہوچکی ہے، یہ پانچ ہزار ملین کا ایک پروجیکٹ تھا جو خضدار میں بننا تھا۔ بلکہ یکم جولائی 2014ء کو اس پر کام شروع ہوگیا۔اور اِس پر کوئی لاگت کا تخمینہ لگا کے اور اس کی drawing designing اور اِن پر بھی پیسے خرچ ہوئے۔ اور ٹھیکیداروں کو سوا ارب روپے کے قریب payment ہوگئیں۔ اور اُس کے بعد 44 کروڑ روپے اُن میں سے جھالاوان میڈیکل کالج میں خرچ ہوا۔تو اب اس گورنمنٹ نے ایک letter لکھا ہے، مختلف timings میں مختلف letters لکھے ہیں ’’کہ جی اِسکو آپ لوگ ایسے رہنے دیں اور اس کے لیے بلوچستان گورنمنٹ نے خضدار میں کٹھان کے area میں جھالاوان میڈیکل کالج کے لئے 5سوا یکڑز مین allot ہوگئی۔اور اس کے بعد اب گورنمنٹ یہ کہہ رہی ہے کہ جی جھالاوان میڈیکل کالج کو cancel کردیں۔ پرانا ایک لیڈیز کا polytechnic institute پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ ہے اُس میں آپ اس کو continue کریں۔کیونکہ دو سال سے classes وہاں شروع ہیں تو اب اس گورنمنٹ کی جو نیت ہے جو مجھے نہیں لگ رہا ہے کہ وہ اس کو continue کرنا چاہتے ہیں۔ اور مختلف طریقوں سے health

department میں میڈم! آپ بیٹھی ہوئی ہیں، health department کی نیت اس میں یہ ہے کہ میں نے پہلے جو رپورٹ مانگی۔ اُس میں انہوں نے مجھے کوئی رپورٹ نہیں دی گئی، کہ جی اس میں کیا ہو رہا ہے۔ اور چیئر نے رولنگ بھی دیدی۔ تو رولنگ کے علاوہ بھی ابھی تک مجھے اس کا House کو کوئی پتہ چلا ہے کہ جی اس میں کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا ہے؟ کیونکہ ابھی 30 کروڑ روپیہ حالیہ 21-2020ء کے بجٹ میں رکھا گیا۔ اُن میں سے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ 2018ء سے جب سے یہ گورنمنٹ آئی ہے، آج تک اس کے لیے PSDP میں انہوں نے نہیں رکھا مجھے ان کی نیت میں فتور لگ رہا ہے اور یہ اس project کو drop کرنے کے چکر میں ہیں ''کہ جی خضدار میں یہ میڈیکل کالج نہیں بنے''۔ تو خضدار میں نہیں بنے کہاں بنے؟ یہ مجھے نہیں پتہ کیا کر رہے ہیں health department کیوں اس کو drop کر رہا ہے؟ کیونکہ خضدار اس time جھالاوان خضدار سینٹر ہے۔ خضدار تقریباً کم از کم 9 سے 10 اضلاع کو وہاں own کر رہا ہے آواران سے لیکر واشک کو بھی ہم وہاں feed کر رہے ہیں۔ اور خضدار میں اس کو drop کر رہا ہے اس کے بارے میں کوئی رپورٹ ہمیں نہیں دی ہے ہمیں بتایا جائے کہ جی آیا اس کالج کو یہ لوگ continue کرنا چاہتے ہیں یا اس کو drop کرنا چاہتے ہیں؟ تو اس کے بارے میں پہلے بھی دو دفعہ اس پر بات ہوئی تھی۔ اور اُنہوں نے کہا کہ ہم health department اس پر اپنی رپورٹ دے دیگا اور P&D اپنی رپورٹ دیدے گا۔ لیکن دونوں کی طرف سے مجھے ابھی تک تو کوئی House ابھی تک کوئی رپورٹ انہوں نے نہیں دی۔ تو مہربانی کر کے اس کے بارے میں بتایا جائے اس کی اصل position کو واضح کر دیں کہ یہ اس کو continue کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ ایک letter جو انہوں نے لکھا ہے اُس میں انہوں نے ڈپٹی کمشنر کو لکھا ہے ''کہ یہ 5 سو ایکڑ زمین آپ اپنے under میں لے لیں'' تو اس سے ہمیں ان کی نیت کا تھوڑا نہیں بلکہ full شک ہو رہا ہے کہ یہ اس کو drop کرنے جا رہے ہیں اور انہوں نے، یہ 2020ء میں ابھی، 2021ء میں انہوں نے letter لکھا ہے کہ اس project کے لیے جو 5 سو ایکڑ زمین اور اُس کی boundary wall بھی بن چکی ہے اور بلڈنگ پر بھی کام شروع ہو چکا ہے اور 44 کروڑ روپے اس پر ٹھیکیداروں کو payment بھی کر چکے ہیں اور 16 کروڑ کے قریب consultants کو انہوں نے payment بھی کر لیا ہے۔ اور اُس کے علاوہ بھی پھر ابھی ان کی نیت پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے کہ اسکو کہیں اور shift کر رہے ہیں۔ اس کی detail ہمیں دیدیں۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحبہ! اس کا آپ جواب دیدیں۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب اسپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ بدگمانی سے بچا جائے ،اور نیتوں کا حال تو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس لیے ہم یہ نہیں کہہ سکتے'' کہ کسی کی نیت میں فتور ہے یا نہیں''۔ practically اگر ہم بات کرتے ہیں تو معزز ممبر نے جتنے سوالات کئے ہیں ان کے بارے میں department سے معلومات لیکر ان کو بتا دیا جائے گا۔ جو بھی ان کی تفصیلات یہ چاہتے ہیں question form لے آئیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ ان کو تمام تفصیلات پورے طریقے سے دیدیں۔ تاکہ اُس میں نہ کوئی ابہام رہے اِن کو اور نہ ہی کسی کی نیت پر شک کرنے کی ضرورت پڑے۔

جناب چیئر مین: تو میرے خیال میں تین جون کو جو اجلاس ہے اس کی تفصیل اگر اُس اجلاس میں لائی جائے تاکہ ہمارے معزز، تین جون والے اجلاس میں۔ کیونکہ ہمارے معزز رکن کو کم از کم تسلی تو ہو۔ جی یونس صاحب!

میر یونس عزیز زہری: جناب چیئر مین صاحب! شاید انسان جھوٹ بول سکتا ہے یہ letter انہوں نے لکھا ہے، letter نمبر ہے JMK-3150 اس کی تاریخ ہے 21-05-2021۔ تو اگر اس letter میں جھوٹ مَیں بول رہا ہوں میڈم! اگر کہتی ہیں کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ اُنہوں نے ڈپٹی کمشنر کو لکھا ہے'' کہ اس زمین کو آپ اپنے under لے لیں تاکہ اس project کو روک دیں''۔ اور دوسرا letter ہے ان کا یہ 12-12-2016 کو ان کا ایک letter آیا ہے یہ master plan سب ان کا ہو گیا ہے۔ اِن کے جتنے بھی letters ہیں وہ میرے پاس ہیں۔ 4-3-2021 کو اِن کا ایک letter پھر آ گیا ہے۔ میں اس پر پہلے بھی کئی دفعہ بات کر چکا ہوں۔ اور اس پر سیکرٹری صاحب کو اس بارے میں پتہ ہے۔ جناب چیئر مین! یہاں سے چیئر نے رولنگ دی تھی اب اگر میڈم کہتی ہیں کہ جی ہم اس کے بارے میں معلومات کرینگے۔ تو کب معلومات کریں گے دو سیشن میں اس کے بارے میں بات ہوئی اور اُنہوں نے یہی یقین دہانی کروائی'' کہ ہم اگلے سیشن میں اس کے بارے میں ہم رپورٹ دیدیں گے''۔ اب میڈم کہہ رہی ہیں'' کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں''۔ یہ میڈم! آپ کے letters ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب اسپیکر! تصدیق کرلیں میرے محترم بھائی۔ ہم نے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے'' کہ میرے محترم بھائی جھوٹ بول رہے ہیں''۔ مَیں نے ایسے کوئی الفاظ استعمال نہیں کئے۔ میں نے صرف یہ کہا'' کہ ہمیں بدگمانی سے بچنا چاہئے''۔ اور ان کی یہ جو تفصیلات کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے شاید یہ یقین دہانی نہیں کروائی اس floor پر۔ اور اگر میرے محترم بھائی یہ چاہتے ہیں یقیناً ہمارے آفس میں آ جائیں ہم سیکرٹری صاحب کو بھی بلا لیں گے، DG صاحب کو بھی بلا لیں گے جو concerned لوگ ہیں اُن

کے ساتھ بیٹھ کر meeting کرلیں گے ۔ جتنے بھی ان کے تحفظات ہیں ہم کوشش کریں گے کہ وہ دور ہوجائیں۔

جناب چیئرمین: 3 جون رکھا ہے میر یونس صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: ابھی مجھے یہ بھی نہیں پتہ اس گورنمنٹ میں میڈم الگ ہیں دوسرے الگ ہیں تیسرے الگ ہیں یہ تو مجھے نہیں پتہ کہ ان کی گورنمنٹ کا system ہی نہیں ہے کہ جو اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: میں نے آپ کے توسط سے اپنے بھائی سے یہ کہہ دیا کہ وہ آجائیں ہم بیٹھ کر اُن کا یہ مسئلہ سن لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: Monday کو آپ اپنے آفس سیکرٹری کو بلالیں اور میر یونس صاحب بھی آئیں گے پوری تفصیل اُن کو بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: ٹھیک ہے جی انشاء اللہ تعالیٰ آپ اسپیکر صاحب جو date مقرر کریں گے ہم اُس پر انشاءاللہ meeting کریں گے۔

جناب چیئرمین: Monday کو اجلاس بلالیں گے اُس میں سیکرٹری بھی ہوں گے آپ بھی ہوں گے۔ آپ کی تسلی کردیں گے۔ جی احمد نواز صاحب! ہمیں کارروائی کو بھی آگے چلانا ہے مہربانی کر کے۔ جی۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! رمضان شریف میں ہمارے علاقے سریاب میں ایک نوجوان شہید ہوا ،شہید فیضان جتک تو اس حوالے سے میں نے پہلے بھی اس floor پر اُس کے لیے بات کی اور آج بھی کر رہا ہوں وزیر داخلہ صاحب! اگر متوجہ ہوں، شہید فیضان جتک جو گزشتہ دنوں رمضان شریف میں شہید ہوا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: احمد نواز صاحب! آپ کے سامنے کارروائی پڑی ہے توجہ دلاؤ نوٹس میں اس کا ذکر آرہا ہے پھر اُس میں آپ تفصیلی بات کریں۔

میر احمد نواز بلوچ: پھر وزیر داخلہ صاحب چلے جائیں گے شہید رئیسانی اور شہید فیضان کا ہے۔

جناب چیئرمین: تو اُس میں پھر آپ بات کریں۔ جی۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب چیئرمین صاحب! ایک مسئلہ درپیش ہے جس کا آپ کو بھی علم ہے کہ وفاقی حکومت کا جو ایک سوتیلی ماں جیسا سلوک بلوچستان کے ساتھ رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کو بھی علم ہے بالخصوص ضلع پشین کے عوام انتہائی مشکلات سے دوچار ہیں۔ پشین کے عوام کو جو گیس مہیا کی جارہی ہے اُس میں اگر سو یونٹ سے کم گیس استعمال کی جاتی ہے تو اُس پر 31، 32 سو، slow meter

charges کی مد میں اُن کو جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہونا تو یہ چاہیے جتنا یونٹ استعمال کیا جائے اُتنا ہی بل آنا چاہیے۔ اب ایک نئی پالیسی وفاقی حکومت کی طرف سے آئی ہے یا سوئی سدرن گیس کی طرف سے، GM صاحب یا MD صاحب نے لاگو کی ہے کہ سو یونٹ سے کم جو بھی گیس استعمال کریگا اُس پر 31،32 سو charges ہیں ۔اور دوسرا جناب اسپیکر! اگر گیس میٹر خدانخواستہ خراب ہو جاتا ہے یا وہ proper نہیں چلتا replace کی مد میں تبادلے کی مد میں 42 ہزار روپیہ اُسے جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے جناب اسپیکر صاحب! پہلے سے وہاں گیس ہے ہی نہیں۔ اگر گیس ہے تو وہ اس مد میں ہمیں مل رہی ہے اگر ہم کم استعمال کرتے ہیں ہمیں جرمانہ کر دیا جاتا ہے۔ یقیناً لوگوں وہاں پریس کلب کے سامنے سخت احتجاج کیا ''کہ بھئی اس عمل کو روکا جائے''۔ آپ بھی گئے ہیں اور آپ کے ساتھ عزیز اللہ آغا صاحب آپ GM کے پاس گئے میں خود بھی گیا ہوں، اور ہم نے اُن سے یہ کہا یقین دہانی کروائی، آپ نے بھی کروائی اور اُنہوں نے بھی کروائی ہے ''کہ یہ slow charges والا معاملہ ہم حل کر دیں گے''۔ جناب اسپیکر صاحب! اس کو ڈیڑھ مہینے ہو گئے ہیں ۔ابھی نئے جو بل آئے ہیں اُن میں پھر slow charges کی مد میں جرمانہ لوگ ادا کر رہے ہیں۔ اگر جو لوگ ادا نہیں کرتے ہیں اُن کے میٹرز اُتار کے لے جاتے ہیں اور کنکشن بند کر دیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ رولنگ دیں GM صاحب اور MD صاحب کو بلائیں۔

جناب چیئر مین: آج کے اخبار میں ہے کہ ایک CP لگی ہے بلوچستان ہائی کورٹ میں۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! جو کہ وہاں کے وکلاء صاحبان ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہم پشین کی یہ جو گیس کے slow charges کی جنگ ہے وہ ہم کورٹ میں لڑیں گے۔ وہ بھی ایک وکیل کی ہمدردی ہے اپنے عوام کے ساتھ۔ بحیثیت پشین کے عوام کے نمائندہ جو ہمیں وہ یہاں ووٹ دیکر بھیجا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اس فلور پر اُن کیلئے آواز اُٹھائیں اور جناب اسپیکر صاحب! آپ کو چاہیے کہ آپ ایک رولنگ دے دیں MD صاحب اور GM صاحب کو بُلائیں اور اُن سے پوچھا جائے کہ یہ کس کی permission سے آپ charges لے رہے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ صوبائی حکومت کے ذمہ دار وزراء بیٹھے ہوئے ہیں ضیاء لانگو صاحب مبین خلجی صاحب بیٹھے ہیں ان کو چاہیے کہ اُن سے پوچھا جائے کہ یہ کس مد میں چارجز لے رہے ہیں؟ یعنی اُنہوں نے بلوچستان کو لاوارث سمجھا ہوا ہے۔۔۔ (مداخلت) ہاں! بُلائیں ہم بھی حاضر ہو جائیں گے اور حکومتی ارکان بھی اُسمیں حاضر ہو جائیں گے اور یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب چیئر مین: اِس سے پہلے بھی مدنی صاحب کو بُلایا گیا تھا لیکن ہمارے معزز اراکین سے گزارش ہے کہ

وہ نہیں آتے ہیں۔ میرے خیال میں ایک مرتبہ اِس کا انتظار کر لیتے ہیں۔ میرے خیال میں کل سے پھر لگے ہیں۔ ضیاء صاحب خود اُس کا حصہ بنیں۔

جناب اصغر علی ترین: Monday کو آپ بُلائیں ہم یہاں حاضر ہیں۔

جناب چیئرمین: Monday کو میرے خیال میں۔۔۔(مداخلت)

میر اختر حسین لانگو: دیکھیں جناب چیئرمین! یہ بلوچستان اسمبلی کا، یہ اِس Honourable House کے استحقاق کا معاملہ ہے۔ اِس Honourable House نے کوئی ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں کئی مرتبہ متواتر گیس والوں کو بُلایا اور اِن معاملات کے اوپر اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا اُس کے باوجود یہاں سے جب یہ GM صاحب جاتے ہیں تو یہ بلوچستان اسمبلی کو یہاں کے ممبران کو اس August House کو وہ کسی خاطر میں نہیں لاتے ہیں اور انہوں نے اپنی پالیسیوں کو as it is continue رکھا ہوا ہے۔ تو جناب والا! اِس پر میرے خیال سے ہر معاملہ کورٹ کے کندھوں پر نہیں ڈال دیں۔ اِس پر ہم باقاعدہ ایک تحریک استحقاق جمع کرا کے GM کے خلاف یا Sui Southern Gas Company کے خلاف کہ بار بار آپ کو شکایتیں اور اِن چیزوں کی نشاندہی کے باوجود آپ نے اپنی پالیسیاں as it is continue رکھی ہیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: جی مبین صاحب۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمنٹری سیکرٹری): جناب چیئرمین! ایک بات مَیں clear کر دوں مَیں جمعرات کو گیا تھا کل اُن سے ملاقات ہوئی تھی تو Monday کے دن اسلام آباد میں اُس کی۔۔۔

(خاموشی۔اذان کا وقفہ)

جناب چیئرمین: جی جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب صدیقی صاحب! میری seat سے (مائیک) کی بتی نہیں جلتی بند ہو جاتی ہے تو آپ کی اجازت سے قادر نائل کی seat سے مَیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: اچھا! مَیں جاؤں اپنی سیٹ پر، آواز آئے گی۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! دو چیزیں میں ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ ہمارے چھوٹے موٹے مسئلے بھی چلتے رہیں گے صوبائی اس ڈویلپمنٹ کے۔ دو چیزیں میں اپنے دوستوں کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ کل سینٹ میں بلوچستان کے سینٹرز جو

وہاں موجود تھے انہوں نے واک آؤٹ کیا۔ کہ میرے پاکستان میں جتنے بھی ڈی ایچ فائیز ہیں کارپوریشنز ہیں جہاں وفاق کی نمائندگی ہوتی ہے ہر صوبے کی 180 جگہوں پر بلوچستان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ بلوچستان کی 180 slots خالی ہیں۔ تو خوش قسمتی سے اُس پر اُدھر چیئرمین صاحب نے پھر ایک اسپیشل کمیٹی کی میٹنگ بلائی ہے۔ ثناء صاحب کی مَیں ڈیوٹی لگا تا ہوں وہ اِس کام کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ یہ تو آپ کو اطلاع دے رہے ہیں کہ یہ حالت ہے ہمارے صوبے کی وہاں نمائندگی کی۔ اور ہماری اِس حکومت کے تین سال مکمل ہونے والے ہیں دو تین ماہ رہتے ہیں۔ ابھی تک وہاں slots میں ہمارے لوگ نہیں ہیں جو نمائندگی کرتے ہیں اپنے صوبے کی، ایک۔ دوسرا کل بڑی دلچسپ بات ہوئی ہے سندھ اور پنجاب والے پانی پر لڑ پڑے۔ تھوڑا بہت پانی تو بلوچستان بھی استعمال کرتا ہے صدیقی صاحب!

جناب چیئرمین: سُن رہا ہوں۔

میر جان محمد خان جمالی: تو پتہ چلا اُنہوں نے اِرسا کا جو ممبر ہے بلوچستان کا اُس کو ہی نہیں بُلایا ہے۔ یہ ہماری نمائندگی ہے وہاں؟ کہ بھائی پانی کا crisis ہے ٹوٹل بلوچستان کو اِس accord کے تحت بشمول کچھی کینال کے جو ڈیرہ بگٹی سے آگے نہیں بڑھی۔ گیارہ ہزار کیوسک سے نہیں، اس سے زیادہ تو پنجاب اور سندھ کے کینال میں پانی بہتا ہے۔ تو یہ چیزیں مَیں آپ لوگوں کے لئے بھی روشناس کرانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اریگیشن سسٹم میرے علاقے میں ہے ملک نصیر سمجھتا ہے محمد خان وغیرہ سلیم صاحب، سکندر صاحب اور ربابہ بی بی۔ ہم لوگ وہاں ہیں ناں اریگیشن کا۔ تو وہ پانی بھی ہمیں دینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ جو ہمارا ممبر بھی بھول گیا اُن کو۔ مَیں تب ہی سوچتا ہوں کہ بلوچستان بھی اکائی ہے یا نہیں کہیں فیڈریشن میں ہماری نمائندگی ہے یا نہیں؟ تو یہ حالت ہے تھوڑی بہت تو میرے حلقے میں محمد خان کے حلقے میں سکندر کے حلقے میں سلیم کھوسہ کے حلقے میں طارق خان مگسی کے حلقے میں عمر جمالی کے حلقے میں پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے۔ نہری نظام پہنچانا اور بات ہے۔ پچاس ڈگری ہے وہاں صرف ایوان کے گوش گزار کر رہا ہوں۔ جنوبی بلوچستان اللہ کرے وہ جلدی ترقی کر جائے اور گوادر میں جو ہمارے assets ہیں ہمارے سیاستدان اُن کو بچا سکیں ایسا نہ ہو کہ وہ سارے ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں۔ شمالی بلوچستان، زیرے صاحب کو مَیں قائل کر رہا ہوں کہ پرانے زمانے میں جنوبی پختونخوا تھا ابھی شمالی بلوچستان۔ وہاں بھی سی پیک کی راہیں گزریں گی۔ خدا کرے بوستان بھی ترقی کرے اور اس طرح اور بھی انڈسٹریل ایریاز ہیں وہ بھی ترقی کریں۔ سینٹرل بلوچستان، قلات، خضدار یہ جنکشن points بنیں گے۔ ہم جو مشرقی بلوچستان والے ہیں، ہم نہروں پر dependant ہیں۔ وہاں دس لاکھ سے زیادہ لوگ

زراعت پیشہ ہیں۔کون سے ڈسٹرکٹس؟صحت پور، جعفرآباد،نصیرآباداور جھل مگسی کے کچھ علاقے، زراعت پیشہ ہیں۔دس گیارہ لاکھ لوگ، ہمارے بلوچستان کی آبادی کہتے ہیں کہ ایک کروڑ بیس لاکھ،تو وہاں گیارہ لاکھ بستے ہیں یہ چیزیں ذہن میں ہوں یہ میں آپ کے نوٹس میں لارہا ہوں۔کیونکہ میرا دل دُکھتا ہے جب آپ کو بجلی نہیں ملتی ہے آپ کے ٹیوب ویلز کے لئے پھر اللہ کی ذات بھی۔اللہ معافی دے دے ہم ناراض ہونے کے قابل تو نہیں ہیں۔پانی نہیں ہوتا آپ کے باغات خشک ہورہے ہیں لکڑیاں کاٹ کے لوگ بیچتے جارہے ہیں کچھ حالت نہیں ہے۔اور کونسا پیشہ ہے بلوچستان میں ہم کیا کریں؟ بارڈر ٹریڈ تھوڑی سی شروع ہوتی ہے وہ بند کردیتے ہیں کہ تربت میں ہنگامہ ہورہا ہے۔بھئی اِن چیزوں پر measurements چاہئیں۔مَیں چاہتا تھا کہ جام صاحب ہوتے تو اس کا جواب دے دیتے یا ہماری ایک اسپیشل ٹیم ہاؤس کی وہ اسلام آباد جاکے اپنی باتیں پیش کرے۔اسلام آباد کا علاج وہی ہے جو جہانگیر ترین نے کیا ہے بس یہ مَیں آج کے حوالے سے بتادوں۔بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جمالی صاحب! چونکہ Monday کو آپ کی ایک قرارداد آرہی ہے آپ اِن الفاظ کو اُسکا حصہ بنادیں تاکہ اسمبلی کے طور پر یہ بات ہوسکے۔

میر محمد خان لہڑی (وزیر محکمہ محنت وافرادی قوت): جناب اسپیکر! جمالی صاحب نے جو باتیں کیں، اُس کی تفصیل تھوڑا اس حوالے سے آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بات ہوگئی۔سوموار کو قرارداد آرہی ہے۔اس میں include ہوگئی۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی قوت: اس کو بڑھانا چاہتا ہوں قرارداد کے بعد اس پر بات کریں گے۔شکریہ جناب چیئرمین صاحب! کیونکہ میرا بھی زرعی علاقہ ہے نصیرآباد سے میرا بھی تعلق ہے۔عرصہ دراز 1991ء کے مطابق جو ہمارا ایک شیئر بنتا ہے بلوچستان کا جس میں ہماری کیرتھر کینال ہے، پٹ فیڈر کینال ہے،۔جس میں ہمارے تقریباً اس وقت آپ کے خریف میں 6700 کیوسک ہمارا شیئر ہے آپ کی پٹ فیڈر کینال کا بنتا ہے۔ اس وقت بھی شاید ہمیں پانی تین ہزار کیوسک یا چوبیس دے رہے ہیں۔آپ کی کیرتھر کا تقریباً چوبیس سو کیوسک بن رہا ہے اس وقت، اس میں بھی میرے خیال سے پانچ سو یا چھ سو کیوسک اس وقت جو ہمیں مل رہا ہے۔تو اس حوالے سے اگر پنجاب پانی دے بھی ہمارے جو کینالز پر پہلا آپ کا سندھ ہے اور زبردستی وہ پانی ہمیں نہیں دیتا ہے اپنا پانی جو اس کے اسٹوریج ہے یا جہاں بند کیا جاتا ہے پانی کو وہ اپنے سندھ کی طرف کھول دیتا ہے اور پانی کا بہاؤ نیچے ہونے کی وجہ سے ہمارے ہاں پانی نہیں آتا۔جیسے جمالی صاحب نے کہا کہ کل اگر جو میٹنگ ہوئی ہے

ارسا کے جو ہمارے ممبر ہیں ان کو نہیں بلایا گیا ہے۔تو اس حوالے سے اگر کوئی بھی ہو، اِرسا کے حوالے سے کوئی بھی ہو، کم از کم بلوچستان کی نمائندگی ہو اور اس سے پوچھا جائے کہ بھائی آپ کے کیا تاثرات ہیں؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ تو کم از کم ہمارے بلوچستان ہمارے جو دو کینالز کا شیئر ہے ہمیں پورا دیا جائے۔شکریہ جناب۔

جناب چیئر مین: کارروائی ابھی تک شروع ہوئی نہیں ہے۔میرے خیال میں کارروائی شروع کر لیتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب چیئر مین صاحب! یہ میرے خیال میں ضروری ہے۔اور آپ سے تو یہی توقع ہے آپ کو سب سے پہلے مبارک ہو کہ آپ آج پہلے اجلاس کی چیئر کر رہے ہیں اور بڑی خوبصورتی سے ماشاءاللہ آپ اس کو چلا بھی رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ جی۔

جناب چیئر مین: تو اصل بات اس ایوان کی تو یہی ہے کہ اگر اس ایوان کے اندر خوشی ہوتی ہے کہ آج اس طرح جان محمد جمالی صاحب چونکہ ان کا تعلق بھی حکومتی اراکین سے ہے اور اس کے باوجود اُٹھ کر وہ اتنے بڑے اہم مسائل کا جس طرح انہوں نے اشارہ کیا کہ وفاق میں 180 ایسی جگہیں ہیں جہاں بلوچستان کی نمائندگی نہیں ہے اور پھر وہ پانی کا بھی رونا روتا ہے کہ نصیر آباد، جعفر آباد، جھل مگسی جہاں اس وقت ٹمپریچر 52 ڈگری سینٹی گریڈ ہے اور وہاں لوگوں کے لئے پینے کا پانی نہیں ہے۔یہ کام تو حکومتوں کا تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ آج ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت اس سے ان چیزوں کا بندوبست کرتی، کابینہ اس مسئلے پر بیٹھ کر جس طرح جمالی صاحب نے کہا کہ گیارہ لاکھ لوگ وہاں بستے ہیں اور اس گرم موسم میں آج ان کو پینے کا پانی میسر نہیں ہے اس پر تو سر جوڑ کر بیٹھنے والی بات ہے کہ حکومت اس مسئلے پر فوری اور ایسے سیزن میں جہاں گرمی ہی گرمی ہے تو ہم اس کی حمایت کرتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ جناب چیئر مین صاحب! اس پر آنے والے دنوں میں جس طرح ایک مشترکہ قرارداد بھی آ رہی ہے۔جمالی صاحب بھی ہیں، میرا نام بھی شاید اُس میں ہوگا۔تو ہم اس کی حمایت ضرور کرتے ہیں لیکن آج اس چیئر کے حوالے سے میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ ایسے بہت سارے مسائل ہیں جن پر حکومت غور کرتی ہی نہیں ہے۔بجلی کا مسئلہ ہوتا ہے ہم لوگ یہاں روڈ پر بیٹھتے ہیں چلّاتے ہیں اس کے بعد وہاں کیسکو کے چیف آ کے دو چار باتیں سنا کر چلے جاتے ہیں۔پھر بجلی کا مسئلہ ایسے کا ایسا ہے۔گیس کا مسئلہ ہے۔جی ایم صاحب کو بلایا جائے۔جی ایم صاحب آ جاتے ہیں۔جناب چیئر مین صاحب! یہ مستقل حل کرنے کے مسائل ہیں۔اگر اس پر حکومت ناکام ہو چکی ہے اسمبلی میں حکومت کی طرف سے بھی یہ باتیں اٹھتی ہیں تو پھر اس کیلئے کوئی خصوصی کمیٹی بنائی جائے وہ ان باتوں پر غور کرے۔بلوچستان کے مسئلے تو یہی ہیں جب گیارہ لاکھ لوگوں کو گرم موسم

میں پینے کا پانی نہیں ملتا تو اس سے بڑا مسئلہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ جس پر ہم بحث کریں۔ جب کوئٹہ پشین مستونگ جیسے علاقے میں جہاں یہی علاقوں میں گیس ہے اور یہاں کی گیس کا پریشر اس وقت نہیں ہے تو اس پر ہم اور کیا بحث کریں۔ جب بجلی کی بات کرتے ہیں۔ زمینداروں کی بات کرتے ہیں۔ چار دفعہ اسی سیزن میں کیسکو نے ہماری بجلی بند کردی کہ حکومت پیسے نہیں دے رہی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ تین چار بڑے جو موٹے مسائل ہیں ان پر آپ اسمبلی کے پارلیمانی لیڈرز کی ایک کمیٹی جان جمالی صاحب کی سربراہی میں بنائیں۔ جس طرح کہ بلوچستان کے پانی کا مسئلہ انہوں نے کہا کہ ارسا سے ہے یا وفاق سے، جس طرح اس پر کمیٹی بننی چاہیے اسمیں خصوصاً ان علاقوں کی نمائندگی ہونی چاہیے، جہاں نصیر آباد ہے جعفرآباد ہے اس کے اندر ایک آدھ ہم لوگوں کو ڈال دیں تو ہم بھی اس مسئلے پر بات کریں گے۔ جناب چیئرمین صاحب! تو میں یہی آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ اور ایک بات میں خصوصی طور پر آج کہنا چاہتا ہوں کہ مجھ سے قبل میرے دوستوں نے قواعد وانضباط کار کی جو book پڑی ہے اس میں آرٹیکل نمبر 115-A کی جو مثال دی کہ آنے والے دنوں میں ہمارا بجٹ پیش ہونے جارہا ہے اور اُس سے پہلے ہمیں فروری سے اپریل تک ایک pre-budget session کرنا چاہیے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے نشاندہی بھی کی اور اس ایوان میں یہ قانونی تقاضا بھی ہے یہ آرٹیکل 115 کہتا بھی ہے کہ اس پر آپ pre-budget، لیکن حکومت نہ اس پر pre-budget اجلاس بلا رہی ہے اور موجودہ جو اجلاس چل رہا ہے یہ روٹین کا ہے، اس میں میری ایک تجویز ہے کہ آج کے اجلاس کو آپ چلائیں۔ اور آنے والے جو دو دن رہتے ہیں ان کو آپ pre-budget اجلاس کیلئے تفویض کریں، ہم اس میں بجٹ پر بحث کریں گے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! جہاں تک آپ کی تجویز ہے اسپیشل کمیٹی کی۔ اُس کیلئے ایک تحریک لانا پڑتی ہے۔ تو میرے خیال میں یہ معاملہ متعلقہ کمیٹی کے حوالے کردی جاتی ہے تاکہ وہ اس پر بحث کرے۔ آپ کو بحیثیت ایک محرک کے اس میں شامل کردیتے ہیں تاکہ ان تمام باتوں پر آپ کی پھر تسلی سے بات ہوجائے۔ اور میرے خیال میں زیرے صاحب۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہم نے بارہا کہا ہے اسپیکر صاحب نے ماضی میں رولنگ بھی دی ہے کہ جب اجلاس ہوتا ہے تو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحبان کو یہاں موجود ہونا چاہیے۔ اور چیف سیکرٹری کا اُنہوں نے کہا کہ ان کو، آئی جی صاحب اور سی سی پی او صاحب کو آنا چاہیے۔ ابھی گیلری میں ہمارے دوست بیٹھے ہیں، کوئی وزیٹرز ہوں گے لیکن ایک بھی متعلقہ

ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری شاید میں نہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بیٹھا ہو۔تو یہ کس طرح ہوگا جناب آپ اس کے لئے رولنگ دے دیں۔

جناب چیئرمین: نصراللہ صاحب! متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے ایڈیشنل سیکرٹریز بیٹھے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں ایک دو کے علاوہ ہونا یہ چاہیے کہ یہ ہاؤس ہے اس کی تقدس ہونی چاہیے۔

میر اختر حسین لانگو: لاء اینڈ آرڈر پر بحث بھی ہے نہ یہاں ہوم سیکرٹری بیٹھے ہیں نہ آئی جی پولیس ہم بحث کس کے ساتھ کریں کس کے سامنے اپنی گزارشات پیش کریں۔تو جناب والا! یہاں ہماری ویسے بھی من وعن باتوں کو نوٹ کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! یہ کوئی ڈیبیٹنگ سوسائٹی تو نہیں ہے۔یہ اسمبلی ہمارے عوام کی اُمنگوں کا مظہر ہے۔لاکھوں لوگوں نے ووٹ ہمیں دیئے ہیں ابھی ہم آ کر یہاں بیٹھتے ہیں آپ کا کوئی بھی سیکرٹری نہیں ہے آج امن وامان پر بحث ہورہی ہے، میری تحریک التوا پڑی ہے۔چمن میں دھماکہ ہوا ہے۔ جمعیت کے امیر صاحب، پنجگور میں بھی واقعہ ہوا ہے اور واقعات بھی ہوئے ہیں یہاں کون نوٹ کریگا۔ابھی آپ رولنگ دیدیں کہ نہیں جناب چیئرمین! آپ کی good Chair رولنگ پاس کرے۔سب کو بلائیں یہاں آدھے گھنٹے میں کہ ان کو پتہ چلے کہ یہ ہاؤس کی تقدس کا کیا ہوتا ہے، یہ آپ رولنگ دے دیں میرے request ہے آپ سے۔

جناب چیئرمین: تو جناب! متعلقہ منسٹر صاحب، ہوم منسٹر صاحب۔۔۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں منسٹر صاحب بیشک یہاں بیٹھے ہیں۔لیکن گیلری میں تو کوئی ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: امن وامان پر جب بات ہو تو منسٹر صاحب اُن کو بلالیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: بس یہ رولنگ دیدیں سب یہاں آ کر بیٹھ جائیں، جب ہم بیٹھے ہیں رات تک، یہ لوگ کیوں نہیں بیٹھتے ہیں؟

جناب چیئرمین: رولنگ دے دی ہے، ابھی آئیگا وہ۔تو ابھی میرے خیال میں کارروائی شروع کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمنٹری سیکرٹری): جناب چیئرمین! جیسے کہ جمالی صاحب نے کہا۔

جناب چیئرمین: اس پر بات مکمل ہوگئی مبین صاحب۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمنٹری سیکرٹری): نہیں میں آپ کو بتانا چار رہا تھا، مَیں جی ایم صاحب سے ملا

تھا، وہ دو، تین دن کیلئے گئے ہوئے ہیں اسلام آباد، یہ نہ ہو کہ پھر آپ جب بلائیں تو اُنکا اپنا کوئی نچلا اسٹاف۔۔۔(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں وہ Sunday کو نہیں آئینگے۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمنٹری سیکرٹری): نہیں وہ ہیں نہیں اسلام آباد میں ہیں۔تو میں یہ چاہ رہا ہوں کہ وہ خود آئیں تا کہ ہم لوگ سارے ممبران پھر ان سے سوال کرسکیں۔ بدھ کے دن رکھ لیں وہ دو دن کیلئے گئے ہوئے ہیں تو یہ نہ ہو کہ پھر آئیں۔

جناب چیئرمین: اگر بدھ کو اُن کا آنا یقینی ہے پھر رکھ لیتے ہیں۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمنٹری سیکرٹری): بدھ کے دن آپ کر دیں۔

جناب چیئرمین: بدھ کو دو بجے میٹنگ رکھ لیتے ہیں جمعرات کو پھر نہیں ہو سکے گا۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! کیونکہ CM نے جا کے اسلام آباد میں ہمارا کیس لڑنا ہے۔تو وہ سن لیں، سارے ہاؤس کو سنیں، اپوزیشن کو بھی بڑے دل سے سنیں، ٹریژری بینچز کو بھی سنیں پھر جا کے کیس لڑیں۔

جناب چیئرمین: تو جمالی صاحب! وہ جی ایم مدنی صاحب کی، گیس کی بات کر رہے ہیں۔

میر جان محمد خان جمالی: یہ جی ایم کے لیول کی بات نہیں ہے میں نے تو کہا ہے ایم ڈی سوئی گیس ساؤتھ کو بلائیں۔ایم ڈی آنا چاہیے بیٹنگ اجلاس کے بعد بھی ہو۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب! یہ بہت بڑا ایشو ہے اس میں ایم ڈی صاحب کو بلالیں۔

جناب چیئرمین: ایم ڈی کو بھی بلالیں۔ مدنی صاحب سے تو بار بار میٹنگ ہوئی ہے کوئی حل نہیں نکلا ہے۔ سیکرٹری صاحب! آپ لیٹر بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات شروع کر لیتے ہیں۔ احمد نواز صاحب آپ سوال نمبر 243 دریافت فرمائیں۔

میر احمد نواز بلوچ: سوال نمبر 243۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆243 **جناب احمد نواز بلوچ :** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 11 نومبر 2019</u>

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>14 ستمبر 2020، 21 فروری اور 26 مارچ 2021 کو موخر شدہ</u>

بینظیر شہید ہسپتال لوڑ کاریز سریاب روڈ کی تعمیر پر آمدہ لاگت کی تفصیل دی جائے اور کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ

ہسپتال محکمہ صحت کے زیرانتظام نہیں اور تا حال غیر فعال ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کو محکمہ صحت کے زیرانتظام لانے اور اسے فعال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل دی جائے نیز اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

وزیر صحت: اس ضمن میں تحریر ہے کہ بینظیر شہید ہسپتال لوڑ کاریز سریاب روڈ کوئٹہ تا حال زیر دستخطی کے سپرد نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی دفتر ہذا اس کے بارے میں کوئی معلومات رکھتا ہے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی ریکارڈ موجود ہے۔

جناب چیئرمین: جی اس پر کوئی ضمنی ہے؟

میر احمد نواز بلوچ: جناب چیئرمین! یہ سوال میرے خیال میں ڈیڑھ دو سال کے بعد آج پھر آیا ہے۔ جو سوال مَیں نے بھیجا تھا وزیر صحت کو بالکل اس پر پارلیمانی سیکرٹری ہیں صحت کے، ربابہ صاحبہ اُنہوں نے physically بینظیر شہید ہسپتال کا دورہ بھی کیا اور ابھی تک اُس جواب میں بھی لکھا ہے کہ اُس بلڈنگ کو ابھی تک کوئی own نہیں کر رہا۔ تو ابھی میڈم بیٹھی ہوئی ہیں اور اُنہوں نے اُس دن کہا کہ مَیں ایک میٹنگ بلاؤں گی کہ اس بلڈنگ کو کس نے بنایا ہے اور ہسپتال کا نام دیا ہوا ہے۔ چونکہ گورنمنٹ کے اس پر پیسے خرچ ہوئے ہیں اور ابھی تک کوئی بھی محکمہ اس کو own نہیں کر رہا ہے اور نام ہے بینظیر شہید ہسپتال۔

جناب چیئرمین: نہیں ڈاکٹر صاحبہ! آپ نے جواب دے دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جی ہم نے اور ہمارے بھائی بھی تھے جناب چیئرمین! ہم نے visit کیا وہاں اور ساری چیزیں دیکھی ہیں اور وہیں ہم نے ایک میٹنگ بھی کی تھی اور وہاں بیٹھ کے ہم نے کچھ recommendations بھی بنائیں۔ چاہے وہ ہمارا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے چاہے سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ ہے تو ہم ایک میٹنگ کریں گے اور اس کا ایک collective decision لیا جائے گا۔ تو collective wisdom اور اُسکے نتیجے میں آنے والے decisions زیادہ دیرپا اور بہتر ہوتی ہیں۔ ہم نے جو tentative recommendations لی تھیں اور جو location ہے اُس کو، دیکھیں کیونکہ جس وقت یہ ہسپتال بنایا گیا تھا اُس وقت کی حکومت میں جو اسمبلی ممبر نے جو یہ بنایا اس کی ایک تو ہسپتال کی accessibility نہیں ہے اور یہ جو بلڈنگ ہے It is not as per requisitions of the Hospital. جو اُس کے لئے ہوتی ہیں۔ ہم نے tentative recommendations میں یہ بات کی تھی کہ ہم اس کو ایک full fledge RHC تو بنا سکتے ہیں RHC بنائیں گے جس میں ہم اِن کو تمام

integrated health services, like immunization, MNCH اور اسی طرح جو mother and child facilities ہیں ہم وہ دیں گے۔اور اُسی کیساتھ اس وقت وہاں ایک لائبریری قائم ہے جو وہاں کے جو غریب طلباء ہیں اُن کیلئے ایک بہت بڑی resource of information ہے۔ تو ہم نے یہ بھی suggestion دی تھی کہ جو اس کی top floor ہے اُس کو ہم ایک full-fledged learning resource center بنا دیں گے جس کے لئے پوری معاونت ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ بھی کرے گا کہ اُس کے لئے فنڈز وغیرکس طریقے سے arrange کیئے جائیں گے اور ہم دوسرے ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ بھی اس کو coordinate کر کے اس کو full-fledged learning center بنا کے دیں گے اور نیچے ہم ان کو ایک well-equipped RHC center بنا کر کے دیں گے۔ Though these decisions were recommended. تو ہم نے یہ کہا تھا کہ جب ہم ایک میٹنگ کریں گے تو اِن تمام چیزوں کو finalize کر دیا جائے گا۔ بلڈنگ وہ چونکہ کافی پہلے بنی تھی اُس کی کافی مرمت کا کام اس وقت درپیش ہے۔تو اُس کے لئے بھی ہم نے دس ملین فنڈز اس کیلئے مختص کیے ہیں کہ اُس بلڈنگ کی repairs ہو جائے۔تو اسی لئے minutes table کر بھی دی ہیں آج اور recommendations وغیرہ بھی ہم نے table کر دی ہیں معزز ممبر کو بھی یہ مل گئی ہوں گی۔تو اس کے بعد ہم ایک میٹنگ کر لیں گے جو بھی recommendations سامنے آئیں گی انشاء اللہ وتعالی ہماری پوری کوشش ہوگی کہ اس کو ہیلتھ کی تمام سہولیات مہیا کر سکتے ہیں ہم کریں گے۔

میر اختر حسین لانگو: جناب چیئرمین! میرا ایک سوال ہے اور کچھ تحفظات بھی ہیں وہ بھی بیان کرنا چاہوں گا میری بہن نے ابھی health recently کی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں لیکن یہ department اور managment کے issues ہیں۔ جناب والا! ایک تو یہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کے اُس پر کوئی کوآرڈینیشن کوئی پلاننگ نہیں ہے wihtout planning اور without any study کے یہ لوگ کام کر لیتے ہیں گورنمنٹ کے کروڑوں روپے بیوروکریسی کی غلط پالیسیوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ابھی اس ہسپتال کو ہی لے لیں جناب والا! ہماری بہن خود فرما رہی ہیں کہ یہ کافی عرصہ پہلے بنا ہے ابھی تک یہ اسٹارٹ نہیں ہوا ہے اور اب اُس کی مرمت کے لالے گلے پڑ گئے اُس کی مرمت کے لئے ہمیں فنڈز چاہئیں۔ حالانکہ یہ ابھی تک اسٹارٹ نہیں ہوا ہے اس سے لوگوں کو ایک پیسے کا benefit ابھی تک نہیں ملا ہے۔ جناب چیئرمین! اُس وقت یہ پلاننگ کیوں نہیں کی گئی یہ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داران کی طرف سے کہ یہاں accessibility کا مسئلہ ہے

یہاں باقی بھی مسائل ہیں۔تو کیا آیا اُن پر اُس وقت اسٹڈی نہیں کی گئی ہے جس پر کروڑوں روپے لگا دیئے۔ اب جب کروڑوں روپے لگ کے اب اس کو operational کرنا ہے اب بیوروکریسی کو یہ تمام چیزیں یاد آرہی ہیں مجھے اپنی بہن سے کوئی شکایت نہیں ہے کیونکہ اُن کو ابھی ذمہ داریاں دی گئی ہیں اور جو ڈیپارٹمنٹ اُن کو جواب دے دیتا ہے میری بہن یہاں آکر کے ہمیں وہی present کر دیتی ہیں۔اور اُسی طریقے سے جو ڈیپارٹمنٹ کا مؤقف ہے اُس کو ہمارے سامنے رکھا جاتا ہے۔ جناب والا! اس پر انکوائری کروائی جائے کہ اُس وقت وہ کون لوگ تھے جنہوں نے اسکی proposal دی اور وہ کون لوگ تھے جو عوام کے کروڑوں ٹیکس کے پیسے اس ہسپتال پر لگائے؟ اور اُس جگہ پر لگائے جہاں accessibily کا مسئلہ ہے۔اور صرف یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ نہیں ہے یہ کوئی پچھلے آٹھ دس سالوں سے یہ یہی ہو رہا ہے۔ جناب والا! یہ ساڑھے تین سو کے قریب ٹیوب ویل PHE والوں نے اس کوئٹہ شہر میں لگائے ہیں ایک ٹیوب ویل سے کوئٹہ کے کسی آدمی کو ایک قطرہ پانی نہیں مل رہا ہے وجہ کیا ہے جھگڑا یہ ہے کہ PHE والوں نے لگائے ہیں واسا کہہ رہی ہے کہ ہمیں فنڈز نہیں مل رہے ہیں۔اب یہ ڈیپارٹمنٹ کے آپس کے جھگڑے یہ بیوروکریسی کے آپس کے معاملات ہیں یہ بیوروکریسی کے اپنے پیسے اور کمیشن کھانے کے طریقے ہیں۔ جہاں تک کمیشن کے components involved ہیں۔وہ اپنا کام کر کے گھر چلے جاتے ہیں بعد میں دوسرے لوگ آتے ہیں اب وہ کہتے ہیں کہ اب اس کو ہم آگے کیسے run کریں۔تو جناب والا! اِن تمام چیزوں سے میری اپنی بہن سے بھی یہ درخواست ہے ابھی آگے بھی میرا ایک question hour ہے، اُس میں بھی بہت ساری چیزیں ہیں۔تو پہلے ڈیپارٹمنٹ کے اندر جو چیزیں ہیں جو مینجمنٹ کے معاملات ہیں پہلے اُن کو دیکھ لیں اور جو لوگ ان پیسوں کے ضیاع کے ذمہ دار ہیں اُن کے خلاف کارروائی کر کے اُنکو کٹھہرے میں لایا جائے۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اس میں ایک ضمنی سوال ہے ایسا ہے کہ اس ہسپتال کا یہ ہسپتال ماضی میں میرے حلقہ انتخاب میں تھا اُس سے پہلے یہ ہسپتال بنایا گیا ہے۔لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج تک یہ فعال نہیں ہوسکا۔ویسے محترمہ اگر آپ کوئی میٹنگ کال کریں کوئٹہ میں مَیں مختلف علاقوں میں جہاں ضرورت بھی ہے وہاں BHU بنے ہوئے ہیں۔میرے حلقہ انتخاب میں بنے ہوئے ہیں پوسٹیں بھی مَیں نے منظور کروائی ہیں۔لیکن آج تک وہ چل نہیں سکا۔میری تجویز ہوگی محترمہ کو کہ وہ ایک میٹنگ کال کریں اس میں کوئٹہ کے ایم پی ایز آ کر کے اس میں بات کریں گے کہ ہم اس کو چلائیں۔بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر ربابہ صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین صاحب مَیں نے اسی لیئے شروع میں آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ جو بھی ہیلتھ میں، دیکھیں ماضی میں جو ہوا ہم اس کیلئے accountable نہیں ہیں لیکن اس چیز کے لئے accountable ضرور ہیں کہ ہم اِن تمام چیزوں کو دیکھ لیں جو smooth and streamline نہیں تھیں۔ اوراب اُن کو کرنی ہیں۔ یہ ہم کررہے ہیں مَیں نے اِسی لیئے آپ سے درخواست کی تھی کہ ہم تمام معزز اراکین کے لئے ایک presentation رکھنا چاہتے ہیں جس میں ہم یہ انکو بتائیں گے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے طور پر ہم کیا reforms لا رہے ہیں۔ کیا چیزیں ہیں جن کو سر دست دیکھا جارہا ہے priority basis پر اور کیا کیا legislative reforms ہم لے کے آئے ہیں اس کے لئے اگر آپ جو بھی date کہیں گے اگر اسی running session میں آپ کہیں گے تو ہم بالکل انشاء اللہ تعالیٰ بحیثیت ڈیپارٹمنٹ ان کو present کریں گے and I will make sure کہ جتنے بھی ہمارے relevant officers ہیں وہ اس میں آئیں۔ بالکل inter-departmental coordination کی بات میرے بھائی نے کی ہے۔ ہاں! یہ ایک short-terming ہے جو ہم محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ہم کوشش کرتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں بہتر یہی ہوگا آپ ایک میٹنگ کال کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جی۔

جناب چیئرمین: متعلقہ ایم پی اے نواز صاحب ہیں جو محرک ہیں اس سوال کا اور نصر اللہ زیرے کوئٹہ کے جو متعلقہ ایم پی ایز ہیں اُن کو بھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین: اگر صرف اس ہسپتال کی specifically بات کر لیں میٹنگ کی۔ تو وہ ہم نے اس ہفتے میں رکھی ہے۔ جس میں محترم ہمارے جو محرک ہیں اس سوال کے وہ بھی ہوں گے اور ڈیپارٹمنٹ کے آفیسران بھی ہوں گے اور دوسرے Stakeholders بھی ہوں گے۔ لیکن مَیں نے جو آپ سے درخواست کی ہے وہ تمام ممبران کے لئے کی ہے تاکہ جتنے لوگوں کے ذہن میں جو سوال ہیں، ابہام ہیں اور تحفظات ہیں وہ سارے دُور ہوسکیں۔ تو I think that could be a very good solution کہ تمام ہمارے ممبران اس چیز کو جب ایک طرح سے اُن پر واضح ہو جائے گا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کیا کیا چیزیں پلان کر رہا ہے کیا کیا چیزیں اس وقت کی جا رہی ہیں تو بہت سارے automatically ختم ہو جائیں گے۔

جناب چیئر مین: جی زاہد علی ریکی صاحب اپنا سوال نمبر 268 پڑھیں۔

میر زاہد علی ریکی: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ۔شکریہ جناب چیئر مین! Question No.268

☆268 میر زاہد علی ریکی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 16 جنوری 2020

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 21 فروری اور 26 مارچ 2021 کو موخر شدہ

مالی سال 20-2019 کے بجٹ میں ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال واشک کیلئے کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے اور مختص کردہ رقم میں سے تا حال جاری کردہ رقم کی تاریخ وار تفصیل دی جائے۔ نیز مذکورہ ہسپتال کب تک پایہ تکمیل کو پہنچایا جائے گا تفصیل مع جولائی 2019ء تا دسمبر 2019ء کے دوران ٹھیکیدار کے حق میں جاری کردہ رقم کی دی جائے؟

وزیر صحت: اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ صحت نے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال واشک کے ترقیاتی فنڈز سے تقریباً ایک کروڑ روپے 16 اکتوبر 2019ء کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کو جاری کیے ہیں جو کہ مزید ترقیاتی کام ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال واشک کے تعمیراتی کام کو جاری رکھ سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئر مین: جی زاہد صاحب۔

میر زاہد علی ریکی: جناب چیئر مین صاحب! یہ مَیں نے دیا تھا کہ مالی سال 20-2019ء جو بجٹ ضلعی ہیڈ کوارٹر واشک۔ یہ DHQ Hospital ہے جناب چیئر مین صاحب! یہ 2013ء میں ٹینڈر رہوا ہے۔ یہ 2021ء ہے میڈم صاحبہ! آپ یہ بتا دیں ہر سال ایک، ایک کروڑ release کریں گے، 10 سال گزر گئے ہیں اور کتنے سال اور گزریں گے؟ ابھی چند ماہ پہلے جام صاحب واشک میں آئے تھے۔ میں نے ان کو DHQ Hospital کا دورہ کرایا۔ میں نے کہا جام صاحب! یہ دیکھیں جی! DHQ Hospital ہے، ہمارے لوگ بیمار ہوتے ہیں اِن کو کہاں لے جاؤں؟ ڈسٹرکٹ کا یہ حال ہے، جب میں آپ کو بتاتا ہوں جام صاحب! اسمبلی فورم میں، تو آپ کہتے ہیں ''کہ نہیں، واشک میں تو بہت کام ہوا ہے''۔ ابھی تک ہیڈ کوارٹر میں DHQ Hospital نہیں ہے۔ اُس کی حالت یہ ہے کہ ابھی تک تیار نہیں ہے۔ میڈم! آپ مجھے بتائیں کل بھی میں آپ کے office آیا تھا۔ ہاں! یہی ہے کہ ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے وہاں اسکا بارڈر ہے۔ ابھی تو fencing ہوئی وہ بھی بند ہو گیا پہلے تو fencing نہیں تھی ہر کوئی آتا جاتا تھا، جہاں بھی جاتا تھا وہ واپس آتا تھا میڈم! یہ Hospital کب تیار ہوگا یہ قیامت کے دن تیار ہوگا پھر میڈم! آپ بتا دیں یہ کیوں اس طرح

ہورہاہے؟

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ! آپ اپنی source استعمال کریں واشک جیسے پسماندہ علاقے کے لیے اگر 16 کروڑ روپے کی کوئی اسکیم ہو، اُس میں سالانہ آپ ایک کروڑ رکھیں گے تو 16 سالوں میں وہ شاید پایہ تکمیل تک پہنچ جائے۔ تو میرے خیال میں اس دفعہ آپ تھوڑا بہت allocation زیادہ رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: اس میں کل میرے محترم بھائی آئے تھے ہمارے دفتر اور ہم نے اِن کی یہ تمام issues جو واشک ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہاسپٹل کے ہیں اُس پر discussion بھی کی تھی اور اِن کے آگے جو دو questions ہیں وہ بھی اسی سے related ہیں تو اِس میں ہم نے C&W سے پوچھا ہے کہ کیونکہ دیکھیں construction وغیرہ جب تک ہوتی ہے جناب چیئر مین! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ سی اینڈ ڈبلیو کے پاس ہوتا ہے ہم نے متعدد بار سی اینڈ ڈبلیو سے یہ بات پوچھی ہے کہ ہمارے جتنے Hospitals اتنے سالوں سے on-going اُس میں آرہے ہیں وہ انکی completion کیوں نہیں ہورہی ہے اُس کی کچھ وجوہات بتائی جاتی ہیں کچھ نہیں بتائی جاتیں۔ لیکن ہم بحیثیت Health department اپنے ایسے تمام Hospitals کا ہم نے ایک سروے بھی کرایا ہے اور ہم اِس کو pursue بھی کررہے ہیں کہ کہاں کہاں کون کون سے کس stage پر ہیں اور یہ ایک basic mapping وہ تقریباً completion پر ہیں وہ بھی جب presentation دیں گے یہ اُس کا بھی ایک حصہ ہے کہ جس میں ہم اِن کو بتائیں گے کہ جو Hospitals ہمارے جس طرح کا یہ ایک Hospital ہے جو کہ ابھی تک completion پر نہیں پہنچے ہیں اور اتنے سالوں سے ہیں یہ سمجھیں constant ایک problem چلا آرہا ہے ایک issue ہے کہ یہ completion کیوں نہیں کیا جارہا ہے اور اِن کے لیے اتنا فنڈ کیوں نہیں رکھا جارہا تو ہم نے ایک یہ بھی اس میں portion رکھا ہے جس میں یہ سارے Hospitals کے بارے میں ہم بتائیں گے۔

جناب چیئرمین: مطلب واشک پر کوئی خاص توجہ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جی بالکل۔

میر زابد علی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! بات ہمارے۔۔۔(مداخلت)

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! یہ جو کام delay ہوتے ہیں اُس کی basic وجہ یہ ہوتی ہے کہ پی ایس ڈی پی میں اُن کے لیے allocation ہی نہیں رکھی جاتی ہے اور اگر رکھی جاتی ہے تو اتنی رکھی جاتی ہے کہ اس

سے جو کام ہے وہ آگے نہیں بڑھتا ہے اب اس ہسپتال کے لیے اس دفعہ بھی پی ایس ڈی پی میں شاید میں نے بھی حاجی صاحب سے پوچھا وہ کہتے ہیں ایک کروڑ روپے رکھے ہیں۔ لیکن اس کی allocation وہ بھی ایک کروڑ پورے نہیں کیے انہوں نے تو کام کیے complete ہوگا۔ حاجی صاحب تو صحیح کہہ رہے ہیں اگر اسی رفتار سے اور اسی طریقہ کار کے مطابق گئے تو یہ شاید قیامت والے دن complete ہوگا اس سے پہلے بہت مشکل لگتا ہے مجھے۔

میر زابد علی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! یہ آخر باقی مدوں میں چاہے روڈ ہیں چاہے پول ہیں، باقی مدوں میں بلوچستان گورنمنٹ کو پیسے ہیں۔ hospital یا Health یا اسکول کے حوالے سے پیسے نہیں ہیں کیا؟ آخر یہ کیا وجہ ہے میڈم! آپ وزیر اعلیٰ جام صاحب کو بتائیں یہ پیسے آپ کب release کریں گے؟ آپ اسمبلی فورم میں آج میڈم وعدہ کریں کہ یہ اسی سال یا آنے والے پی ایس ڈی پی میں جو 10 کروڑ اگر اس کے رہتے ہیں یا 15 کروڑ رہتے ہیں اِسی آنے والے پی ایس ڈی پی میں سارے release کردیں ٹھیکیدار اس کو complete کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: زابد ریکی صاحب! فنڈز release اِن کے بس کی بات نہیں ہے۔ فنڈ پی اینڈ ڈی release کرتا ہے۔ کم ازکم ڈیپارٹمنٹ جو اس دفعہ allocation کے لیے پیسے مانگے تو زیادہ مانگے تاکہ یہ کام ایک دو سال میں complete ہوں۔

میر زابد علی ریکی: یہ ڈیپارٹمنٹ کبھی نہیں مانگے گا۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں انشاءاللہ مانگے گا۔

میر زابد علی ریکی: اس ڈیپارٹمنٹ سے مایوسی کے سوا کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔

جناب چیئرمین: اللہ خیر کریگا۔ زابد ریکی صاحب سوال نمبر 269۔

میر زابد علی ریکی: Question no 269

☆**269 میر زابد علی ریکی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 16 جنوری 2020</u>

<u>21 فروری اور 26 مارچ 2021 کو موخر شدہ</u>

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم ایس ڈی کوئٹہ ماہوار کے حساب سے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال واشک کو ادویات اور جراحی کے آلات فراہم کرتا ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو جولائی تا دسمبر 2019ء کے دوران مذکورہ ہسپتال کیلئے جاری

کردہ ادویات اور جراحی کے آلات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر صحت:

ایم ایس ڈی کوئٹہ کو ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال واشک کی مد میں نہ تو بجٹ ریلز ہوا ہے اور نہ ہی ادویات اور جراحی کے آلات فراہم کرتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

میرزابدعلی ریکی: نہیں میں کدھر مطمئن ہوں۔ دوائیاں کدھر ہیں جناب چیئرمین صاحب! میں واشک کے بیماروں کو کدھر لے جاؤں کس کے پاس لے جاؤں۔

جناب چیئرمین: نہیں ایم ایس ڈی تو میرے خیال میں دوائی کا سامان کا اور۔۔۔

میرزابدعلی ریکی: کدھر لے جاؤں آپ مجھے بتادیں وہ تو مر رہے ہیں؟ پنجگور بھی دور ہے۔ کدھر لے جاؤں جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: آپ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے ڈیمانڈ کردیں۔

میرزابدعلی ریکی: آپ میڈم کو بتادیں خدارا یہ آپ کیوں اسطرح کر رہے ہیں۔ آخر آپ کو اللہ کا خوف ہے یا نہیں۔ بولو نہیں ہے تو انشاء اللہ آپ کو اللہ کو جواب دینا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ کوئی fresh question لے آئیں۔

میرزابدعلی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! یہ fresh question ہے۔

جناب چیئرمین: یہ لوگ واشک کو کہاں سے ادویات فراہم کرتے ہیں۔

میراختر حسین لانگو: جناب چیئرمین! یہ لوگ واشک کو بلڈوزر میں باندھ کر کوئٹہ سے نزدیک کریں۔

جناب چیئرمین: تھوڑا قریب لے آئیں۔

میرزابدعلی ریکی: جناب چیئرمین! please خدارا میڈم! اس پر ایکشن لے لیں۔ اس میں مَیں نے کل بھی آپ کو بتایا۔ اور آج بھی بتا رہا ہوں۔ خصوصی جام صاحب سے ملیں۔ کیوں اسطرح ہو رہا ہے، آخر وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین صاحب! یہ Hospital جیسے ہی سی اینڈ ڈبلیو ہمیں hand over کریگا ہم اِس کے لیے بھی فنڈز allocate کردیں گے اور ایم ایس ڈی اس پر انشاءاللہ اس

پر تمام medicines اور equipment بھی provide کریگا۔ میرے بھائی واشک کے لیے کہہ رہے ہیں تمام ڈسٹرکٹ ہمارے لیے برابر ہیں اور ہمارے لیے سارے ہی دل کے قریب ہیں۔ یہ ہیلتھ جو issue ہیں دیکھیں سر! ہر جگہ ہے ہم چیزوں کو streamline کر رہے ہیں۔ جو چیز اتنے سالوں کی بگاڑ ہے وہ یقیناً اتنے چھوٹے دنوں میں ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ میرے محترم بھائی کل بھی آفس آئے تھے ہم نے اِن کو بالکل یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم especially واشک کو دیکھ لیں گے اور جو کچھ ہم کر سکتے ہیں priority پر اُس کے لیے کریں گے۔ چند اضلاع ہماری priority basis پر ہیں، جن کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہاں کیا کر سکتے ہیں۔ تو کچھ Hospitals جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ واشک والا ہے یقیناً ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے لیے بھی یہ بہت بڑا issue ہے۔ کہ ہم کہتے ہیں بقول شاعر کہ: ''یہ عہدِ وفا تو موجود ہے''۔ لیکن At the end financial year. ''نہ ہم ترکِ وفا کر سکتے ہیں، نہ تجدیدِ وفا کر سکتے ہیں''۔ کیونکہ یہ completion میں ہی نہیں آتا۔ تو ہم کس طرح، ہمیں hand over ہی نہیں ہوتا تو ہم کس طرح provide facilities کریں گے۔ تو اِس کیلئے یہ ہے کہ میں نے کل بھی اپنے بھائی کو یقین دہانی کرائی تھی اور آج آپ کے توسط سے میں پھر اِن سے یہ کہہ رہی ہوں اور یقین دہانی کرا رہی ہوں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو جیسے ہی hand over ہو جائیگا ہم کوشش کریں گے کہ جلد از جلد hand over ہو جائے اور ہم اِس کے لیے فنڈز allocate کر لیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میڈم کی شاعری تو بہت اچھی ہے ماشاءاللہ میرے خیال میں ہر جواب میں وہ تو ایک شعر داغ دیتی ہیں۔ لیکن اگر آج تھوڑا بہت فنڈ واشک کو مِلتا تو کم از کم فریاد نہیں کرتا اس ایوان میں اس اسمبلی میں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میڈم کو اس ایوان میں خاص کر جو ہمارے محرک ہیں جو یہ سوالات لاتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہاں وہ جب Direct کہیں سفارش کرتے ہیں کہ اس علاقے کو چاہیے تو کچھ نہیں ملتا، یہاں سوالات کے ذریعے سب کے سامنے کچھ نہ کچھ تا کہ کوئی یہ کہہ دے کہ آنے والا بجٹ میں یا میں وزیر اعلیٰ سے بات کروں گا اس حد تک بھی میڈم کی تسلی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ تھوڑا انصاف سے کام لیں، انہوں نے صحیح کہا۔

میر زابد علی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! یہ تسلی سے وہی عدالت میں جاتا ہے پیشی سے پہلے جناب چیئرمین! خدارا میڈم! آپ اس کو serious لیں جناب چیئرمین صاحب! آپ میڈم صاحبہ کو بولیں کہ وہ اس کو serioues لیں۔ جام صاحب سے خصوصی ملیں کہ واشک کے ساتھ کیوں اس طرح ہو رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئر مین صاحب! آپکے توسط سے میں ان کو یقین دہانی کرادیتی ہوں کہ میں CM صاحب سے واشک ڈسٹرکٹ کے لئے specially ایک Meeting کرونگی اور وہاں ایک جوانکی جو Required ہے وہاں Provide کردیں گے۔

میرزابدعلی ریکی: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئر مین: سوال نمبر 307 زابدعلی ریکی صاحب۔

میرزابدعلی ریکی: سوال نمبر307۔

☆**307 میرزابدعلی ریکی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ13اگست 2020</u>

کیاوزیرصحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>21فروری اور26مارچ2021 کوموخرشدہ</u>

ضلعی ہیڈکوارٹرہسپتال واشک کیلئے سال2018ءتا جولائی2020ء کے دوران کل کتنی ایمبولینسز فراہم کی گئی ہیں اور کیامالی سال 21-2020ء کے بجٹ میں ضلع واشک کیلئے ایمبولینس کی خریداری کیلئے رقم مختص کی گئی ہے نیز مذکورہ ہسپتال میں پہلے سے موجود ایمبولینسز کی تعداد کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیرصحت: اس ضمن میں بذریعہ فون معلومات حاصل کی گئی ہیں کہ DHQ ہسپتال واشک زیرتعمیر ہے اور فی الحال کوئی ایمبولینس فراہم نہیں کی گئی ہے لہٰذا جب ہسپتال پایہ تکمیل کو پہنچایا جائے گا تو ایمبولینس فراہم کردی جائیگی۔

جناب چیئر مین: میرے خیال میں اس کو نمٹا ہی لیتے ہیں ہاں۔سوال نمبر289 اخترحسین۔

میراخترحسین لانگو: سوال نمبر289۔

☆**289 <u>جناب اخترحُسین لانگو:</u>** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ17جولائی2020</u>

کیاوزیرصحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>21فروری اور26رمارچ2021 کوموخرشدہ</u>

مالی سال2019-20 کے دوران محکمہ صحت کے حق میں کسقدر فنڈز جاری کیے گئے ہیں نیز جاری کردہ فنڈز جن جن مدات میں خرچ کیے گئے ہیں انکی مدوار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیرصحت: مالی سال2019-20 کے بجٹ میں لورالائی میڈیکل کالج لورالائی اور مکران میڈیکل کالج تربت کے حق میں جاری کردہ فنڈز اور مذکورہ فنڈز جن جن مدات میں خرچ کیے گئے ہیں ان کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔Updated جو جواب ہے وہ

ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے محرک کو دے دیئے گئے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب چیئرمین! یہ سوال دو دفعہ پہلے بھی آیا ہے۔ کیوں کہ اس کا جواب نامکمل تھا، ہم نے دوبارہ بھجوایا تھا دو دن پہلے بھی آپ کے سیکرٹریٹ کو یہ جواب ملا تھا۔ میں نے پھر آپ کے سیکرٹریٹ سے اعتراض کیا کہ جی ابھی دوبارہ انہوں نے وہی جواب repeat کر کے بھیجا ہے۔ اب کچھ تفصیلات میڈم نے بھیجی ہیں شاید وہ بھی کچھ عجلت میں بنی ہیں لیکن میں اس پے پھر بھی اپنے ضمنی Question پوچھونگا۔ جناب والا! پورے بلوچستان میں ہیلتھ کی جو حالت زار ہے وہ اپنی جگہ میں صرف اس Capital کی بات کرونگا جو ہمارا دارالخلافہ ہے کوئٹہ، اس میں جناب والا! کچھ Hospitals ہیں اس میں سنڈیمن اسپتال ہے جسکا تقریباً دو ارب سے زیادہ اس کا بجٹ ہے اور فاطمہ جناح میڈیکل ہے BMC ہے کچھ ملا کے سارے roughly estimate اگر آپ لگالیں جو DHO صاحب کو دیئے جاتے ہیں جو اسپتالوں کو پیسے دیئے جاتے ہیں کوئی تقریباً چار ارب کے قریب یہ تمام کے تمام تقریباً پانچ ارب کے قریب پیسے بنتے ہیں۔ لیکن جناب والا!

(اِس مرحلہ میں محترمہ شکیلہ نوید قاضی، چیئرپرسن نے اجلاس کی صدارت کی)

میڈم سے میرا ایک Question کہ اس کے باوجود ان تمام اسپتالوں میں کل پرسوں بھی میرا ایک Patient ابھی بھی آرتھوپیڈک وارڈ میں میڈم چیئرمین! آپ کو welcome کہتے ہیں وہ بے چارے غریب لوگ ہیں زہری سے آئے ہیں کل مجبوراً مجھے خود DMS کو فون کرنا پڑا کہ ان کی دوائیوں کا اور باقی چیزوں کا خیال رکھیں وہ پرچیاں آپ کے وہاں سے ان کو پکڑائی جاتی ہے وہ باہر سے میڈیکل سے afford نہیں کر سکتے ہیں ان کی یہ حالت ہے اور یہاں کوئی پانچ ارب سے زیادہ سالانہ ہمارا بجٹ ہے جو DHO صاحب کا بھی تقریباً ایک ارب کے قریب بنتے ہیں دو ارب اسپتال کا بجٹ ہے over all اگر آپ دیکھیں یہ تقریباً 22 ارب کے قریب ہیں۔ اور 22 ارب کے بجٹ میں بھی ہماری حالت زار یہ ہے کہ ہمارے مریض ان سرکاری اسپتالوں میں اوّل تو کوئی جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا جو بحالت مجبوری جاتا ہے ان کو وہاں Panadol بھی دستیاب نہیں ہے۔ تو اس میں میں میڈم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ Internal control system انکا بہت زیادہ کمزور ہے۔ یا کوئی اور وجہ ہے کہ تمام جو مریض اس طرح رُل رہے ہیں اس کی وجہ ہمیں بتادیں۔

میڈم چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: میڈم چیئرپرسن! welcome۔ اور میرے محترم بھائی نے جو ضمنی سوال کیا ہے ایم ایس ڈی کے حوالے سے بہت ساری چیزیں shortage of funds ہوتی ہیں۔ چیزیں

نہیں ملتی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ میرے بھائی یقیناً اس بات کو ضرور مانیں گے کہ پچھلے ایک سال میں کافی چیزیں بہتر ہوئی ہیں۔اور میں نے پہلے بھی جیسے کہا ہے کہ چیزوں کوٹھیک ہونے میں ذرا قدرے زیادہ ٹائم لگتا ہے بگڑنے میں اتنا وقت نہیں لگتا ہے ۔تو اُس سلسلے میں میں دوبارہ یہ درخواست کررہی ہو ں کہ جو Presentation ہم نے بنائی ہے جو چیزیں ہم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ ایک دفعہ وہ Presentation دیکھ لیں گے۔ہم بیٹھ کے آپس ایک Inter active session کرلیں گے کہ Presentation کے بعد ہم سے جو وہ چیزیں آپ پوچھ لیجئے۔یا جو چیزیں آپ کے سوالات اس وقت ذہن میں ہو سکتے ہیں کہ اس کے بعد آپ کی تسلی ہو جائے اور آپ کو یہ چیزیں پتہ چل جائیں کہ کیا کیا چیزیں اس وقت ہو رہی ہیں individual Cases yes ہو سکتے ہیں کہ جہاں کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہو۔ We are all human and they all have shortcomings, we are not perfect. Prefect is only ALLAH-ALMIGHTY. تو ہم اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں اور میرے بھائی کچھ جاننا چاہتے ہیں کہ individually اپوزیشن کو ہم Presentation دے دیں یا ان کو کچھ ممبران کو چاہیئے یا in the Department, We are there, we would welcome them. اور ہم انکو جواب دینگے۔

میر اختر حسین لانگو: جناب والا! جب سیکرٹریٹ نے دوبارہ ان کو بھجوائے، اس میں میڈم! مجھے جو List اضلاع کی Provide کی گئی ہے اس میں ڈسٹرکٹ بولان کا ذکر ہی نہیں ہے اُس کے لئے اُنہوں نے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا ہے اس میں پیسے کیا ڈسٹرکٹ بولان میں ہیلتھ کے Issues نہیں ہیں وہ بالکل perfect جارہا ہے کہ اس کے لئے اس میں نہ اس کا ذکر ہے نہ اُس میں کچھ رکھا گیا ہے نہ پیسوں کا ذکر ہے باقی کچھ اضلاع کے ہیں لیکن ڈسٹرکٹ بولان کا بالکل اسمیں کہیں بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔اُس میں ایک مچھ Hospital ہے باقی Hospsitals ہیں ہمارے اسمیں BHU's ہیں RHC's ہیں۔تو ان کے حوالے سے میری بہن بتادیں کہ ڈسٹرکٹ بولان کو کیوں یہاں نظرانداز کیا گیا ہے؟

میڈم چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: میڈم چیئرپرسن! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے محترم بھائی اگر جوابات پہ اعتراض کیا تھا تو میرے علم میں وہ چیز نہیں ہے یہ تو ہم نے خود محسوس کیا کہ اس میں کمی ہے لیکن پھر یہ جواب آ گیا کس نے اعتراض کیا ہے یا نہیں کیا ہے کہ کہاں یہ کمی محسوس کی گئی اُس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ جو اس وقت

ڈاکومنٹس ان کے سامنے پڑے ہیں جو تفصیلات ہم نے دی ہیں اگر مزید ان کو تفصیلات چاہئیں میرے بھائی سمجھتے ہیں کہ اس میں وہ نہیں ہیں تو انشاء اللہ ہم مزید انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ ان کو مہیا کریگا۔

میر اختر حسین لانگو: میڈم چیئرمین!

میڈم چیئر پرسن: جی۔

میر اختر حسین لانگو: میری بہن کے سامنے بھی لسٹ پڑی ہوگی جو جواب میں اُنہوں نے بھجوائی تھی۔ میری ٹیبل پہ بھی پڑی ہوئی ہے وہ اس میں خود چیک کریں اُسمیں ڈسٹرکٹ بولان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ مَیں صرف یہ پوچھنا چارہا تھا۔ کہ ڈسٹرکٹ بولان کیلئے آیا کوئی وہاں RHC's یا Hospitals وغیرہ یا وہ چیزیں نہیں ہیں یا ہیلتھ کے حوالے سے ڈسٹرکٹ بولان بالکل perfect ہے کہ اُس کے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: میڈم چیئرمین! یہ ایک human-error ہوسکتی ہے۔ اور میں نے آپ کو اس فلور پر یقین دہانی کرا رہی ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمی ہے information میں تو ہمارا ڈیپارمنٹ وہ ساری information جو یہ چاہتے ہیں وہ ہمیں بتادیں۔ جس ڈسٹرکٹ کا یہ چاہتے ہیں کہ ان کو مزید تفصیل دی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ depatrment provide کردے گا۔

میڈم چیئر پرسن: ڈاکٹر صاحبہ! تھوڑا میں As a Chair اس کو لیکر چلوں۔ جی اختر صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: میڈم چیر پرسن! ایک چیز اور میری بہن add کرلیں یہاں جو iimmunization کی جتنے projects انکے چل رہے ہیں۔ specially ٹی بی پروگرام ہے یا ملیریا پروگرام ہے وہ فارن فنڈڈ بھی ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: جی۔

میر اختر حسین لانگو: بلوچستان کے share یہاں اُنہوں نے لکھا ہے کہ کتنے کتنے وہ دے رہے ہیں لیکن اُس پر فارن فنڈنگ بھی وہ involved ہے۔ ان کی تفصیل نہیں دی گئی ہے overall جو پروگرام ہے ان میں کیا expenditures ہورہے ہیں یا ان کا جو overall جو بجٹ ہے وہ کیا ہے کیونکہ اس میں کافی شکایات ہیں جیسے ملیریا کنٹرول پروگرام ہے۔ ٹی بی کنٹرول پروگرام ہے یا ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام ہے اس میں کافی معاملات ہیں اس میں کچھ ڈاکٹروں کے اعتراضات بھی تھے جو دوائی خریدی گئی ہے وہ غیر متعلقہ لوگوں سے ان سرٹیفکیٹ پے signature لے لیے ہیں۔ تو تمام چیزیں اس میں بہت سارے Questions ہیں میں اپنی بہن کے ساتھ بیٹھ کے ان کے ساتھ share بھی کرونگا۔ اور ان پر بات بھی کرینگے لیکن ان کے حوالے

سے بھی یہاں جو انہوں نے جو تفصیل دی ہے وہ صرف اپنے hand کے دی ہیں باقی جو overall اِن پروگرامز پر جو expenditure ہو رہے ہیں یا ان کا جو overall budget ہے انہوں نے یہ تفصیل بھی available نہیں ہیں ہمارے پاس۔

(اس مرحلہ میں جناب عبدالواحد صدیقی، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین صاحب! اس پر ہم نے، پہلے بھی مَیں اس فلور پر یہ جواب دے چکی ہوں ایک معزز ممبر کی طرف سے question آیا تھا۔ کہ جو foreign funding agencies ہیں یا کہ development partners ہیں وہ جو بھی فنڈز دیتے ہیں اُنکا ایک اپنا mechanism ہے of Auditings اور وہ Audit ہم جب اُن سے مانگتے ہیں تو وہ ہمیں provide کرتے ہیں۔ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ اُنکا six monthly audit ہوتا ہے اور وہ ہمیں yearly اُسکی report دی جاتی ہے کہ یہ یہ پروگرام تھا اور یہ یہ ہے۔ اگر محترم ممبر چاہتے ہیں تو اس کے لئے وہ ایک fresh question لے آئیں۔ جس میں ہم وہ، کیونکہ ہم وہ اس طرح provide نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمیں اگر یہ required نیا question لے آئیں کہ وہ programmes, preventive programms کی جو فنڈنگ ہے اُس کے لئے تو ہم ان کو relevant information provide کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: تو میرے خیال میں mechanism بنائے بغیر آپ نے verification نہیں پورا کرواسکیں گے۔ لہٰذا ڈیپارٹمنٹ mechanism کے تحت تمام ضلعی ہیڈکوارٹرز میں بلکہ تحصیل ہیڈکوارٹرز میں اس کا بندوبست کرلیں تب ہم۔۔۔(مداخلت)

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: نہیں، میرے محترم بھائی نے سوال یہ کیا ہے کہ جو فارن ایجنسیز جو فنڈنگ کرتی ہیں، اُس کے حوالے سے مَیں آپ کو بتا رہی ہوں کہ فارن فنڈنگ کا ہم نے آپ کو فنڈز وہ بتائے ہیں جو ہم اُن کو تنخواہ کی مد میں دیتے ہیں۔ اب ہم نے ایک یہ mechanism بنایا ہے کہ جتنے بھی ڈویلپمنٹ پارٹنرز ہیں، وہ ہمیں funds as a form of commodities دینگے۔ جو کہ وہاں provide کی جائینگی۔ وہ فنڈز as in form of cash نہیں آئیگا۔ اور اُن کے اپنے mechanisms ہیں internal Audit کے third party evaluation کے وہ ساری چیزیں ہوتی ہیں۔ If you want that تو پھر آپ کو یہ preventive پروگرامز کے لحاظ سے ایک نیا

question لانا پڑیگا۔

جناب چیئرمین: جی۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس پر میری بہن صحیح فرما رہی ہیں۔ اس کے لئے فارن فنڈنگ کے حوالے سے وہ نیا سوال بنتا ہے۔ لیکن چونکہ میری بہن نے یہاں جواب دیا ہے اس کا کہ ٹی بی پروگرام کو یا ملیریا پروگرام کو کتنے فنڈ دے رہے ہیں۔ وہ اصل میں ایوان کو confuse کر رہا ہے۔ اس لئے مَیں نے یہ بات چھیڑی تھی کیونکہ اس میں جو figures اُنہوں نے دیئے ہیں وہ confusing ہے کہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ شاید اتنا ہی ٹی بی پروگرام پر خرچہ ہو رہا ہے، جو میری بہن نے یہاں details دیئے ہیں، یا ملیریا پروگرام پر صرف اتنے ہی پیسے خرچ ہو رہے ہیں جو یہاں detail ہمارے پاس available ہیں۔ کیونکہ اس میں فارن فنڈنگ کا ذکر نہیں۔ مَیں نے جان بوجھ کر ذکر اس لئے کیا تھا کہ یہ پیسے وہ ہیں جو گورنمنٹ آف بلوچستان ان پروگرامز کے لئے دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ جو فارن فنڈنگ پروگرام کو مل رہا ہے وہ ان پیسوں کے علاوہ ہے۔ اُن کی detail کیلئے مَیں اپنی بہن سے اتفاق کرونگا کہ اس کیلئے ہمیں fresh question لانا چاہیے وہ اس کا حصہ نہیں ہے۔ نہ اس میں میری بہن کو جواب دینے کی ضرورت ہے۔ مَیں نے صرف اس چیز کو clear کرنے کیلئے یہ جو پیسے دیئے گئے ہیں اس کے علاوہ اور فنڈز بھی ان پروگرامز میں خرچ ہو رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے مَیں اپنے بھائی کو یہ بتادوں کہ یہ جو پیسے اس میں گورنمنٹ آف بلوچستان دیتی ہے preventive programs کو یہ تنخواہ کی مد میں دیئے جاتے ہیں جتنا بھی سٹاف ہوتا ہے جس پروگرام کا جتنا سٹاف ہے اُن کی salaries کی مد میں یہ provide کیا جاتا ہے۔ تو یہ اس لئے اس میں یہ mentioned ہے اور اگر یہ میرے بھائی سمجھتے ہیں کہ اس کو specifically ہم نے inverted commas میں اور یہ بتانا چاہیے تھا کہ جی ہم یہ salaries کی مد میں دیتے ہیں تو انشاءاللہ وتعالیٰ next time جب ہم کوئی ایسی انفارمیشن دینگے تو یہ short-coming نہیں رہے گی۔

جناب چیئرمین: چلو خیر ہے۔ جی۔

میر احمد نواز بلوچ: پہلے آپ Chair پر تھے تو چیئر پرسن بیٹھی ہوئی تھیں تو میرا ایک ضمنی سوال تھا۔ جیسے میرے بھائی نے کہا کہ تحصیل مچھ اسمیں نہیں تھا۔ تو میڈم نے جواب دیا تھا۔ مچھ ہسپتال اس وقت تباہی کے دہانے پر ہے جناب چیئرمین! سبی کے بعد ڈھاڈر آتا ہے، ڈھاڈر کے بعد پھر کوئٹہ کا ہسپتال آتا ہے۔ اس درمیان میں کوئی اور

ہسپتال نہیں ہے۔اگر اس میں مجھ ہسپتال کا میڈم ایک خصوصی دورہ رکھیں۔اس میں ہاؤس سے اگر کچھ ممبران بھی ہوں۔اُس ہسپتال کا حال بھی دیکھیں۔وہاں اتنی بڑی آبادی ہے آئے دن وہاں کول مائنز کے حادثات بھی ہوتے ہیں۔وہاں کوئی O.T نہیں ہے،کوئی ہسپتال،کوئی بیڈ ایسا کھنڈرات کا منظر پیش کرتا ہے۔ڈاکٹر تو ہیں مگر ڈیوٹیوں پر نہیں آتے ہیں۔ جناب چیئر مین! اگر میری بہن اس کا نوٹس لے لیں اس پر اگر خصوصی visit رکھیں کیونکہ ساتھ ہی وہاں جیل بھی ہے۔جیل میں اگر کوئی ایسا مریض ہوتا ہے تو وہ اُسے اسی ہسپتال میں لاتے ہیں مگر وہاں ڈاکٹر موجود۔۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئر مین! اگر اس سوال کا جواب آپ کی اجازت سے دوں۔مَیں پھر وہی کہہ رہی ہوں کہ گھوم پھر کے بات وہی آرہی ہے کہ جو presentation ہم نے تیار کی ہے اُس میں چلیں اس فلور پر کل بھی مَیں نے اپنے محترم بھائی زاہد صاحب سے یہ بات کہی تھی کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ visit ایک پورا ہمارا ایک planned system ہے visits کا۔ہم نے اُس میں تربت مکران کے ہسپتال بھی دیکھنے ہیں۔ہم نے اُس میں ژوب،شیرانی کے بھی دیکھنے ہیں۔ہم لورالائی بھی جائینگے اور ہم سبی ڈھاڈر والی بیلٹ کو بھی cover کرینگے۔تو اس کے لئے plan یہ ہے کہ سی ایم صاحب کی instruction تھی کہ سارے دیکھے جائیں۔ہم نے ڈبلیو ایچ او کے through ایک basic health کی facilities mapping کروائی ہے جو کہ first time in the history of Balochistan یہ ہوا ہے اور اُس کی رپورٹ بھی مرتب ہو رہی ہے وہ انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد تمام ممبران کے ساتھ share ہو جائیگی چونکہ جب تک ہمارے پاس basic health کی facilities جتنی بھی ہیں ہماری اُس کی basic mapping نہیں ہوگی۔ہمیں یہ پتہ نہیں چلے گا کہ کہاں کیا short coming ہے۔کہاں کس چیز کی ضرورت ہے،کہاں ہمیں کس disease پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔جو مَیں نے ابھی پہلے شروع میں آپ کو point of public importance پر فوکل گروپس بنانے کی بات کی تھی وہ بھی اس لئے کی تھی کیونکہ ہر کسی علاقے میں کوئی ایک particular disease burden زیادہ ہے۔جس میں مَیں نے آپ سے کہا کہ ہم relevant وہاں کے اپوزیشن ممبران اور ٹریژری بنچز کے ممبران کو ملا کر چھوٹے گروپس بنائیں گے کہ تا کہ health care کی اونرشپ ہم سب کی ہو۔تا کہ ہم مشترکہ طور پر ان مسائل کے حل کیلئے کام کریں۔ Because now is the time that we should work for our conventional problem in an unconventional way. جب تک ہم اُنہی

روایتوں اور طریقوں میں پڑے رہیں گے اب ضرورت ہے کہ ہم competition کے بجائے cooperation پر کام کریں۔ result ہمارے plan ہے اور اُس میں یہی ہے کہ اُس علاقے کے جو معزز ممبران ہیں وہ بھی اس میں شامل ہونگے۔ تو انشاءاللہ تعالیٰ یہ پروگرام آگے after the budget session یہ start ہونے والا ہے مَیں بالکل شکرگزار ہوں اپنے ان تمام بھائیوں کی کہ اُنہوں نے اس طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ پہلے بھی دلاتے رہے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ آگے بھی ہمیں بتاتے رہیں گے کہ کیا کیا چیز کہاں کہاں کمی وکوتاہی ہے۔ تو مَیں اس فلور پر assure کرا رہی ہوں کہ یہ visits ہمارے planned ہیں انشاء اللہ۔ اور visit ہم جب کرینگے اور ڈبلیو ایچ او کی جو basic health کی feasibility mapping ہے۔ وہ بھی آجائیگی تو چیزیں اور بہتر طریقے سے ہم service delivery کی طرف جاسکیں گے۔

جناب چیئرمین: چلو صحیح ہے۔ کیونکہ ہمارے پلان میں شامل ہے وہ کہہ رہی ہے۔

میر احمد نواز بلوچ: اگر اس میں یہ special رکھیں تا کہ اُس ہسپتال کا حال دیکھیں۔

جناب چیئرمین: ہوگئی بس تسلی رکھیں۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب سوال نمبر 334۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: مسٹر چیئرمین! سوال نمبر 334۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆334 جناب نصر اللہ خان زیرے: <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020</u>

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>21 فروری اور 26 مارچ 2021 کو موخر شدہ</u>

مالی سال 21-2020 کے بجٹ میں صوبائی سنڈیمن ہسپتال کیلئے کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے اور مختص کردہ رقم میں سے جون 2020ء تا 31/اگست 2020ء کے دوران کسقدر رقم جاری کی جاچکی ہے نیز جاری کردہ رقم جن جن مدات میں خرچ کی جارہی ہے انکی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر صحت:

اس ضمن میں تحریر ہے کہ حکومت بلوچستان محکمہ صحت نے صوبائی سنڈیمن ہسپتال کوئٹہ کیلئے مالی سال 21-2020 میں صوبہ کے عوام کے بہترین علاج ومعالجہ کیلئے مختلف مدات میں رقم مختص کی گئی ہے تفصیل ذیل ہے:

مدات	مختص کردہ رقم	جاری کردہ رقم	اب تک اخراجات

A03201خط وکتابت	17,000	8,500	00
A03202ٹیلی فون ٹرنکس کال	136,3000	1,363,000	33,130
A03301سوئی گیس	41,162,000	41,162,000	14,177,490
A03303بجلی	59,172,000	59,172,000	25,000,000
A03304چارکول	463,000	231,500	00
A03305 تیل برائے جنریٹرز	2,747,000	1,373,500	00
A03805سفری اخراجات برائے ملازمین	1,223,080	1,032,080	1,032,080
A03806ترسیل ادویات	90,000	45,000	45,000
A03807 تیل برائے گاڑیاں	4,120,000	2,060,000	00
A03808سفری اخراجات	11,000	5,500	00
A03901اسٹیشنری	682,000	341,000	195,700
A03902پرنٹنگ پبلی کیشن	1,486,000	743,000	271,290
A03905خریداخبارات	22,000	11,000	00
A03906یونیفارم	114,000	57,000	00
A039019 سیکوٹی سروسز/جینی ٹوریل سروسز	19,988,000	9,994,000	4,422,250
A03927خرید برائے ادویات	285,992,000	285,992,000	4,452,723
A03955دیگراسٹور۔آنسوگیس	32,155,000	16,077,500	1,110,305
A03970دیگر برائے خریداری،صفائی اشیاء	2,688,00	1,344,000	980,675
A04114ایل۔پی کے سرجری انکشمنٹ	00	00	1,144,200
A13101مشینری	1,561,000	780,500	727,900
A13201فرنیچراورحقیقت	410,000	410,000	203,850

A13301 آفس بلڈنگ	5,675,000	1,000,000	00
کل مختص، جاری رقم اوراخراجات کی تفصیل	472,780,080	424,022,890	54,053,493

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you اچھا! اس وقت مَیں نے سول ہسپتال سے متعلق پوچھا ہے کہ کتنی رقم کن مدات میں خرچ کی ہے۔ تو بہت ساری ایسی مدات ہیں جن میں آپ نے رقم تو رکھی ہے لیکن خرچ نہیں ہورہی ہے۔ یہ کب کا ہے یہ پرانا ہے یا نیا ہے آپ نے کوئی بہت زیادہ رقم رکھی ہے کوئی 47 کروڑ 27 لاکھ 80 ہزار اور خرچ کم ہوا ہے۔ ابھی تک 5 کروڑ روپے خرچ نہیں ہوئے ہیں یہ کیا ماجرہ ہے اس کا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! اس پر مزید معلومات لیکے مَیں انشاءاللہ اپنے محترم بھائی کو بتاتی ہوں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: .Ok ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: سوال نمبر 335۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب چیئرمین۔ سوال نمبر 335۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ **335 جناب نصراللہ خان زیرے:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020</u>

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>21 فروری اور 26 مارچ 2021 کو موخر شدہ</u>

مالی سال 21-2020ء کے بجٹ میں صوبائی سنڈیمن ہسپتال اور بی ایم سی ہسپتال کوئٹہ کیلئے کل کتنی اسامیوں کی منظوری دی جاچکی ہے ان کے نام اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر صحت:

اس ضمن میں تحریر ہے کہ حکومت بلوچستان محکمہ صحت میں صوبائی سنڈیمن ہسپتال کوئٹہ کیلے مالی سال 21-2020ء میں صوبے کے عوام کے بہترین علاج ومعالجہ کیلئے مختلف کیڈر کی اسامیوں کی منظوری دی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	درجہ	تعداد
1	ڈینٹل سرجن	بی -17	10
2	لیڈی میڈیکل آفیسر	بی -17	50

3	میڈیکل آفیسر	بی -17	50
4	فارماسسٹ	بی -17	52
5	فزیوتھراپسٹ	بی-17	01
6	سٹی سکین ٹیکنیشن	بی-14	01
7	ڈیٹا انٹری آپریٹر	بی-12	01
8	کیتھ لیب ٹیکنیشن	بی-9	01
9	کیتھ لیب ریڈیولوجی ٹیکنیشن	بی-9	01
10	کیتھ لیپ کارڈیشل ٹیکنیشن	بی-9	01
11	ڈینٹل ٹیکنیشن	بی-09	01
12	فی میل ڈینٹل ٹیکنیشن	بی-09	01
13	آئی سی یو ٹیکنیشن	بی-09	01
14	لیبارٹری ٹیکنیشن	بی-09	01
15	ایم آر آئی ٹیکنیشن	بی-09	01
16	اوٹی ٹیکنیشن	بی-09	01
17	اوٹی اسسٹنٹ	بی-06	01
18	ڈرائیور	بی-04	01
	کل تعداد		**176**

جناب نصراللہ خان زیرے: میں نے پوچھا ہے کہ سنڈیمن سول ہسپتال اور بی ایم سی ہسپتال میں کوئٹہ کے لئے کل کتنی اسامیوں کی منظوری دی جاچکی ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا ہے، منسٹر صاحبہ نے کوئی 176 پوسٹیں۔ تو کیا یہ ان کی صرف منظوری ہوئی ہے۔ یہ لوگ اپنی پوسٹوں پر چلے گئے۔ ان کی job بھی ہوگئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! دیکھیں اس میں tertiary Hospital کا سسٹم یہ ہوتا ہے کہ individual Hospital کے لئے پوسٹ create نہیں کی جاتی ہے اور نہ ہی

announce کی جاتی ہے۔ یہ جو پوسٹیں ہیں یہ تین major tertiary Hospital کی ہیں جو کہ collectively announce ہوتی ہیں اُس کے بعد اُس پر recruitment ہوتی ہے اور پھر جس ہسپتال میں جس پوسٹ کی recruitment ہوتی ہے وہاں متعلقہ جو بھی relevant cadre اور آفیسر ہوتا ہے وہاں اُس کو پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے اُن کی inter۔Hospital بھی ٹرانسفر ہوتا ہے یہ ایک ہم نے تین tertiary Hospitals کا collective ان کو بتایا ہے جس کی ہم ایک اشتہار دیتے ہیں اسی کی base پر ہم اُن کو recruit کرتے ہیں اور پھر اُن کی posting پر recruitment ہوتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: مسٹر چیئرمین یہ جو فارماسسٹ کی انہوں نے رکھی ہیں کوئی 52 پوسٹیں جبکہ فارماسسٹ اس سے زیادہ ہمارے پاس ہیں ان کا احتجاج رہا اور ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کے لئے مزید پوسٹیں رکھی جائیں گی لیکن اب صرف 52 پوسٹیں ہیں جبکہ شاید پانچ، چھ سو فارماسسٹ اس وقت بچارے بے روزگار ہیں ان کا کیا کیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین بہت سارے فارماسسٹ ایسے ہیں ان میں اکثریت جو ہے وہ ایم پی اے شپ کر رہی ہے اور ان کو as public as special category ہے اس میں بھی لیا جا رہا ہے اس وقت ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ Contract basis پر بھی Hairing کر رہی ہے اور ظاہر ہے کہ Through public service Commission جو ہے وہ ہمارے پاس ایک فکس نمبر ہی ہوتا ہے جو ہر سال induct ہوتا ہے تو Contract bases جو ہے اس پر اس وقت جو ہم Hairing کر رہے ہیں اس میں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ جتنی پوسٹیں اور ضرورت ہوں گی ہم ان کو جو ہے recruit کریں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اچھا دوسرا میرا ایک ضمنی Questiton ہے یہ سیریل نمبر 6 پر ہے CT Scan Technician اس میں ایک پوسٹ ہے حالانکہ اگر آپ محترمہ جائیں وہاں پر ٹراما سینٹر میں وہاں کوئی پرمننٹ آپ کا CT Scan Technician نہیں ہے ویسے یہ Temporary ان کو کوئی پانچ چھ ہزار روپے تنخواہ دے رہے ہیں وہ بندے وہاں کام کر رہے ہیں دو بندے ہیں بیچارے پتہ نہیں کتنے سال سے وہ کام کر رہے ہیں اس سے پہلے بھی ہم نے ان کے لئے آواز اٹھائی ہے لیکن ان کا یہاں پر کوئی ذکر نہیں ہے ٹراما سینٹر کے CT Scan کے جو Technician ہیں۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: ٹراما کا دیکھیں بالکل different ایک چیز ہوتی ہے CT

Scan operation یا Technician جو ہوتا ہے اس کی پوسٹ بالکل آپ صحیح کہہ رہے ہیں اس میں ہم نے Reflect نہیں دی ہوئی ہے تو یہ ہم پتہ کر لیتے ہیں اس سے لیکن جہاں تک ہے یہ سارے ایم آر آئی اور یہ Technician اسی میں شامل ہوتے ہیں ٹراما سینٹر میں ہم initially ابھی چونکہ Recruitments ہو رہی ہیں ضرورت ہوتی ہے تو وہ جو ہمارے سول ہسپتال میں Technicians ہیں ان کو ہم وہاں پر بھیجتے ہیں فی الحال تو یہ ہے as per requirement لوگ وہاں جاتے ہیں لیکن انشاء اللہ وتعالیٰ آگے کیونکہ ٹراما سینٹر تو ہم مزید expand بھی کرنے جا رہے ہیں تو یقیناً اس میں جو آپ کا جو تحفظ ہے وہ دور ہو جائے گا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میڈم اگر آپ یقین دہانی کرائیں کہ ٹراما سینٹر اتنا اہم ہے وہاں پر آپ کا کوئی permanent CT Scan کا Technician موجود نہیں ہے وہاں ایک اظہار نام کا بندہ کام کر رہا ہے دوسرا کر رہا ہے وہ بھی Temprary ان کو دس ہزار رپے پانچ ہزار روپے مل رہے ہیں کم از کم ان کو آپ Permanent کر دیں ان کے پاس ڈگری بھی وہ پانچ چھ ہزار روپے پر وہاں کام بھی کر رہا ہے۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: محترم چیئرمین صاحب as Medical Doctor as precticetor and being a my second specialty is in a diagnostict Medicine I am fully aware of the importance of these Technicians in a Trama center and the importance of the Trama center in a city like Quetta اسکے لئے ہم بالکل کام کر رہے ہیں یہ sohort ہم نے خود بھی دیکھی ہوئی ہیں اور اس کے اوپر ہم نے کافی work plane بھی بنایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں یہ شکایت میرا خیال ہے نہیں رہے گی۔

جناب چیئرمین: تو نصر اللہ خان۔ بس ضمنی ختم ہو گئے تین سوال ہو گئے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ٹھیک ہے۔ ok Thank you میڈیم مجھے امید ہے کہ آپ اس کے حوالے سے جسطرح آپ نے فلور پر وعدہ کیا ہے اس کو آپ نبھائیں گی۔

جناب احمد نواز بلوچ: آپ نے فارماسسٹ کے بارے میں کہا چونکہ میں بھی فارماسسٹ۔

جناب چیئرمین: فارماسسٹ ہو گئے ناں۔

جناب احمد نواز بلوچ: محترمہ میڈم جو فارماسسٹ کی پوسٹیں آپ نے گنی اس میں 52 ہیں جناب چیئرمین

فار ماسسٹ وہ ہسپتال میں ہوتے ہیں میڈیم اگر وہ نہ ہوں تو آپ کے جو ڈاکٹرز ہیں جو ہسپتال ہیں وہ میرا خیال وہ منظر پیش نہیں کریں گے تو میں چاہتا ہوں کہ جو فار ماسسٹ کی پوسٹیں ہیں وہ آپ کمیشن کے تھرو یا جو بھی طریقہ کار ہے وہ اگر آپ تشریح کریں چونکہ ان میں ایسے بھی لوگ ہیں ایسے بھی لڑکے ہیں کہ وہ over age ہو رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اگر ایسا کوئی آپ نے 52 دیا ہوا ہے جو آنے والا بجٹ ہے اگر ان میں آپ کچھ انکے لئے رکھ دیں تا کہ جو بچ رہے ہیں وہ بھی اپنا جاب لے سکیں۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین صاحب بالکل صحیح فرما رہے ہیں میرے محترم بھائی دیکھیں Covid ایمرجنسی میں ہمیں ایک بات بہت اچھے طریقے سے سمجھا دی کہ میڈیکل ہیلتھ کی سہولیات جتنی بھی ہیں اس میں ڈاکٹرز کے علاوہ جتنا بھی دوسرا پیرا میڈیکل سٹاف ہے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں ہم نے یہ کمی بہت محسوس کی کہ ہمارے پاس نرسنگ سٹاف ہمارے پاس لیب Technicians ہمارے پاس جتنے بھی OT Technicians یا نشے کے ڈاکٹرز ہیں یا اس طرح کی کیٹگری کا جتنا بھی ہمارا سٹاف ہے اس کے لئے ہمارے پاس HR بہت کم ہے اور جو بھی HR ہمارے پاس موجود ہے اس کی بھی Skill enhancement کی ضرورت ہے اسی سلسلے میں ہم نے midwife کو بھی نرسنگ کے طور پر لیا ہے فیڈرل پروانشل پروجیکٹ کے تحت یونیورسل ہیلتھ Coverage پروگرام ہے جس پر شروع سے میں نے کافی محنت کی ہے اور الحمداللہ کافی چیزیں اس میں پروف بھی ہوگئی ہیں نرسنگ یا مڈوائف بھی اس میں ایک ایسی چیز ہے جس پر ہم focus کر رہے ہیں اور پیرا میڈیکل کی جو ٹریننگ ہے وہ بھی اس میں شامل ہے فار ماسسٹ کی میرے بھائی نے بات کی ہے بالکل especially اس کے بغیر ہسپتال کا چلنا ناممکن ہے ہم اس پر بھی توجہ دے رہے ہیں بلکہ ہم نے اپنے جتنے بھی پیرا میڈیکل سٹاف اور Technicians کی ٹریننگ کے لئے دوسرے صوبوں کے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے بات کی ہے اور عنقریب ہم گروپس بھیجنا شروع کریں گے سب سے پہلا گروپ ہم ٹریننگ کے لئے بھیج رہے وہ ہم کے پی کے بھیج رہے ہیں جہاں سے ان کی Skill enhancement capacity building ہوگی سندھ کے ساتھ ہم نے بات کی ہے وہاں پر MPH کے لئے ڈاکٹرز کو بھیج رہے ڈسٹرکٹ لیول کے ڈاکٹرز کو جن کی skill enhancement capacity building ہوگی تو یقیناً آنے والے دنوں میں، میں پھر یہ آپ کو اس فلور پر یقین دہانی کرا رہی ہوں کہ چیزیں انشاءاللہ تعالیٰ بہتر ہوں گی۔

جناب چیئرمین: نصراللہ خان زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 336 دریافت کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Question no 336

☆336 جناب نصراللہ خان زیرے: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 21 فروری اور 26 مارچ 2021 کو موخر شدہ

صوبائی سنڈیمن ہسپتال کوئٹہ میں کل کتنے منصوبوں پر کام جاری ہے اوران کیلئے مالی سال 2020.2021 کے بجٹ میں کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے نیز زیر تعمیر منصوبوں کے نام مختص کردہ لاگت رقم اور مدت تکمیل کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحت

اس ضمن میں تحریر ہے کہ حکومت بلوچستان کی جانب سے صوبائی سنڈیمن ہسپتال کوئٹہ میں مالی سال 2020-21 میں صرف ایک منصوبہ زیر تعمیر ہے جوکہ بچوں کے علاج ومعالجہ کے لیے ایک مکمل کمپلیکس پر مشتمل ہے جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

کام کی نوعیت	مکمل خرچ	اب تک اخرجات	منظور شدہ فنڈ برائے 2020.21	اب تک تعمیری کام مکمل	مکمل اخراجات
تعمیر برائے پیڈ یا ٹرک کمپلیکس سنڈیمن صوبائی اسپتال کوئٹہ پی ایس ڈی پی نمبر(2020-21)990	268-00 ملین	247-630 ملین	0-100 ملین	94%	92%

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اچھا اس میں میں نے پوچھا ہے کہ محترمہ سے سول ہسپتال میں یہ جو آپ کا پیڈ ائٹرک کمپلیکس ہے اس میں آپ نے کہا ہے کہ یہ 94% مکمل ہے تو کب اس کا افتتاح ہوگا کب یہاں پر مریض داخل ہوں گے۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: جی میں آپ کو جواب دوں گی۔ جناب محترم چیئرمین صاحب یہ جو ہمارا پیڈائٹرک کمپلیکس بن رہا ہے یہ complete 94% ہے اس کی صرف 20 ملین کی liabilities رہتی ہیں جو سی اینڈ ڈبلیو کے پاس ہیں سی اینڈ ڈبلیو سے ہمیں ensure کرایا گیا ہے کہ with in a month ہمیں یہ hand over ہوجائے گا اور ہمیں امید ہے کہ in the next finacial year ہم اس کو آپریشنل کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: ہو گیا ہے جناب اصغر علی ترین صاحب اپنا سوال نمبر 405 دریافت فرمائیں۔

جناب اصغر علی ترین: Question no 405

☆**405 جناب اصغر علی ترین:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 2 دسمبر 2020</u>

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>21 فروری اور 26 مارچ 2021 کو موخر شدہ</u>

مالی سال 2020.21 کے بجٹ میں ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال پشین اور بی ایچ یوز کیلئے کل کسقدر رفنڈ/ رقم مختص کی گی ہے تفصیل دی جائے نیز گزشتہ دو سالوں کے دوران مذکورہ ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال کیلئے فراہم کردہ ادویات و دیگر سامان کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحت: اس ضمن میں تحریر ہے کہ مالی سال 2020.2021 کے بجٹ میں ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال پشین اور بی ایچ یوز کیلئے علیحدہ بجٹ جاری کیا گیا ہے تفصیل ذیل ہے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال خانوزئی:.Rs.60,000,00/ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال برشور،33,00,000/ اس طرح بیسک ہیلتھ یونٹ کو ضلعی سپورٹ منیجر PPHI پشین مہیا کرتا ہے۔

کیٹگری.BHU,A.Rs.30,000/ ماہانہ

کیٹگری.BHU,B.Rs.27,000/ ماہانہ

کیٹگری.BHU,C.Rs.24800/ ماہانہ

مالی سال 2020.2021 میں میڈیسن کی مد میں ./156,251,61 روپے میڈیسن بجٹ دیا گیا ہے جس کی تفصیل ذیل ہے۔

تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال.Rs.230,000/

دیہی مرکز صحت RHC.Rs.153,000/

سول ڈسپنسری Rs.70,000/.

ایم۔سی۔ایچ سینٹر .Rs.45000/

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کی جائے۔

جناب اصغر علی ترین: محترمہ میرا جو سوال ہے وہ یہ تھا کہ ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال پشین اور BHUs کو کل کس قدر رقم مختص کی گئی ہے نیز گزشتہ دو سالوں میں مذکورہ ضلعی ہیڈکوارٹرز ہسپتال کے لئے فراہم کردہ ادویات اور دیگر سامان کی تفصیل دی جائے اب تفصیل میں نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کا آپ سے پوچھا ہے اور یہاں پر محترمہ تحصیل پشین کا آپ مجھے بتارہی ہیں تحصیل ہیڈکوارٹر خانوزئی کا آپ مجھے بتارہیں ہیں تحصیل ہیڈکوارٹر برشور کا مجھے بتارہیں ہیں جبکہ میں ڈسٹرکٹ آپ سے سوال کررہا ہوں۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین یہ ایک شاید human arrear ہے جس کی وجہ سے رہ گیا ہے جس میں DHQ کے لئے فنڈ ہے وہ 23 لاکھ رکھا گیا ہے وہ اس میں شاید نہیں پرنٹ ہوا ہے لیکن میرے پاس یہ لکھا ہوا موجود ہے۔

جناب اصغر علی ترین: محترمہ یہ جو جواب دیا گیا ہے totally wrong ہے یعنی اس میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کا پوچھا گیا ہے کہ کل اس کا فنڈ کتنا ہے کتنا مختص کردہ ہے اس میں کسی قسم کا کوئی بھی جواب ہمیں نہیں ملا ہے جبکہ یہ ہے کہ اس کا فنڈ ٹوٹل ہے دو کروڑ 53 لاکھ روپے ابھی یہاں پر ذکر نہیں کیا گیا ہے دو کروڑ 53 لاکھ روپے ذکر نہیں کیا گیا ہے اب اسمیں جو MSD ہے یہ دو ہزار بیس اکیس میں 58 لاکھ روپے یہ دوائیوں کی مد میں ہسپتال ہی قرضدار ہے اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اور محترمہ دو ہزار اٹھارہ انیس کے بجٹ میں ایک کروڑ 53 لاکھ روپے MSD پشین کی ہسپتال ہی قرضدار ہے اب مجھے آپ بتائیں جب ایک کروڑ 53 لاکھ روپے اٹھارہ انیس کی مد میں ہے اور 58 لاکھ روپے جو ہے نا وہ دو ہزار بیس اکیس کی مد میں ہوگا تو یہ ہسپتال کیسے چلے گا۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین! اس میں محرک نے پوچھا تھا 2020-21ء کا، اُن کو وہ بتادیا گیا تو I would not say that this answer is totally wrong. اب یہ اپنے اپنے perception کی بات ہے کہ ہم گلاس کو آدھا خالی دیکھیں یا آدھا full دیکھیں۔

جناب اصغر علی ترین: It is totally wrong.

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: I don't think that it is totally wrong, جناب چیئرمین! اگر محترم محرک اِس پر اِن کو تسلی تشفی نہیں ہورہی ہے تو fresh question لے آئیں، ہم اِن کو اُس پر مزید answer دے دیں گے یا ڈیپارٹمنٹ آجائیں اِن کو ساری details provide کردی

جائیں گی۔ جتنے relevent officers ہیں وہ بیٹھ کر اِن کو brief کریں گے۔ اِن کی satisfaction بھی ہوجائے گی اور اِن کووہ تمام چیزیں بھی معلوم ہوجائیں گی۔

جناب اصغرعلی ترین: جناب چیئرمین صاحب! یہ سوال دو دفعہ پہلے putup ہوا ہے اور شائد محترمہ کسی کام سے گئی تھیں یہاں available نہیں تھیں۔ اب تیسری دفعہ آیا ہے اور یہ اُن کا یہ مَیں پھر کہتا ہوں on the record, totally wrong غلط جواب دیا گیا ہے۔ یعنی اگر کوئی سوال اگر کوئی ممبر پوچھتا ہے تو کم ازکم پڑھ کر تو جواب کم ازکم دیا جائے۔ ایسے تو نہیں ہو کہ بالکل آندھوں کی طرح کہ پتہ ہی کوئی نہیں ہے، میرا سوال کیا ہے اور جواب کیا مل رہا ہے۔ دوسرا جناب چیئرمین صاحب! یہ بجٹ جو پشین کے Hospital کو دے رہے ہیں ڈسٹرکٹ ہسپتال کو یہ 20 سال پُرانا بجٹ ہے۔ اور جناب چیئرمین صاحب! اور اِس میں تین چار افغانی کیمپس کے مہاجرین یہاں آتے ہیں اِس Hospital سے علاج کرواتے ہیں۔ 9،10 لاکھ کی یہاں آبادی ہے ، قلعہ عبداللہ کے بھی یہاں مریض آتے ہیں اور حالت زار یہ ہے کہ ہمیں میڈیسن کی مَد میں energy ہماری قرضدار ہے اور جناب چیئرمین صاحب! اِن تین سال میں میرا محترمہ سے سوال ہے کہ کیا آپ نے ڈسٹرکٹ ہسپتال کو کوئی ایمبولینس provide کی ہے نہیں کی ہے، ژوب کی ہر یونین کونسل کے لیے ایمبولینس دی گئی ہے، ڈسٹرکٹ پشین کے Hospital کے لیے ایک بھی ایمبولینس مجھے محترمہ بتائیں کہ اُنہوں نے دی ہے۔ میرے مریض کس چیز میں جائیں اگر اُن کو ایمرجنسی ہے تو کوئٹہ اُن کو کس چیز میں لے کر آئیں وہ پرائیویٹ ایمبولینس hire کرتے ہیں وہاں پرائیویٹ ایمبولینسوں کی لائن لگی ہوئی ہے، یہ تو ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ کم ازکم اگر تقسیم ہو، تو اُس کی population کو مدنظر رکھا جائے اور جناب چیئرمین صاحب! یقین کریں دوائیوں اور ایمبولینسز کی مَد میں ضلع پشین حالانکہ کہ کوئٹہ سے بڑا قریب 60,70 کلومیٹر کے فاصلے پر میڈم! آپ visit کریں یقین کریں یہاں آپ کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ جائیں گی۔ یہ اگر ہم سوال کر رہے ہیں تو اِس لیے نہیں کر رہے ہیں کہ یہاں خدانخواستہ ہم آپ کی یا ڈیپارٹمنٹ کی وہ کر رہے ہیں لیکن اِس لیے کہ کم ازکم آپ اِس کا نوٹس تو لیں۔ سیکرٹری صاحب تو کم ازکم اِس کا نوٹس لیں، یعنی محترمہ چار افغانی کیمپس، نو لاکھ آبادی اور اُس کے علاوہ یہ حالات ہیں ہمارے Hospital کے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین! مَیں نے ابھی آپ سے کچھ دیر پہلے اِس فلور پر یہ بات کی کہ ہمارے پاس کچھ ڈسٹرکٹس ہیں جو کہ priority پر ہیں جس کی health care facilities کو ہم دیکھ رہے ہیں۔ Pishin is one of those districts جس کا DHQ ہماری priority list پر

بہت زیادہ influx of patients ہے۔اور exactly یہی وجہ ہے جیسے میرے بھائی نے بھی کہا کہ وہاں ہے، ہماری کوشش یہ ہے کہ اُس کو جتنا زیادہ سے زیادہ facilitate کرسکیں کیوں کہ وہ افغانستان کے patients کو بھی cater کرتا ہے اور یہ جو catchment area ہے اُس District Headquarter Hospital کا وہ بہت بڑا ہے وہاں بہت زیادہ مریض آتے ہیں اور چونکہ facilities نہ ہونے کی وجہ سے پھر وہ سارا load ہمیں کوئٹہ کے Hospitals پر لینا پڑتا ہے۔تو just because of this reason کہ اِس کو priority پر ہم نے رکھا ہوا ہے ہماری کوشش ہے کہ ہم اِس کو جتنی facilities دے سکتے ہیں دیدیں، اِس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ پہلے جو وہاں کے kidney کے مریض کوئٹہ آیا کرتے تھے وہاں ہم نے ڈائیلائسز یونٹ بنایا ہے، اب اُن patients کی تعداد یہاں کم ہوگئی ہے اور وہیں پر ہی اُن کو treatment ملتی ہے۔مَیں اپنے بھائی کو اِس فلور پر یہ assurance تو دے سکتی ہوں کہ ہم وہاں بہتر سے بہتر سہولیات دینے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ اِس District Headquarter Hospital کا catchment area مریضوں کا بہت زیادہ ہے۔تو I think پھر وہی بات ہے کہ آنے والے دنوں میں یہ چیزیں یقیناً بہتر ہوں گی کیونکہ ہم اِس وقت اِن چیزوں پر کام کر رہے ہیں۔نہ مَیں نے یہ کہا کہ ہم کریں گے، نہ مَیں یہ کہتی ہوں کہ پیچھے نہیں ہوا یا فلاں کا قصور تھا یا اُس کا قصور تھا۔ we are doing our best. لیکن پھر وہی بات کہ سب چیزیں بہت جلدی ٹھیک نہیں ہوتیں اِس کے لیے priority of intentions and priority of actions ہونا چاہیے، ہم اللہ سُبحان تعالیٰ سے بھی دُعا کرتے ہیں کہ ہماری نیتوں میں ہمارے تمام عمل میں اخلاص رہے اور ہم کچھ نہ کچھ service delivery اپنے لوگوں کے لیے دے سکیں اور اللہ تعالیٰ اِس میں آسانی کرے آنے والے دنوں میں بالکل یقیناً اِنشاءاللہ وہاں بہتری آئے گی اگر نہیں آئی تو پھر ہم قصوروار ٹھریں گے۔ یہاں تو ہم جواب دہی سے ہوسکتا ہے بچ جائیں اُوپر تو نہیں بچ سکتے۔تو اِس لیے ہماری کوشش ہے اور ہم کر رہے ہیں۔تو میرا خیال ہے محترم بھائی کے ساتھ جیسے مَیں نے ابھی آپ کو بتایا کہ ہمارے سارے ڈسٹرکٹس کے visits planned ہیں۔چاہیں گے تو ہم اِن کے ساتھ اپنا وہ work plan بھی share کریں گے۔لیکن چیزوں کو بہتر ہونے کے لیے تھوڑا ٹائم دیجیئے۔آپ یقیناً اپنے problems لے آئیں، solutions لے آئیں اور suggestions لے آئیں۔اور اگر ہم پھر اُس کے مطابق کام نہ کریں تب آپ ہم سے answer لیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئرمین صاحب! میڈم نے بات کی ہے ڈائیلائسز کی مشین پشین میں

install ہوئی ہے یقیناً یہ بڑا اچھا اقدام ہوا ہے اور ہم appreciate کرتے ہیں لیکن یہ ڈائیلائسز مشینیں پچھلے دو ماہ سے بند پڑی ہوئی تھیں۔ MS صاحب کا یہ کہنا تھا کہ جو بھی instrument جو بھی آلات اِن patients کے لیے use ہوتے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ اور اگر ہم patient کو کہتے ہیں کہ آپ جائیں میڈیکل اسٹور سے لے آئیں تو وہ سیخ پا ہو جاتا ہے کہ بھئی یہ کیسا ہسپتال ہے کہ ہمیں یہ آلات بھی نہیں مل رہے، دوسرا جناب چیئرمین صاحب! وہاں پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ ٹیوب ویل خشک پڑا ہوا ہے، یہ مَیں ڈاکٹر صاحبہ کے علم میں لانا چاہ رہا ہوں تاکہ اُن کے علم میں یہ آجائے کہ CM صاحب نے وہاں visit کیا تھا، اُنہوں نے باقاعدہ instructions دی تھیں کہ یہاں solar panel کے لیے فی الفور summary تیار کی جائے، PC-1 وغیرہ تیار کیا جائے، لیکن اُس کے بعد وہ آنے والے بجٹ میں ہو گا یا نہیں۔ ایک تو پانی کا مسئلہ ڈائلائسز مشین میں تھا، دوسرا جو instrument جو کہ وہاں use ہوتا ہے ڈائیلائسز کے patients کے لیے وہ وہاں مہیا نہیں تھے۔ ابھی کچھ کر کے ہم لوگوں نے پھر بھی اپنی مدد آپ کے تحت وہ ڈائیلائسز مشین دوبارہ start کروائی لیکن patient کو اُس مقدار میں ہم attend نہیں کر سکتے جس مقدار میں کرنا چاہیے تھا۔ ڈائیلائسز مشین کی installation سے میڈم! آپ کو یہ فائدہ ہوا، ڈیپارٹمنٹ کو ہیلتھ کو کہ آپ کے کوئٹہ پر pressure کم ہو گیا ہے۔ اور یہ مَیں نے پہلے بھی شائد آپ سے discuss کیا ہے یا نہیں کیا، لیکن چیف سیکرٹری صاحب سے مَیں خصوصی ملا ہوں اُن سے پہلے نصیب اللہ مری صاحب تھے اُن سے ملا ہوں، اُنہوں نے visit بھی کیا تھا مَیں نے اُنہیں ایک تجویز دی تھی کہ Government of Balochistan ایک بس hire کرے جس میں صبح ڈاکٹرز جایا کریں پشین اور دوپہر کو آیا کریں، وہاں رہائش کی جگہ نہیں ہے اور وہاں کا یقین کریں میونسپل کارپوریشن کا بجٹ ہم لوگوں نے Hospital پر لگایا ہے۔ نالیوں کی مد میں آپ سمجھیں اور repairing کی مد میں آپ سمجھ لیں اور یقیناً NGOs سے اُٹھا کر ہم نے اُس Hospital میں لگایا ہے لیکن Government of Balochistan کا پچھلے تین سال سے محترمہ! ایک اینٹ بھی نہیں لگی، ڈائیلائسز مشین کے علاوہ، تو اِس پر آپ توجہ دیں آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئرمین! ڈائیلائسز کے حوالے سے جو اِنہوں نے point اُٹھایا ہے وہ we have noted that یقیناً میرے جو ڈیپارٹمنٹ کے officers یہاں بیٹھے ہیں اُنہوں نے بھی note کر لیا، جو میرے محترم بھائی نے suggestions دی ہیں ہم نے وہ بھی note کر لی ہیں۔ پانی کا issue جہاں تک ہے میرے خیال میں وہ محترم منسٹر PHE ہیں وہ بھی اُن کے علم میں بھی یہ بات آگئی

ہوگی اور CM صاحب سے اِنشاء اللہ مَیں بھی ذکر کرلوں گی کہ یہ جو پانی کا issue ہے کیونکہ پھر اِس سے related بہت ساری بیماریاں بھی ہوتی ہیں اور ,these things are inter linked اِنشاء اللہ تعالیٰ ہم اِسے دیکھ لیں گے۔ باقی جو انہوں نے suggestions دی ہیں اور ڈائیلائسز کے حوالے سے جو بات کی ہے We have noted that

جناب چیئرمین: جناب اصغر علی ترین اپنا سوال 406 دریافت کریں۔

جناب اصغر علی ترین: Question No. 406.

☆406 **جناب اصغر علی ترین:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 2 دسمبر 2020</u>

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>26 رمارچ 2021 کو موخر شدہ</u>

ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال پشین میں تعینات ڈاکٹروں کی کل تعداد کسقدر ہے نیز مذکورہ ہسپتال میں خالی پڑی ہوئی اسامیوں کو پُر کرنے کے سلسلے میں کیے گئے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر صحت:

جواب ضخیم ہے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! آپ نے ایک list مہیا کی، ہم نے پوچھا کتنے کتنے ڈاکٹرز ہیں، اب دیکھیں اِس میں hospital کو چلانے کے لیے جن ڈاکٹرز کا ہونا ضروری ہے وہ یہاں اِس list میں availible نہیں ہے۔ آپ خود بھی یہ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے کہ hospital چل کیسے رہا ہے، اب سب سے بڑا مسئلہ Gynaecologist کا ہے، اب محترمہ! وہاں ڈاکٹر صاحبہ تھیں جو اپنی pay لے رہی تھیں لیکن اُس کو ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ کے بجائے اُس کو پانچ لاکھ pay ملی اور وہ یہاں سے چلی گئی پشین سے لورالائی۔ اب لازمی بات ہے کہ صرف ڈاکٹرز کو آپ دو لاکھ، ڈھائی لاکھ اور پانچ لاکھ روپے pay دیتے ہیں contract پر بھیج دیتے ہیں Gynaecologist. ہمارے پاس نہیں ہے۔ اب سب سے بڑا مسئلہ gynaecologist کا ہے۔ اب محترمہ وہاں ڈاکٹر صاحبہ تھیں جو اپنی pay لے رہی تھیں لیکن اُس کو ڈیڑھ لاکھ دو لاکھ کے بجائے 5 لاکھ روپے pay ملی اور وہ یہاں پشین سے لورالائی چلی گئیں، اب لازمی بات ہے ڈاکٹر کو جہاں دو لاکھ سے ڈھائی لاکھ سے پانچ لاکھ روپے pay دیتے ہیں contract پر رکھتے ہیں تو وہ چلے جاتے ہیں کسی اور ڈسٹرکٹ میں، تو کم از کم اُس کی جگہ فی الفور تو کوئی ڈاکٹر تعینات کی جائے اگر وہاں پانچ لاکھ روپے مل سکتے ہیں تو ڈسٹرکٹ پشین میں کیوں نہیں مل سکتے؟ اگر لورالائی میں contract base پر ہوسکتا

ہے تو ڈسٹرکٹ پشین میں کیوں نہیں ہوسکتا اب فرق اتنا ہے کہ وہاں وہ Government benches میں ہیں اور ہم اپوزیشن benches میں ہیں ہم تو خیر یہی محسوس کریں گے دوسرا Pathologist ہے۔۔۔۔

جناب چیئر مین: اصغر خان! Chair کو مخاطب کریں۔

جناب اصغر علی ترین: جی جی میں چیئر کو۔ جناب چیئر مین صاحب! pathologist ہے جو لیبارٹری کو look after کرتا ہے اب یہ وہاں available تھا جناب چیئر مین صاحب اُس کو زیارت shift کیا گیا ہے، میری معلومات کے مطابق شاید غلط ہو مَیں نے جو معلومات کی ہیں Hospital زیارت میں میرے علم میں یہ آیا کہ وہاں لیبارٹری ہے ہی نہیں جب کہ یہاں پشین سے اُٹھا کے اُس کو زیارت لیکر گئے ہیں میڈم! آپ یہ نوٹ کرلیں اِن points کو اور میڈم ہمیں کوئی patient آتا ہے اُس کی surgery ہوتی ہے تو اُس کو نشہ دینا ہوتا ہے اور نشہ دینے کیلئے ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے وہ ڈاکٹر بھی وہاں available نہیں ہے اور eye specialist بھی محترمہ وہاں موجود نہیں ہے۔ آپ ہمیں میڈیکل آفیسر دے رہے ہیں جب کہ ہمیں specialist ڈاکٹر چاہیے۔ میڈیکل آفیسر وہاں بہت زیادہ ہیں۔ جس کی وہاں ہمیں کوئی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں RMO کی ضرورت ہے جو وہاں available نہیں ہے تو جناب چیئر مین صاحب! یہ آٹھ، دس points ہیں جن کو department بہت آسانی سے حل کرسکتا ہے اگر یہ ڈاکٹر ز ہمیں دیئے جائیں available کئے جائیں تو محترمہ یقین کریں گے کہ کچھ نہ کچھ وہاں Hospital میں بہتری آسکتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئر مین صاحب! اِس میں مَیں تھوڑی سی اپنے بھائی کے knowledge میں تھوڑا سا بالکل تھوڑا سا کیونکہ اِنکی معلومات کم ہیں تو تھوڑا سا updated میں اِنکو ذرا بتادوں کہ ہم نے وہاں اِس وقت تین سو سترہ lady medical officers جس میں different categories کے doctors ہیں اُنکو hire کیا ہے through Public Service Commission اور 307 male Doctors ہیں جن کو hire کیا گیا ہے اِس کے علاوہ ہم نے adhoc basis پر 43 لوگوں کو جس میں technicians بھی تھے کچھ ڈاکٹرز بھی تھے اور یہ سارے جو جیسے anesthesia وغیرہ ہیں different وہ ہیں اِنکو ہم نے adhoc basis پر لیا تھا اور جن لوگوں نے joining نہیں دی ہے یا constant chronic absentees تھے اُنکو ہم نے terminate بھی کیا ہے اگر میرے بھائی اُس کی list چاہیں گے تو وہ ہم provide کردیں گے ایسا نہیں ہے کہ کئی پر ہم نے ڈاکٹرز کو بھیج کے ہم بھول جاتے ہیں، پہلے شاید ایسا ہوتا ہو لیکن اب ہم جو لوگ

joining نہیں دے رہے ہیں جو لوگ جانے کے بعد joining دے کر absent ہو رہے ہیں اُنکے خلاف ہم action لے رہے ہیں مَیں پھر یہ بات دُہراتی ہوں کہ DHQ Pishin is on over priority ہم چاہتے ہیں کہ اِس کے اندر بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کریں تاکہ کوئٹہ کے اوپر جو patient list ہیں وہ کم ہو اور لوگوں کو اپنے علاقے میں بہتر سہولیات مل سکیں۔ اِس کے علاوہ ہم contract basis پر بھی ڈاکٹرز کو hire کر رہے ہیں اُنکو بھی joining letters جاری کئے گئے ہیں acceptance ہوتی جارہی ہے public service والے جو ڈاکٹرز ہم نے hire کئے ہیں اُنکو بھی offer letters جاری کئے جا چکے ہیں اور وہ بھی acceptance کیلئے ہمیں acceptance، اُنکی طرف سے بھی آرہی ہے تو ایک ہفتہ کے بعد جب ساری joining وغیرہ ہو جائے گی تو یقیناً چیزیں وہاں بہتر ہو جائینگی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئر مین صاحب! اب بات یہ ہے کہ محترمہ ٹھیک فرما رہی ہیں لیکن یہ ہے کہ اگر کسی بھی specialist ڈاکٹر کو آپ کسی ایک ڈسٹرکٹ سے دوسرے ڈسٹرکٹ میں transfer کرتے ہیں تو transfer کرنے سے پہلے اُس کا متبادل ڈیپارٹمنٹ کو ڈھونڈنا چاہیے۔ دوسرا یہ جو کہہ رہی ہیں کہ contract basis پر ہم نے ڈاکٹرز hire کئے ہیں 43 or 40 something یہ پہلے بھی جس سال میں گورنمنٹ بنی تھی تو گورنمنٹ نے یہ formula استعمال کیا، یقیناً بڑا اچھا تھا۔ لیکن ایک سال کے contract کے بعد پھر re-contract آپ لوگوں نے نہیں کیا جس کی وجہ سے ڈاکٹر چلے گئے، بھاگ گئے۔ اور اُس میں کافی لمبا gape آ گیا اُسکی وجہ سے patients بھی متاثر ہوئے ہسپتال بھی متاثر ہوا لوگ بھی متاثر ہوئے اور وہاں کے جو قبائلی لوگ ہیں جو آتے تھے وہ بھی متاثر ہوئے دوبارہ اُنکا رُخ کوئٹہ کی طرف ہو گیا۔ اگر Government of Balochistan Health Department کوئی contract کرنا چاہتا ہے for example for just one year تو اُس کو چاہیے کہ وہ فوراً after one year renew ہونا چاہیے جو regular ہو۔ اگر آپ gape دیں گے اور دو مہینے کے بعد چار مہینے کے بعد پھر اُنکو بُلائیں گے یہ تو private doctors ہیں تو کہیں clinic پر بیٹھ جائیں گے کہیں اپنی دُکان داری کھول لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئر مین! آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو یہ بتا دوں کہ جو contract پر ڈاکٹرز hire ہوتے تھے اِس دفعہ جو doctors hire کئے گئے ہیں contract پر اُنکی

contract میں دو چیزیں ایسی شامل کی گئی ہیں جو شاید پہلے نہیں تھیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک سال کے بعد جب contract اُنکا ختم ہوگا اُس سے پہلے ہی اُنکا ایک progress review ہوگا اُس کے تحت اُنکا اگلے سال کا contract automatically renew ہوجائیگا۔ اور دوسری چیز اِس میں یہ ہے کہ جو جو ڈاکٹرز جس ڈسٹرکٹ کیلئے contract پر لیا جائیگا وہ وہاں سے دوسرے ڈسٹرکٹ میں اپنا transfer نہیں کروا سکے گا اور نہ ہی وہ transfer کیا جائیگا۔ تو یہ دو چیزیں پہلے نہیں تھیں اب آنے والے دنوں میں یہ progress ہم دیکھ لیں اُس کے بعد اگر ہم تنقید کریں تو بہتر ہوگا۔ جب تک ہم بھی اُمید رکھتے ہیں کہ بہتری ہوگی۔ ایک اور چیز جو میں اپنے بھائی کے notice میں لے آؤں وہ یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ کے level پر پہلی دفعہ ہم نے یہ کیا ہے کہ District Headquarter Hospitals کیلئے District Recruitment Committees بنائی گئی ہیں جو پہلے کبھی نہیں بنائی گئی تھیں اِس کا بھی ایک شاید table ہوگیا ہے میرے بھائی کے پاس جو ہماری district recuitment committee ہے کون head کرے گا کس طریقہ سے ہوگا کون کون ممبران ہونگے اُس میں اور وہ relevant ڈسٹرکٹ کے hospitals کے لئے وہیں کے لوگوں میں سے recruitment کریں گے یہ پہلے نہیں ہوا اور اِس کی ضرورت اِس لئے محسوس کی گئی کیوں کہ دوسرے ڈسٹرکٹس سے جب hiring ہوتی ہے تو لوگ joining تو دے دیں شاید لیکن جاتے نہیں ہیں۔ تو یہ میری طرف سے assurance ہے اب مزید آپ دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: چلو جی۔ وقفہ سوالات۔۔۔(مداخلت)

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئرمین صاحب! میرا ایک مشورہ ہے suggestion ہے میڈم کو کہ آپ تمام District Heaquarter Hospitals کے MS سے list منگوالیں کہ کون کون سے Doctors available ہیں کون کون سے نہیں ہیں کون سے آپ کو چاہیے کون سے نہیں چاہیے اور آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں ٹوٹل کتنے ہیں for example gynaecologist کس کس کو چاہیے کہاں کہاں ہے کہاں نہیں آپ کے department میں ٹوٹل کتنے ہیں اب کوئی گھر میں بیٹھا ہوا ہے کوئی کہاں بیٹھا ہوا ہے کوئی کس کی سفارش لیکر بیٹھا ہوا ہے patient suffer ہی کر رہے ہیں تو آپ برائے مہربانی میری ڈسٹرکٹ پشین کے حوالے سے ایک request ہے آپ سے کہ آپ MS کو بلائیں اور اُن سے پوچھیں کہ کیا کون کون سے ڈاکٹر available ہیں کون سے نہیں ہیں جو نہیں ہیں government contract پر hire کرتی ہے یا اُس کو permanent کوئی ڈاکٹر وہاں بٹھاتے ہیں تو کم از کم patient کو دھکے کھانے نہیں

پڑیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: جناب چیئر مین صاحب! اِس سلسلے میں یہ ہے کہ ہم نے quarterly review meetings start کی ہیں تمام DHOs کے ساتھ اور اُس میں ہم progress دیکھتے ہیں کہ کس کس چیز میں کیا progress ہو رہی ہے میرے بھائی نے suggestion دی ہے بالکل نوٹ کر لی گئی ہے ڈیپارٹمنٹ کے جو آفیسرز یہاں بیٹھے ہیں اُنہوں نے بھی نوٹ کرلیا اور یقیناً ہم اِن کی suggestion کو بالکل اپنی meetings میں زیرِغور لائیں گے۔

جناب چیئرمین: چلو جی۔ وقفہ سوالات ختم۔

جناب چیئرمین: توجہ دلاؤ نوٹس۔

جناب چیئرمین: جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے لہٰذا اس کو مؤخر کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ شکیلہ نوید قاضی صاحبہ آپ توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب اسپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس۔ وزیر داخلہ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتی ہوں کہ کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے صحافی عبدالواحد رئیسانی جنہیں ماہ رمضان کے پہلے عشرے میں قمبرانی روڈ کوئٹہ میں نامعلوم مسلح افراد کی جانب سے فائرنگ کر کے قتل کیا گیا تھا، کے قاتلوں کی گرفتاری کی بابت حکومت کی جانب سے اب تک کیے جانے والے اقدامات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی میڈم۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب چیئرمین! آج میرا جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے وہ عبدالواحد رئیسانی جسے 24 اپریل یعنی ماہ رمضان میں جو اپنے گھر سے دفتر کیلئے نکلا افطاری کے بعد اُس کو شہید کیا گیا۔ آج بھی اُس کی والدہ اور اُس کے والد اُس کی راہ دیکھتے ہیں کہ وہ ایک نیوز پیپر میں کام کر رہا تھا۔ وہ ایک شخص کا قتل نہیں تھا وہ ایک شعور کا قتل ہے۔ جناب چیئرمین! اس طرح کے نوجوان جیسے میرے بھائی احمد نواز نے بھی بات کی، فیضان جیسے نوجوان، اِنکا سرعام اِس طرح کا قتل۔ اور اُس کے بعد ہمیں گورنمنٹ تسلیاں اور دلاسے اور twitter پر ایک مذمتی بیان اِن چیزوں کے لگنے سے میرا خیال ہے اب ہم مطمئن یا ہمیں تسلیاں نہیں ملتی ہیں۔ چونکہ میں بھی victim ہوں۔ مجھے بھی پتہ ہے کہ کس طرح ہم اُن لوگوں کو تسلیاں جو ہمارے دل کو وہ چھوتی ہی نہیں ہیں کیونکہ کہ اُس میں ہمیں سارا جھوٹ لگتا ہے۔ کیونکہ اُنکو under the carpet اُن چیزوں کو دبایا جاتا

ہے۔ مَیں اس قتل کے حوالے سے یعنی جتنے بھی مسلسل بلوچستان میں واقعات ہوئے ہیں میں اُنہی سے start لے لیتی ہوں۔ پچھلے دنوں برمش ڈے منایا گیا۔ ملک ناز کو تربت میں اُس کی معصوم بچی کے سامنے قتل کیا جاتا ہے، آج تک وہ قاتل آزاد گھوم رہے ہیں۔ حیات بلوچ کو اُس کی ماں کی دوپٹے کے ساتھ ہاتھ، پیر باندھ کر اُسے قتل کیا جاتا ہے۔ آج تک وہ reports منظر عام پر نہیں آئیں۔ جنونی قرار اُن کو دیا گیا'' کہ وہ پاگل تھا نفسیاتی تھا اُس نے قتل کر دیا ہے''۔ شاہینہ شاہین ایک آرٹسٹ، ایک ازبھرتی ہوئی ایک لڑکی جو یعنی کہ change جو ہم ترقی کہتے ہیں کہ نہ ہم ذہنی تبدیلی لانے والے جو لوگ تھے ہم اُن کو بار ہا ٹارگٹ کرتے آرہے ہیں۔ شاہینہ شاہین کے قتل کا آج تک ہمیں پتہ نہیں چلا۔ یہاں پر ہم سوال لے کر آتے ہیں ہم قرارداد لے کر آتے ہیں، ہم تحریک التواء لے کر آتے ہیں، توجہ دلاؤ نوٹس لے کر آتے ہیں لیکن implementation اُس پر کہاں ہے۔ اُس کے بعد ابھی recently ایک والد نے اپنی عزت کے لیے یہ آواران کا ہی میں بتا رہی ہوں، ہارون ڈن میں نور جان نامی ایک شخص نے پھانسی لگا لی۔ تحقیقات ہوئی، وجوہات کیا ہیں؟ آج تک ابھی میرے خیال میں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی کو نہیں پتہ کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو سولی پر کیوں لٹکایا اُس کی وجوہات کیا تھیں؟ لوگوں کو پتہ ہے سب کچھ ہے۔ اسی طرح ہمارے جتنے بھی یہ واقعات فیضان والا واقعہ کو ہم لے لیتے ہیں اسمبلی میں لے کر آئے میرے بھائیوں نے اُٹھایا وہاں وہ رہے ہیں۔ آج تک یہ واقعات کی جو کڑی ایک جڑتی ہوئی آرہی ہے۔ کل اسی طرح کے ناخوشگوار واقعات دو ہمارے کوئٹہ میں ہوئے ہیں۔ کہ آخر ہم جا کس طرف رہے ہیں؟ ہم فردِ واحد کو اس میں قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہم پسِ پردہ جو اِن کی پُشت پناہی جو لوگ کر رہے ہیں وہ آج تک ہمارے سامنے کیوں نہیں آتے؟ واحد کے قتل کیس کو ہمارے respected میرے بھائی ضیاء صاحب نے کہا کہ اُن کی کوئی فیملی لڑائی تھی جھگڑا تھا جو بھی تھا اُس کی وجہ سے ہوا ہے۔ محرکات جو انکوائری ہوئی ہے وہ میرے سامنے لے کر آئے۔ جو لوگ arrest ہوئے ہیں اُن سے کیا انکوائری ہو رہی ہے؟ وہ اِتنے پاورفل تھے اگر وہ لڑائی تھی تو میں خود جا کے تھانے میں اگر اپنی بچیوں کو اُنہوں نے FIR کٹوائی me as a sitting MPA میری بھی وہاں بات نہیں سنی گئی۔ وہ اتنے باہر سے آئے ہوئے ہمارے ہمسایہ ملک سے آئے ہوئے لوگ اتنے پاورفل تھے کہ اُن کی FIR بھی نہیں کٹتی ہے۔ ہماری ابتدائی رپورٹ نہیں لی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس طرح کا قتل عام جو ہمارے بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ یہ ایک کڑی ہے جو ہمیں آئندہ آنے والے وقتوں میں جو ہمارے OSD لوگ تھے اُن کو activate کرنے کے لیے۔ آخر یہ کون سے لوگ ہیں؟ وہ میں یہاں اپنے وزیر داخلہ میرے ضیاء بھائی بیٹھے

ہوئے ہیں، یہاں اگر یہ واقعہ ہوا اس پر ایک judicial commission آپ تشکیل دیں۔ جتنے بھی ہمارے back میں جن واقعات کا میں نے ذکر کیا ہے کمیشن آپ تشکیل دیں آپ اس کی انکوائری کروائیں، جو پسِ پردہ لوگ ہیں، اُن کو آپ سامنے لائیں۔ جہاں میں سریاب تھانے کی بات کر رہی ہوں آخر وہاں کے staff کو بھی اس انکوائری کا part بنایا جائے کہ کیسے وہاں ایک رَش والے area میں قتل کیا جاتا ہے، CCTV footage ہے اُس کو چھ گولیاں ماری جاتی ہیں اور جو قتل کرنے والے ہیں کہتے ہیں کہ اُن کو پکڑا گیا ہے۔ لیکن اُن کو سزائیں نہیں ہو رہی ہیں۔ وہ بھاگ گئے ہیں۔ مختلف stories سنا کہ دوبارہ یہ جو جتنا گند ہے، اِس کو under the carpet لگا کے آپ اُن کو مزید ایک گناہ کرنے کے لیے اُن کی راہیں ہموار کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں ہم اُس دن کے انتظار میں ہیں کہ جس دن ہمارے ساتھ یہ واقعہ ہو پھر ہم آواز اُٹھائیں گے۔ آیا یہ جتنے واقعات میں نے گنوادیئے ہیں، آیا اِن کی کیوں انکوائری نہیں ہوتی۔ اُس دن واحد کہ جس دن قتل کے لیے ہمارے پورے میڈیا کے بھائیوں نے protest کیا بائیکاٹ کیا۔ یہاں سے کمیٹی گئی اُن سے بات کی۔ آیا اُس کمیٹی سے جو بات چیت اُن کی ہوئی تھی آیا اُس پر implementation ہوا ہے؟ میں اپنے ضیاء بھائی سے اس کا answer لینا چاہوں گی کہ وہ جو کمیٹی گئی تھی تو آیا اُن کی کیا findings ہیں؟ اُنہوں نے اُن سے کیا مذکرات کئے کہ ہمارے میڈیا کے بھائی آئے۔ ہمارے ایک صحافی بچے کو قتل کیا گیا۔ وہ ایک شعور تھا وہ ایک نظریہ تھا وہ بلوچستان کی ترقی کے لیے آگے جانا چاہتا تھا وہ آواز بننا چاہتا تھا ہمارے لوگوں کی۔ لیکن آج تک جتنی بھی یہ کڑیاں ہیں آج تک کبھی کہیں پر بھی ہمیں اُس کی permanently کوئی تحقیقاتی رپورٹ یا اُس پر کوئی ایکشن نظر نہیں آیا۔ تو لہٰذا میں نے یہ جو توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے میں اپنے وزیر داخلہ صاحب سے جو اِن کی پوری کمیٹی کی جو اِن کے پاس reports اور findings ہیں وہ ہمیں اسمبلی میں پیش کریں یا اس کے بعد بھی وہ ہمارے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو please جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین:۔ وزیر داخلہ صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق اپنی وضاحت فرمائیں۔

میر ضیاء اللہ لانگو (وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی امور و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میری بہن نے توجہ دلاؤ نوٹس تو عبدالواحد رئیسانی کے حوالے سے دیا تھا لیکن اُنہوں نے ایک لمبا چوڑا سوالنامہ بھی رکھا۔ تو اُس کو تھوڑا میں بھی اُن کو بتادوں کہ پہلے اُنہوں نے ذکر کیا ملک ناز بلوچ جو تربت میں اُن کے ساتھ واقعہ پیش آیا تھا چونکہ واقعہ کے فوراً بعد مَیں اور وزیر خزانہ میر ظہور احمد بلیدی صاحب تربت پہنچے۔ اُس میں جتنے بھی nominated ملزمان تھے، وہ تمام پکڑے گئے ہیں۔ اُس کے بعد حیات بلوچ کا

واقعہ ہوا۔ ایوان میں پہلے بھی کہا تھا کہ وہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کوئی سپاہی کوئی حوالدار سے کوئی غلطی ہوتی ہے، اُس کے پیچھے ضرور کوئی بہت بڑا فلسفہ ہوگا کہ اُس کو کسی نے کہا ہوگا۔ وہ اُس نے ایک ذاتی ایک غلطی کی تھی ذاتی ایک جرم کیا تھا، اُس میں وہ پکڑا گیا اور اُس میں اُس کو سزا بھی ہوئی ہے۔ جو وہ nominate تھا اور جس سے یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اسی طرح فیضان جتک کا مسئلہ تھا۔ اُس میں جو اہلکار، جن سے فائرنگ ہوئی تھی، جو اُس وقت وہاں موجود تھے، وہ پکڑے گئے۔ اور جس سے گولی چلی وہ بھی پکڑا گیا ابھی مزید تفتیش جاری ہے تفتیش سے پہلے قبل از وقت ہوگا کہ میں اگر کچھ کہوں۔ پھر ان کے توجہ دلاؤ نوٹس پر جناب! یہ واقعہ کلی گشکوری میں 24 مئی کو پیش آیا تھا تو کیمروں کی مدد سے اِس انکوائری کو مزید آگے بڑھایا گیا تو تفتیشی آفیسر نے موبائل کا card بھی حاصل کیا ہے، جس میں سے تین اشخاص ملزمان کی پہچان ہوئی تھی۔ جس میں رفیع اللہ، کمال الدین اور مسماۃ رابعہ کے نام سے ہوئی ہے 17 تاریخ کو وہ گرفتار ہوئی جس کا عدالت سے ریمانڈ حاصل کیا گیا ملزم رفیع اللہ گرفتاری کی ڈر سے افغانستان بھاگ گیا ہے۔ گرفتار ملزم کمال الدین کا بیان زیر دفعہ 164 رو برو عدالت جوڈیشل مجسٹریٹ-II سریاب روڈ کوئٹہ میں قلمبند کیا گیا ہے۔ جس میں اُس نے اپنی بہن مسماۃ رابعہ اور اُس کی شوہر رفیع اللہ کو بھی نامزد کیا ہے۔ مزید یہ بات سامنے آئی ہے کہ ملزم کا قبل ازیں بھی مقتول سے لڑائی جھگڑا ہوا تھا۔ گرفتار ملزم کو ریمانڈ پورا ہونے کے بعد جوڈیشل ریمانڈ میں جیل منتقل کیا جائے گا۔ مورخہ 18 تاریخ کو ملزم رابعہ کو بھی گرفتار کیا گیا جو کہ تاحال پولیس کی ریمانڈ میں ہے جس کی مزید تفتیش جاری ہے۔ ملزمہ کے گھر سے دو عدد اسلحہ بھی برآمد کیے گئے ہیں۔ دوران تفتیش یہ ثابت ہوا ہے کہ مقتول کا قتل ذاتی عناد اور رنجش کا نتیجہ تھا نہ کہ اُس کا صحافی ہونا۔ مزید تفتیش جاری ہے جس کو مکمل طور پر prosecute کیا جائے گا۔ thank you

جناب چیئرمین: جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب چیئرمین۔ میں وزیر برائے محکمہ داخلہ / پی ڈی ایم اے کی توجہ ایک مسئلہ کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ مورخہ 15 مئی 2021ء کو ضلع موسیٰ خیل کے مختلف علاقوں جن میں توئی سر یونین کونسل، غڑیاسئی یونین، ژورا یسوٹ، ڈاکیان، اور نسپیتئی میں شدید ژالہ باری ہونے کی بنا وہاں کھڑی فصلوں بالخصوص گندم کی تیار فصل مکمل طور پر تباہ ہوگئی جس سے وہاں کے زمینداروں کو لاکھوں / کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ حکومت نے مذکورہ علاقے کے زمینداروں کی مالی مدد کے بارے میں اب تک کیا اقدامات کیے ہیں تفصیل فراہم کی جائے۔ جناب چیئرمین! مختلف علاقوں میں disaster ہوتے ہیں

،اور موسیٰ خیل وہ علاقہ ہے جو ہمارے livestock,agriculture کے لیے بہت زیادہ مشہور ہے۔اور وہ علاقہ وہاں بارشیں بھی ہوتی ہیں زیادہ وہ مون سون کے range پر بھی واقع علاقہ ہے۔اب 13 مئی کو بھی وہاں بہت زیادہ ژالہ باری ہوئی پھر 15 مئی کو بھی ہوئی اور دودن کے بعد پھر ہوئی۔تو وہاں جو فصل بالخصوص گندم کی فصل تیار تھی۔وہ اب اُس کو کاٹ رہے تھے اس دوران ژالہ باری ہوئی۔تو یقین جانیئے کہ تمام جتنی بھی فصلیں تھیں ان یونین کونسلز میں جن کا میں نے توجہ دلاؤ نوٹس میں ذکر کیا ہے وہ مکمل طور پر تباہ ہوگئی ہیں اب حکومت نے اس حوالے سے وہاں کوئی team بھیجی ہے وہاں اُن زمینداروں کا جو نقصان ہوا ہے اُن کو compensation دے گی۔اب تک حکومت نے PDMA نے یا agriculture department نے یا کسی اور department نے اس حوالے سے یا کوئی اقدام اٹھایا ہے یا نہیں اٹھایا ہے،اس حوالے سے منسٹر صاحب ہمیں بتائیں۔

جناب چیئرمین: وزیر داخلہ صاحب! آپ توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق اپنی وضاحت فرمائیں۔

وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی اموروپی ڈی ایم اے: جناب چیئرمین صاحب! طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں اس قسم کے نقصانات ہوتے ہیں تو ڈپٹی کمشنر اُن کا تخمینہ لگا کر ہماری طرف بھیجتا ہے PDMA کا یہ رول ہوتا ہے، پھر ہم اُس کو آگے بھیجتے ہیں۔تو ابھی تک ہمیں ڈپٹی کمشنر کی طرف سے ایسا کوئی وہ نہیں آیا ہے جونہی رپورٹ آجائیگی ہم سمری فوری وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھیج دیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: منسٹر صاحب! اگر آپ خود اپنے دفتر سے چھٹی وہاں روانہ کریں آپ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر سے بات کریں کہ یہ نقصانات ہوئے ہیں ان کا تخمینہ لگایا جائے پھر آپ کم از کم زمینداروں کا کچھ ازالہ تو کریں۔وہ بیچارے تو پس گئے اُن کا سارا کچھ وہی گندم تھی جو اُنہوں نے کاٹنا تھی۔پھر اس آٹا بنانا تھا اب جو ہے نہ وہ تو ختم ہوگیا آپ اپنی طرف سے حکومت کیا کر رہی ہے؟

وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی اموروپی ڈی ایم اے: جناب چیئرمین! ان کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ Monday کو ہی میں اپنے office کی طرف سے ان کے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کو لکھوں گا کہ آپ اِس کا تخمینہ بھیج دیں تاکہ ہم اِن لوگوں کا ازالہ کر سکیں۔

(خاموشی۔مغرب کی اذان)

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج

کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب ثناء اللہ زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج تا اختتام اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ظہور احمد بلیدی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد دمڑ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان اوتمانخیل صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز خان کاکڑ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مُکھی شام لال صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور

کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ماہ جبین شیران صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ بانو خلیل صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: جناب میر زابد علی ریکی صاحب کی جانب سے تحریک التواء نمبر 2 موصول ہوئی ہے۔اچھا چونکہ محرک نہیں ہے اس کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ہاں اُس قرارداد کے بعد۔ملک سکندر خان ایڈوکیٹ صاحب! اپنی قرارداد نمبر **110** پیش کریں۔جی۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر محکمہ سماجی بہبود): جناب چیئرمین صاحب! زابد صاحب نے جو تحریک التوا پیش کی ہے اگر زیرے صاحب کی تحریک التوا سے اس کو جوڑ کے آج ہی، میں تحریک التوا کی بات کررہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آج ہی ہم کر لیتے ہیں لیکن قرارداد کے بعد چونکہ ابھی محرک نہیں ہے۔

وزیر محکمہ سماجی بہبود: ہاں ٹھیک ہے۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔نَحمَدُہٗ وَنُصَلّی علیٰ رَسولہِ الکریم اَمّا بعد فاَعُوذُباللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجیم بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم ۔ ہرگاہ کہ ہمارے معاشرے میں برداشت، تحمل، درگزر، اخلاقی ضابطوں کے فلاحی اور اصلاحی اقدامات کی پامالی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔جسکی وجہ

سے معاشرہ میں شدید بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ جبکہ پیغمبر خداﷺ کے اعلیٰ اخلاقی معیار جو مسلم معاشرہ کا طرّہ امتیاز ہے، سے مسلسل روگردانی کی جارہی ہے جس کے سبب نہ صرف عام بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی اس عذاب کا شکار ہیں۔ اور معاشرے میں ہونیوالی قبائلی دشمنیاں، روزمرہ کے جھگڑے، دھونس، زبردستی، بے جا مرغوبیت اور خوف وہراس کے عوامل کی وجہ بھی یہی ہے۔ معاشرے میں لاقانونیت اور انتظامیہ کی استحصالی قوتوں کی سرکوبی نہ کرنے کے باعث ہر شخص اپنی مرضی کا عمل کرنے میں آزادی محسوس کرتا ہے۔ اِن حالات میں معاشرہ کا وہ طبقہ جو شرافت، عزت، وقار اور اپنی محنت وقابلیت کے بل بوتے پر زندگی گزارنے کا خواہشمند ہو، اپنی عزت اور جان ومال کی حفاظت کرنے میں انتہائی مشکلات سے دوچار ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ قانون کے بلاتفریق نفاذ اور استحصالی قوتوں کی سرکوبی یقینی بنانے نیز معاشرہ میں عدم برداشت کے خاتمے اور معاشرہ کیلئے اعلیٰ اخلاقی معیار پر مبنی ہدایات کو باعمل بنانے کے سلسلے میں حکومتی سطح پر سیمینار اور اجتماعات کے انعقاد کو بھی یقینی بنائے تاکہ معاشرہ میں سدھار لانا ممکن ہو سکے۔

جناب چیئرمین: قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محرکہ اپنی قرارداد نمبر 110 کی موزونیت کی وضاحت فرمائیں گے؟

قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ اَلحمدُاللہ ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے اعلیٰ معاشرے کی فلاحی اور اصلاحی جو اُس کی نشانیاں ہیں اُس میں پہلی بات یہ ہے کہ معاشرے میں جھوٹ نہیں ہو، اور معاشرے میں جو اُسکے باشندے ہوں وہ ظلم کا شکار نہ ہوں۔ پیغمبر خداﷺ کا فرمان ہے جس کا مفہوم ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے مُنہ اور ہاتھوں سے مسلمانوں کو تحفظ ہو۔ معاشرے میں برداشت ہو، اخلاقیات کا اعلیٰ معیار ہو۔ عدل وانصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ حاکمِ وقت ایک ترازو کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیں۔ لیکن unfortunately اِس وقت ہم جن معاملات سے دوچار ہیں ہمارے معاشرے میں برداشت کی سکت نہ غریبوں میں باقی ہے، امیروں میں تو ویسے بھی برداشت کی سکت نہیں ہوگی وہ تو پیسوں کے بل بوتے پر بھی عدم برداشت سے کام لیں گے۔ اسلام کا فرمان ہے۔ جس کا مفہوم ہے کہ ''جو اپنے غصّے کو پی جائے اور لوگوں کے ساتھ معافی کا سلوک کرے یہ اسلام کا درس ہے''۔ لیکن اب ہمارے ہاں آپ دیکھ لیں کہ چھوٹی سی بات پر جھگڑے بھی ہوتے ہیں حالات بھی خراب ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنی اَنا کو اِتنا آسمان پر لے کے چل رہا ہے جس کے لئے کوئی معیار نہیں ہے۔ ٹریفک کے معاملات کو آپ دیکھ لیں، کہ ہمارے ہاں عدم برداشت ہے۔ اور آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا آپ سب نے کہ حالات اِتنی حدتک آگے چلی گئی ہیں کہ لوگ رکشہ پر بھی لکھتے

ہیں Quetta-01 سوزوکی ڈبہ پر تو مَیں نے خود دیکھا ہے کہ اُس پر لکھا ہے کہ Quetta-01 لکھا ہوتا ہے یعنی کوئٹہ میں اس سے بڑی اس سے زیادہ قابل دوسری گاڑی نہیں ہے۔ سائیکلوں پر Appollo-11 لکھا جاتا ہے کہ یعنی کہ یہ سائیکل اِتنی تیزی سے چلا ہے کہ جس طرح Appollo کا جو پرانا تصور ہے۔ تو یہ تمام چیزیں اس معاشرے میں بے چینی اور پریشانیاں پیدا کرتی ہیں۔ جبکہ پیغمبر خداﷺ کو ربّ اللعالمین نے فرمایا، جس کا مفہوم ہے کہ ''ہم نے اخلاق کے انتہائی اعلیٰ معیار پر آپ کو پیدا کیا ہے''۔ تو ہمیں لوگوں کے جو ذہنوں میں فتور ہے اُن کو نکالا جا سکے۔ چونکہ جناب چیئرمین صاحب! مَیں مختلف پوزیشنوں پر رہا ہوں، معاشرے کے ساتھ close relation میرا ہر حوالے سے رہا ہے۔ تو اس وقت ایک عجیب سی کیفیت ہے ہمارے ہاں اس وقت نصیر آباد ڈویژن میں اس قسم کی حالت ہے کہ اگر کہیں قتل ہوتا ہے تو اُس قتل میں FIR میں وہ آدمی ہو یا نہیں ہو تو اُس خاندان میں ڈاکٹرز، انجینئرز یا کوئی ایڈمنسٹریشن کا جو آفیسر ہے اُس فیملی میں جو بڑے آفیسرز ہیں پندرہ سولہ آدمیوں کو ایک بندے کے قتل میں ملوث کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اِس پوری فیملی کو خراب کیا جائے پریشان کیا جائے۔ اب اگر یہ investigating agency اپنی ذمہ داری نبھائیں اُس کو تو یہ پتہ ہے کہ فلاں شخص کو فلاں نے قتل کیا ہے۔ تو وہ جو قاتل ہے اُسی تک وہ پہنچیں تو اُس کو سزا بھی مل سکتی ہے۔ اور اُس کو اپنی حد تک پہنچایا بھی جا سکتا ہے۔ اب پڑھے لکھے یا آفیسرز کو اُس فیملی کے اُن کو ملوث کرنا پھر سات آٹھ سال تک اُن کو پریشان رکھنا۔ اگر investigation یہ قانون کے مطابق ہوتی تو اس قسم کے حالات نہیں ہوتے۔ اسی طرح آپ ژوب ڈویژن میں دیکھیں مَیں نے جو وہاں دیکھا ہے وہاں ایک offence against property ایک Ordinance ہے ہمارے پاس اُس کی ایک دفعہ ہے (3)17 جس کو حربہ کہتے ہیں۔ وہ non-bailable ہے۔ تو ایک چرواہے سے بھی پوچھو تو اُس کو (3)17 کا پتہ ہے۔ تو معاشرہ ایک منفی سوچ کی طرف جا رہا ہے حقائق سے پیچھے جا رہا ہے چونکہ investigation ہر جگہ چونکہ پیسوں کی بنیاد پر ہوتی ہے ہر جگہ تو اس حوالے سے پھر اُس میں عزت والے لوگ، قدر والے لوگ، وہ آ جاتے ہیں وہ گرفتار ہوتے ہیں اُن کی تذلیل ہوتی ہے۔ تو اگر یہ investigation اگر قانون اور انصاف کے مطابق ہو تو پھر اس قسم کی کوئی صورت نہیں بنے گی۔ اور جو مجرم ہوگا اُس تک ہاتھ بھی پہنچے گا وہ سزا بھی ہوگا۔ اور اگر اس investigation کو غلط طور پر وہ تفتیش اگر غلط طور پر کی جاتی ہے تو وہ بندہ بھی بری ہو جائے گا جس نے چاہے کتنے قتل بھی کیے ہوں جس نے ظلم بھی کیئے ہوں، چونکہ evidence اُس طریقے سے نہیں آتی ہے۔ دوسری جناب چیئرمین صاحب! اللہ پاک نے عدل و انصاف کے لئے جو اصول دیئے ہیں جو ہمارے لئے ایک افتخار بھی ہے اور

ہمارے لئے سب سے بڑا سرمایہ بھی ہے ہمارے معاشرے کے سکون اور ہمارے معاشرے کی تسلی و تشفی کے لئے اُس میں ایک آیت ہے جس کا مفہوم ہے کہ اللہ کا فرمان ہے کہ "تُم عدل کے لئے شہادت دو۔ کھڑے ہو جاؤ چاہے وہ آپ کے خلاف کیوں نہ ہو"۔ کتنی بڑی بات ہے یہ دنیا کے کسی بھی jurisprudence میں نہیں ہے صرف اسلام میں ہے کہ تُم عدل کے لئے، سچائی کے لئے گواہی دو، اگرچہ وہ تمہارے خلاف کیوں نہ ہوں، تمہارے والدین کے خلاف کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح ایک دوسری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا مفہوم ہے پھر یہ کہا گیا مسلمانوں کو کہ "تُم حق کی گواہی کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تمہاری قوم، تمہاری جو خونی رشتے ہیں وہ تُمہیں اس سے منع نہ کریں کہ تُم اُنکے ساتھ طرفداری کرو، عدل کو یہ تقویٰ کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرو"۔ تو ہمارے ہاں walk of life میں اور اسی طرح جن کی ذمہ داری ہے وہ اِن تقاضوں کو پوری نہیں کرتے ہیں اس لئے ہمارا معاشرہ بے چینی کا، اب آپ دیکھ رہے ہیں ہم سب اس کے گواہ ہیں بے چینی کا شکار ہیں اور یہ بے چینی آہستہ آہستہ بڑھ بھی رہی ہیں اور اس کے نقصانات ہم سب دیکھ بھی رہے ہیں اور اس طریقے سے جو بے انصافیاں ہوتی ہیں۔ اور جناب اب جو اس وقت گواہی کی جو پوزیشن ہے۔ گواہی کے لئے جو۔ جناب چیئرمین صاحب! مَیں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت ہماری عدالتوں میں through out Balochistan سوائے جو مقتول ہیں اُنکے ورثا، بھائی، باپ بیٹا ماں یا پھر پولیس کے آفیشلز کی کوئی بھی گواہی کے لئے نہیں آتا۔ اب گواہی کے لئے قرآن یہ کہتا ہے ہدایات یہ ہیں اور ہمارا جو قانون ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص کسی جرم کو دیکھتا ہے اُس کے لئے وہ گواہی دینے کا پابند ہوگا۔ لیکن اگر گواہی دیتا ہے تو مخالف لوگ اُس کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں، اُس کو اغوا کرتے ہیں، اُس کو مارتے ہیں، پیٹتے ہیں یا پیسوں کے ذریعے اُس کو گواہی سے ہٹاتے ہیں۔ تو یہ تمام چیزیں اس معاشرے کو آہستہ آہستہ تباہی کی طرف لے جاتی ہیں تو میری جو اس قرارداد میں گزارش تھی وہ یہ ہے کہ اِن تمام چیزوں کا خیال رکھا جائے کہ یہ گواہی کیلئے کیوں لوگ نہیں آتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ تفتیش میں اس قسم کی کیفیت کیوں بنتی ہے؟ جناب چیئرمین صاحب! اس وقت جو ہمارے معاشرے میں ہے ارتقاضِ دولت ایک بہت بڑا عذاب بنا ہوا ہے۔ مایوسیوں کا بھی، محرومیوں کا بھی اور بے چینی کا بھی۔ آپ ایک ملک ریاض کو پاکستان میں دیکھ لیں، ایک شخص ہے، دولت ہے، وہ سارے پاکستان کی زمینوں کا مالک ہے۔ ہمارے یہاں بلوچستان میں بھی جو دولت کے مالک ہیں، وہ آکر ایک جگہ پر بہت ساری زمین لے لیتے ہیں، اب غریب آدمی جس کو پندرہ سو، دو ہزار فٹ یا ڈھائی ہزار فٹ اپنے سر چھپانے کیلئے زمین درکار ہو، اب یہ اس کی بس کی بات نہیں ہے۔ تو وہ جو دولتمند ہیں، وہ سارا علاقہ خرید لیتے ہیں، پھر اپنی مرضی جس طریقے

سے وہ بھیجنا چاہتے ہیں تو یہ بھی ہمارے جو اس کا جو ہماری معیشت کے اصول ہے اس میں بھی provided ہے اور جو ہمارے اخلاقیات کے اصول ہیں۔ اس میں بھی یہ ہے لیکن چونکہ اس سے ہماری طرف کوئی توجہ اس طرف نہیں جاتی ہے ایک منظّم طریقے سے ہم اس پر عمل نہیں کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آہستہ آہستہ یہ جو لوگ ہیں وہ غریب اتنا غریب ہوجاتا ہے کہ اس کے بعد وہ اس کو اپنے سر چھپانے کیلئے زندگی بھر جگہ نہیں مل سکتی تو اسی طرح جناب! قبائلی دشمنیاں آپ دیکھ لیں۔ ہمارے پورے بلوچستان میں ان دشمنیوں کی وجہ بھی یہی ہے کہ ایک دین سے دُوری ہے اور دوسرا یہ ہے کہ قانون کی بالادستی نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے یہ آہستہ آہستہ، اچھا اس سے اگر وہ جو جہاں جس علاقے میں دشمنی ہوتی ہے، وہاں لامحالہ کیونکہ جب دشمنیاں ہوتی ہیں تو پھر وہاں سے آپ نے ان کو شرافت کا درس دینا ہے یا ان سے شرافت کا درس لینا وہ ایک عجیب طریقہ ہوتا ہے۔ وہ تو کوشش اسی طرح کرتے ہیں کہ اسلحے کا بھی انبار لگائیں اور جو بھی ان کا بس چلے جس طریقے سے پیسے جمع کرسکیں تاکہ اپنی دشمنوں کیساتھ وہ لڑسکیں۔ تو اس کیلئے بھی کوئی ایسا ضابطہ یہاں نہیں بنایا گیا جس سے لوگوں کی یہ مشکل حل ہوجائے۔ حالانکہ اُس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ جب دشمنیاں آتی ہیں تو اُس کا پہلا جو سب سے بڑا عذاب ہے وہ یہ ہے کہ بندے اور خدا کے درمیان دیوار لگ جاتی ہے۔ کیونکہ اُس کا ذہن وہ دشمن کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ اللہ اور اُس کے احکامات کی طرف اس کو ٹائم نہیں ملتا ہے۔ یہ کتنا بڑا عذاب ہے اور اس کے بعد پھر اس میں پڑھے لکھے لوگ وہ بھی اس کا شکار ہوتے ہیں اور وہاں کے جو بچے ہیں جنہوں نے ہمارے تمام علاقے کے لوگ جہاں مشکلات نہیں ہیں وہ مختلف علاقوں میں اچھی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں لیکن جس جگہ دشمنی ہوتی ہے یا جہاں بھی قبائلی دشمنیاں ہوتی ہیں وہاں کے بچے بھی اس قسم کی تعلیم حاصل کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتے ہیں جو ایک آزاد اور خوشحال معاشرے میں لوگ اپنی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔ ایک دوسری وباء جو اس وقت ہمارے اس معاشرے میں پھیلی ہوئی ہے، وہ نسلی اور گروہی برتری۔ یعنی nepotism کی جو سب سے بدترین اس وقت جو شکل ہے وہ ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔ جس سے اس معاشرے کو عدل وانصاف کے ذریعے نکالنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ جو سرکار یا اس کی جو قوت ہے یا functionaries ہیں۔ یہاں یہ بھی ایک عذاب ہے پورے اس ملک میں کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دن یا چوبیس گھنٹے میں ارب پتی بن جائے۔ اس وقت آپ کے سامنے جو fresh آپ کے سامنے مثال ہے وہ راولپنڈی کا رنگ روڈ اسکینڈل ہے۔ وہ اسلئے یہ اسکینڈل رونما ہوا ہے کہ قرب وجوار میں functionaries نے اور سرکاری جو حکومت کے لوگوں نے یا ایم پی ایز نے، ایم این ایز نے اس surrounding میں اتنی زیادہ زمین خریدی ہے کہ روڈ کو جس کا نام رنگ روڈ ہے

،اس کی وجہ ہے۔اس کی عجیب شکل بنادی، جواتنا بڑااسکینڈل آپ کے سامنے ہے۔اور یہ چیزیں بلوچستان میں بھی آپ سب ہم سب اس کے گواہ ہیں کہ جہاں کہیں ایک ڈویلپمنٹ کا ایک پراجیکٹ بنتا ہےتو وہاں سرکاری حکام بھی اور سرمایہ دار بھی ان کو بھی بتادیتے ہیں۔وہ وہاں surrounding میں زمینیں خرید لیتے ہیں تا کہ ان کی زمینیں مہنگی ہو جائیں۔تو اس سے وہ جو پراجیکٹ ہے وہ basically اس پراجیکٹ کو اگر آگے پیچھے لے جانے کی ضرورت ہوتو اس کا بھی ایک نقصان ہوتا ہے۔اس لئے میں عرض کرونگا کہ مہربانی فرمائیں ہاؤس سے بھی گزارش کرونگا کہ یہ ساری چیزیں حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس معاشرے کی اس تباہی کی طرف توجہ دے۔اور اس میں جو قانون سے ماورائے جواقدامات ہوتے ہیں ان کو روکنے کیلئے اوراس معاشرے میں اس وقت سب سے میرے ذہن میں جوسب سے بڑی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ دیانت،شرافت یا امانت، راست گوئی کے حامل لوگوں کی جو اس وقت بری حالت ہےاس کو بچایا جائے، ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تا کہ وہ معاشرے میں اچھاایک positive کردارادا کرسکیں۔اوراس کیلئے سیمینار بھی تا کہ اس پر جب بھی عمل کریں گےاور پھر سیمینار ہوں گے تو اس سے اس معاشرے میں فلاح اور بہبود آئیگی۔ میری گزارش ہوگی ہاؤس سے بھی جناب کے توسط سے کہ اس قرارداد کومنظور کیا جائے اوراس پرعملدرآمد کرایا جائے۔بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئر مین: آیا قرارداد نمبر 110 منظور کی جائے؟

جناب چیئر مین: قرارداد نمبر 110 منظور ہوئی۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب چیئر مین صاحب! صرف دومنٹ لوں گا۔

جناب چیئر مین: جی۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ جناب چیئر مین صاحب۔آج آپ سب کے علم میں ہے کہ 28 مئی ہےاور آج پاکستان ایٹمی طاقت بنا تھااوراس کا سب سے بڑااعزاز بلوچستان کو جاتا ہے۔اورآج اتفاق سےاسمبلی بھی اوراس فورم پر میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ 28 مئی کو جب بلوچستان کو چنا گیا کہ یہاں سے ایٹمی دھماکے کئے گئےتو یقیناً ہماراصوبہ کو دنیا میں اُبھر کرسامنے آیا۔اور جناب چیئر مین صاحب! بھارت کا غرور نیست و نابود ہوا'' کہ اب ہمارا ہمسایہ ملک بھی ایٹمی طاقت ہے''۔ میں ان سب کو جنہوں نے اس ایٹم بم بنانے میں ایٹمی طاقت بنانے میں جن لوگوں کا بھی کردار ہے میں ان کوخراج تحسین پیش کرتا ہوں، اپنی پاک افواج کوخراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کی کاوشوں سے ڈاکٹر قدیرخان صاحب نے اور جتنے بھی ہمارے سیاسی و دیگر آفیشل لوگ ہیں ،میں ان سب کوخراج تحسین پیش کرتا ہوں اور پاکستانی پوری قوم کو بلوچستان گورنمنٹ کی طرف سے اپنے، قائد

جام کمال خان کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج دشمن ہماری طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ ہم اسلامی ریاست کی سب سے بڑی ایٹمی قوت ہیں۔ اور میں یقیناً اس ہاؤس سے بھی گزارش کرونگا کہ ہم ایک ایسی کیونکہ اس ایٹمی طاقت سے نہ صرف دنیا میں ہمارا ایک مقام بنا بلکہ ہمارے بچوں کا بھی مستقبل secure ہوا۔ تو لہٰذا میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لونگا میں اپنی پوری پاکستانی قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 111 پیش کریں۔

(اس مرحلہ میں محترمہ شکیلہ نوید قاضی صاحبہ، چیئرپرسن نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you مادام چیئرپرسن صاحبہ۔ قرارداد نمبر **111**۔ ہرگاہ کہ فیڈرل لیویز، جناب وزیر داخلہ صاحب! اگر آپ توجہ فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔ ہرگاہ کہ فیڈرل لیویز جو کہ ایک اہم وفاقی فورس ہے، جو برٹش دور سے قائم ہے۔ اور صوبہ کے مختلف اضلاع میں امن وامان کے حوالے سے اہم کردار ادا کررہی ہے۔ لیکن افسوس کہ تاحال فیڈرل لیویز کا نہ تو سروس اسٹرکچر بن سکا ہے اور نہ ہی ان کی تربیت کے لئے کوئی خاطر خواہ اقدامات کیے گئے ہیں۔ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ فیڈرل لیویز کی تنخواہیں بھی بہت ہی کم ہے،

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ فیڈرل لیویز کی تربیت، سروس اسٹرکچر بنانے اور فیڈرل لیویز کی تنخواہوں کو بڑھانے کے لئے فوری اقدامات کیے جائیں۔ نیز اگر فیڈرل لیویز کو صوبائی لیویز میں ضم کیا جارہا ہے تو پھر ان کی تنخواہیں بھی وفاقی حکومت ادا کرنے کو یقینی بنائے۔

میڈم چیئرپرسن: قرارداد نمبر 111 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you مادام چیئرپرسن صاحبہ۔ آپ جانتی ہیں کہ Levies Community Policing ہے، اُس وقت انگریز کے دَور میں، جب یہاں انگریز آیا، بالخصوص، چیف کمشنر، جب صوبہ تھا جسے برٹش بلوچستان کہا جاتا ہے جو یکم جون 1887ء کو بنا، اُن علاقوں پر بنایا گیا برٹش بلوچستان یا چیف کمشنر، پراونس۔ تو علاقے افغانستان سے ڈیورنڈ افغانستان سے گندمک معاہدے کے تحت 1879ء کے تحت جو علاقے لیئے گئے تھے assigned district کے طور پر 1887ء میں ایک صوبہ بنایا، چیف کمشنر صوبہ۔ جس کو misnomer دیا گیا۔ اِس صوبہ میں اُس وقت کی لیویز فورس قائم کی گئی جو

Community Policing کہلاتی تھی۔ جو لیویز اپنے اپنے علاقوں میں اپنے ٹرائبل علاقوں میں وہ نگرانی کرتی تھی۔ وہ اِن جرائم پر نظر رکھتے تھے۔ تو اِس سے بہتر چل رہا تھا۔ آج بھی اگر آپ فیڈرل لیویز کو بھی دیکھ لیں اور ہماری صوبائی لیویز کو بھی دیکھ لیں تقریباً کوئی نوے سے زائد فیصد علاقہ اِس وقت بھی لیویز کے علاقے میں ہیں۔ اور محض پانچ چھ فیصد علاقے وہ policing یا police کے area میں آتا ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ میری جو قرارداد ہے یہ ہے کہ جو فیڈرل لیویز ہے اُس کا ابھی تک کوئی سروس اسٹرکچر نہیں بن سکا۔ اُن بیچاروں کی ابھی تک اُن کی تنخواہیں نہیں بڑھ سکیں۔ اُن کی ترتیب کے لئے کوئی خاطرخواہ اقدامات نہیں کیے گئے اب شاید منسٹر صاحب بتائیں گے کہ وہ فیڈرل لیویز کو وفاقی حکومت جان چھڑانے کے لئے وہ صوبائی لیویز میں شاید ضم کر رہی ہے اگر وہ صوبائی لیویز میں ضم ہوگا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ہمارے صوبے کے خزانے پر فیڈرل لیویز کے ملازمین کے سالانہ پانچ سے چھ ارب روپے مزید اِس پر بوجھ بڑھے گا۔ تو میری یہ درخواست ہوگی اس حوالے سے مادام چیئرپرسن! یہ دو میٹنگ ہوئی تھیں فیڈرل میں، سینٹ کی جو Less-developed committee تھی، پہلی جو میٹنگ وہاں ہوئی تھی 09 ستمبر 2020ء کو جنہوں نے سفارش کی تھی کہ فیڈرل لیویز کو، فیڈرل کے تحت چلایا جائے۔ وہ اُن کی تنخواہیں ادا کریں۔ پھر اُس کے بعد دوسری میٹنگ ہوئی تھی اُس وقت یہی کو کمیٹی تھی Less-developed کی جس کے چیئرمین تھے اُس وقت عثمان کاکڑ صاحب یہ 27 جنوری 2021ء کو ہوئی تھی اس میں بھی سینٹ نے سفارش کی ہے۔ تو میرا نظریہ ہوگا مادام چیئرپرسن! وزیر داخلہ صاحب سے کہ فیڈرل لیویز کو اسی طرح رکھا جائے اُس میں جو پوسٹیں منظور ہوئی تھیں اُن اضلاع کے لئے جو برٹش بلوچستان کے اضلاع تھے، اُن کے لئے تھی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس کو صوبائی لیویز میں ضم کیا جا رہا ہے تو کم از کم اُن کی تنخواہیں اُن کی مراعات وفاق اپنے ذمے لے لیں۔ ہوا یہ کہ بلوچستان پیکج کے نام سے پانچ ہزار ٹیچرز بھرتی کیئے گئے جب بھرتی کیئے گئے بعد میں صوبہ سے کہا گیا کہ اب یہ آپ کا کام ہے ہم پر اضافی بوجھ ڈالا گیا۔ تو یہ جو پیکج ہے اسکا کیا فائدہ ہوا؟۔ یہ ہمارے اوپر پانچ ہزار ٹیچرز بوجھ بن گئے اب ہم اُن کی تنخواہیں ہمارے خزانے سے ادا کی جا رہی ہیں۔ اور اسی طرح لیڈی ہیلتھ ورکرز کی وہ بھی ہم تنخواہیں ادا کر رہے ہیں اگر فیڈرل لیویز بھی اس صوبے میں لائے گئے تو ان کی اضافی تنخواہیں کوئی پانچ چھ ارب روپے وہ پھر ہمیں ادا کرنا ہوگا۔ تو میری درخواست اس قرارداد میں یہی ہے کہ اِن کو تربیت دی جائے اِن کا سروس اسٹرکچر بنایا جائے منسٹر اِس پر کام کیئے جائیں اِن کی ترتیب کی جائے اور ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں اور دوسری بات جو مَیں نے بار بار جس کا ذکر کیا کہ یہ نہ ہوں کہ یہ فیڈرل والے صوبے میں انکو ضم کریں اور پھر انکی تنخواہیں صوبہ ادا کرے اور

پھر ہمارا نان ڈویلپمنٹ بجٹ ہم ان کو دے دیں اور پھر ہمارے پاس بجٹ بنانے کے لئے پیسے نہیں ہوں گے۔ thank you مادام چیئرپرسن صاحبہ۔

میر ضیاء اللہ لانگو (وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی امور و پی ڈی ایم اے): اگر اجازت ہو؟

میڈم چیئرپرسن: جی جناب ضیاء لانگو صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی امور و پی ڈی ایم اے: شکریہ میڈم چیئرپرسن۔ جب یہ گورنمنٹ آئی تو مجھے یہ ذمہ داری دی گئی۔ تو اس سلسلے میں مَیں اسلام بھی گیا تو وہاں مَیں گیا تو وہاں بالکل جس طرح نصر اللہ صاحب کہہ رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ یہ پچھلی گورنمنٹ کی طرف سے یہ ایک process start ہوگیا ہے تو ہم فیڈرل لیویز کو بلوچستان لیویز میں ضم کر رہے ہیں اور ہم نے کچھ اس سلسلے میں پیشرفت بھی کیا ہے اور کچھ assets ہم نے بلوچستان لیویز اور KP کے لیویز کو کچھ assets بھی ہم نے دیئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا، ایک درست خدشہ کا اظہار کیا کہ جو ان کی تنخواہیں و دیگر مراعات ہیں جو صوبائی حکومت کی بجٹ پر ایک بوجھ ضرور ہوگا۔ اُس پر ہماری کمیٹی، یہ بھی بات ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے کی ہیں اِس پر وہ اپنی تجاویز جو ہیں وہ بنا رہے ہیں لکھ رہے ہیں۔ جو اِن کی تجاویز ہیں وہ بھی اچھی اچھی تجاویز ہیں۔ اِن تجاویز پر بھی غور کر کے انشاء اللہ وہ اِن کے ساتھ ڈال کر کے فیڈرل گورنمنٹ کے پاس بھیج دیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میڈم!

میڈم چیئرپرسن: جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: منسٹر صاحب آپ کا شکریہ جس طرح آپ نے وعدہ کیا کہ وہ اسی طرح ہوگا فیڈرل لیویز کا ترتیب بھی ہوگی اور اِن کی جو مراعات ہیں وہ زیادہ بڑھیں گی۔ اور تنخواہیں یہ نہ ہو کہ وفاق، ایسا نہ ہو کہ وفاق ویسے بھی وفاق اپنے آپ کو جو ہے ناں سب کچھ سے مبرّا کرا رہا ہے۔ پھر آپ کے پاس تنخواہیں بنانے کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔ thank you. تو میری درخواست ہے کہ یہ قرارداد منظور کی جائے۔

میڈم چیئرپرسن: آیا قرارداد نمبر 111 منظور کی جائے؟۔

میڈم چیئرپرسن: قرارداد نمبر 111 منظور ہوئی۔

میڈم چیئرپرسن: میر زابد علی ریکی صاحب کی جانب سے تحریک التواء نمبر 02 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر (1)75 کے تحت **تحریک التواء نمبر 02** پڑھ کر سناتی ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 26 مئی 2021ء بروز بدھ ضلع پنجگور، ڈی سی آفس کے قریب دن

دیہاڑے جمعیت العلمائے اسلام پنجگور کے نائب امیر مولوی عبدالحئی کو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے شہید کیا۔ (اخباری تراشہ منسلک ہے)۔ جس سے عوام بالخصوص جمعیت العلمائے اسلام کے کارکنوں میں شدید غم وغصّہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کے اجلاس آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم چیئر پرسن: آیا تحریک التواء نمبر 02 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ جو اراکین اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک التواء نمبر 02 کو پیش کرنے کے لئے قاعدہ 75(2) کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوگئی۔ لہٰذا میر زابد علی ریکی صاحب اپنی تحریک التواء نمبر 02 پیش کریں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں قواعد وانضباط کار، بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 26 مئی 2021ء بروز بدھ، ضلع پنجگور، ڈی سی آفس کے قریب دن دیہاڑے جمعیت العلمائے اسلام پنجگور کے نائب امیر مولوی عبدالحئی کو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے شہید کیا۔ (اخباری تراشہ منسلک ہے) جس سے عوام بالخصوص جمعیت العلمائے اسلام کے کارکنوں میں شدید غم وغصّہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کے اجلاس آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک التواء نمبر 02 پیش ہوئی۔ چونکہ تحریک التواء نمبر 02 کا تعلق بھی امن وامان سے متعلق ہے اور آج کی نشست میں امن وامان کی بابت تحریک التواء نمبر 01 پر بحث آج کے ایجنڈے میں شامل ہے لہٰذا تحریک التواء نمبر 02 کو تحریک التواء نمبر 01 میں کلب کیا جاتا ہے اور اس کو بھی آج بحث کا حصہ بنایا جاتا ہے۔

میڈم چیئر پرسن: چونکہ اختر حسین لانگو صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے بھی تحریک التواء نمبر 03 موصول ہوئی ہے چونکہ یہ بھی امن وامان سے متعلق ہے اور آج کی نشست میں دو تحاریک التواء نمبر 01 اور نمبر 02 شامل ہیں۔ جو امن وامان سے متعلق ہیں۔ لہٰذا تحریک التواء نمبر 03 کو بھی اس میں کلب کیا جاتا ہے اور اس کو بھی آج کے بحث کا حصّہ بنایا جاتا ہے۔

میڈم چیئر پرسن: مورخہ 25 مئی 2021ء کی اسمبلی نشست میں اور آج مورخہ 28 مئی 2021ء میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 01، 02 اور 03 پر بحث۔

میڈم چیئر پرسن: لہٰذا محرکین اس پر پہلے بولیں گے۔جی جناب زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکریہ میڈم چیئر پرسن صاحبہ! یقیناً آج آپ خود اندازہ لگا سکتی ہیں کہ صوبہ میں امن وامان کی صورتحال کس قدر خراب ہے۔ اس وقت تین تحاریک التواء پر بحث ہورہی ہے۔جو تینوں کا تعلق امن وامان سے ہے۔میڈم چیئر پرسن صاحبہ! چمن،قلعہ عبداللہ،یہ ایک ایسا سلگتا ہوا شہر بن گیا ہے کہ آئے روز وہاں پر واقعات ہوتے رہتے ہیں۔وہاں پر فورسز بھی کافی تعداد میں موجود ہیں ہر قسم کا فورس وہاں پر موجود ہیں۔وہاں پر fencing کے نام پر ڈیورنڈ لائن پر پشتونوں کے سینے پر جو خاردار تار جو ایک مَیں سمجھتا ہوں کہ تیز دھار کی حیثیت رکھتی ہے وہ بھی کھینچی گئی ہے۔اور وہاں پر عوام پر روزگار کے دروازے بھی بند کیئے گئے ہیں۔ وہاں عوام بھوک سے مر رہی ہیں۔اور پھر طرّہ اس پر یہ کہ آئے روز ڈکیتی،چوری،اغواء برائے تاوان کے واقعات ہورہے ہیں۔مادام چیئر پرسن! 21 مئی 2021ءکو وہاں پر جمعیت نظریاتی کا جو ہے جو ایک مذہبی پارٹی ہے اُن کو حق ہے ٹھیک ہے اُنہوں نے جلسہ کیا اُن کے جلسے کے بعد وہاں بم کا خوفناک دھماکہ ہوتا ہے۔جس میں وہاں ساٹھ بیگناہ شہری وہاں شہید ہوتے ہیں۔جن میں دو سگے بھائی شامل ہیں۔وہاں درجنوں زخمی ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے آپ نے دیکھا کہ کتنے واقعات ہوئے ہیں۔صوبے کے طُول وارض میں واقعات ہورہے ہیں جمعیت العلمائے اسلام کے پنجگور کے نائب امیر جس کا ابھی آپ کے سامنے تحریک التواء بھی ہے اُن کا شہادت کا واقعہ ہوتا ہے۔کوئٹہ میں یہاں پر حمام میں دو حماموں میں واقعات ہوتے ہیں۔دن دیہاڑے واقعات ہوتے ہیں۔خضدار میں میرے سامنے ابھی main شاہراہ پر وہاں بھتہ خوروں نے جس بندے نے بھتہ نہیں دیا محمد طاہر لہڑی نام ہے اُس بیچارے کو بھتہ نہیں دینے پر شہید کیا گیا۔اب اُسکے بیٹے کا ذہنی توازن وہ کھو گیا ہے۔ میڈم چیئر مین! یہ ایسے واقعات ہورہے ہیں کہ ایسا لگ رہا ہے کہ یہاں پر حکومت کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ جتنی بھی آپ کے جرائم پیشہ اور سماج دشمن عناصر ہیں، جتنے بھی منشیات فروش ہیں آپ یقین کریں مادام چیئر پرسن! اُن کو مکمل طور پر free-hand دیا گیا ہے۔یہ street-crimes کو آپ چھوڑ دیں۔یہ ٹارگٹ کلنگز کو تو آپ ایک طرف رکھ دیں یہ تمام ایسے واقعات ہیں کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے ہیں۔مَیں قلعہ عبداللہ ضلع کو چمن کو قلعہ عبداللہ ضلع کو گذشتہ چالیس سالوں سے اس لئے اُسکو ٹارگٹ کیا گیا کہ وہاں پر اس خطے کی سب سے اہم اور معتبر گھرانہ جس نے تحریک آزادی میں حصہ لیا جو یہاں پر پشتون بلوچ عوام کی وہ گھرانہ ہے جس نے یہاں سیاست کا آغاز کیا، خان عبدالصمد خان شہید کی فیملی کو ٹارگٹ کیا گیا اُس کے لئے وہاں دشمنیاں بنائی گئیں۔اُس کے لئے وہاں مختلف قبائل کے درمیان دشمنیاں پیدا کی گئیں۔آج پتہ نہیں پچاس کے قریب

وہاں دشمنیاں بنائی گئیں۔ اور یہ سب کچھ ایک منصوبہ کے تحت کیا گیا۔ تاکہ خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید اور اُس کے خاندان کو اور محمود خان اچکزئی کے خاندان کو سیاست سے روکا جائے۔ اس لئے کہ جو محمود خان اچکزئی اور پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کا بیانیہ ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ آج ملک کی تمام سیاسی جمہوری پارٹیوں نے پی ڈی ایم نے جو بیانیہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کا تھا آج ہمیں فخر ہے کہ تمام ملک اُس بیانیہ کے پیچھے ہیں۔ کہ اس ملک میں حقیقی، وفاقی، پارلیمانی، آئینی، سیاسی نظام ہونا چاہئے۔ اِس ملک میں، اِس ملک کی سیاست میں ایجنسیوں کا role ختم ہونا چاہئے۔ ووٹ کو عزت دو، پارلیمنٹ اختیار رکھتا ہوں، عدالت آزاد ہو، ایک ایسا پاکستان جس میں ہر شخص سر اُٹھا کے چل سکے۔ اِس لئے کہ قلعہ عبداللہ کو نشانہ بنایا۔ آج قلعہ عبداللہ سے جا کر کے پشین میں حالت یہ ہے برشور میں توبہ کاکڑی میں ابھی خانوزئی میں اور پھر یہ جا کر کے یہ آپ بلوچ علاقوں میں آپ جا کر کے دیکھیں وہاں بھی اُن سیاسی رہنما کو جو انگریز کے خلاف لڑ رہے تھے جو رہنماء جس طرح خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید کے ساتھ یوسف عزیز مگسی ان کا دوست اور اس کے بعد میر عرض محمد کرُد، میر غوث بخش بزنجو ،سردار عطاء اللہ مینگل، نواب خیر بخش مری اس قسم کے اکابرین ان کے خاندانوں کو اس لئے نشانہ بنائے اور یہ سب کچھ ایک پلان کے تحت ہو رہا ہے۔ تاکہ غیر سیاسی لوگوں کو آگے لایا جاسکے تاکہ جرائم پیشہ لوگوں کو آگے لایا جا سکے۔ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ کیا آپ ان عناصر کے زریعے جو منشیات بیچتے ہیں کیا وہ اس قوم کی قیادت کریں کیا؟۔ وہ لوگ جو سماج دشمن عناصر ہیں۔ جو ڈکیت ہیں جو اغواء برائے تاوان میں ملوث ہیں جو زمینوں پر قبضہ کرتا ہے آپ انھیں سیاسی لیڈر بنائیں گے؟۔ لیکن جناب میڈم چیئرپرسن صاحبہ! لیڈر جو ہے ناں وہ بنائے نہیں جا تے لیڈر ایجاد نہیں ہوتے ہیں لیڈر عوام کے محلوں سے گلیوں سے وہ بن جاتے ہیں۔ وہ اپنے عوام انھیں بناتے ہیں۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ میں چمن کی بات کر رہا ہوں کہ آپ ڈیورنڈ لائن پر کاروبار بند کر دیا آپ نے تربت پے وہاں پر لوگوں سے کاروبار بند کر دیا آپ نے چمن میں وہاں پے کورنٹائین سنٹر بنایا، وہاں پر کروڑوں، کروڑوں روپے انھوں نے لوٹ لیئے ہیں۔ چمن میں کتنے واقعات ہوئے اور Hospital پے قبضہ کیا گیا۔ DHQ Hospital چمن پے وہاں پر وہ لوگ ایف سی کا ڈاکٹر جا کر کے انھوں نے جو ہے ناں وہاں پے قبضہ کیا۔ جناب یہ چمن میں میں آپ کو بتاتا ہوں 100 جگہ منشیات فروشی ہو رہی ہے۔ چمن کالج روڈ پر بم دھماکہ ہوتا ہے۔ آپ پارلیمانی کمیشن بنائیں، آپ سپریم کورٹ کا کمیشن بنائیں۔ ان ججوں کا بنائیں جو واقعتاً ان تمام چیزوں کے تحقیقات کریں۔ جناب میڈم چیئرپرسن صاحبہ! ابھی جمعیت کا جو پنجگور میں ان کے نائب امیر صاحب کو بے چارے کو شہید کیا گیا، کس جرم کی پاداش مین اس کو شہید کیا گیا۔ آپ نے اپنے تقریر میں کس کس کا

نام لیا پروفیسر ارمان لونی کوشہید کیا نقیب اللہ کوشہید کیا، اسماعیل کاکڑ کوشہید کیا ایس پی امان اللہ کوشہید کیا گیا حیات بلوچ کوشہید کیا سمیع مینگل کوشہید کیا، ایک ایک شہید کا نام لے لے کر ہم تھک گئے۔ اور آج 28may کا دن ہے میں یہ بات وضاحت سے کرونگا کہ آج سے ایک سال پہلے ہزارہ ٹاؤن میں بلال نورزئی جو ایک خوبُرو نوجوان تھا اس کو جس بہیمانہ طریقے سے شہید کیا گیا۔ جس انداز میں اس کو شہید کیا، اس کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ان کی لاش کی بے حرمتی کی گئی بلال نورزئی کا، آج ایک سال پورا ہو رہا ہے لیکن ابھی تک اُس کے کیس کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا گیا۔ ان کے کیس میں سست روی ہو رہی ہے۔ ان کے کیس میں گواہان کو پیش نہیں کیا جا رہا ہے اور ملزمان کی پشت پناہی ہو رہی ہے میڈم اسپیکر آج بلال نورزئی کا والد کل میرے پاس آیا تھا۔ ''کہ آپ پریس کلب آجائیں وہاں پر پروگرام ہے''۔ میں نے کہا ''چونکہ اسمبلی کا اجلاس ہے میں بلال کا واقع آج پہلی برسی منائی جا رہی ہے وہ میں اُٹھاؤں گا''۔ مجھے افسوس ہے وزیر داخلہ آپ کو وزیر داخلہ کو آپ بلالیں۔ کہ وہ یہ باتیں سنیں کہ ان تمام واقعات کا آخر کیا ہوگا۔ چمن میں دھما کہ ہوا آخر اس کا کیا ہوگا ملزمان پکڑے گئے؟۔ نہیں پکڑے گئے۔ کوئٹہ میں دھماکے ہوئے ملزمان پکڑے گئے نہیں پکڑے گئے، مچھ میں واقعہ ہوو ہاں پے کتنے ہزارہ برادری کے لوگوں کو شہید کیا گیا ان کے ملزمان پکڑے گئے؟۔ نہیں پکڑے گئے۔ تو میڈم چیئر پرسن میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو واقعات ہو رہے ہیں اچھا ہوا منسٹر صاحب آگئے، وہ سُن لیں گے، مَیں عرض کر رہا تھا کہ چمن میں ایکس تاریخ کو دھما کہ ہوا اور اُس واقعہ میں ابھی تک کوئی گرفتاری نہیں ہوئی ہے چمن کی حالت آپ کو معلوم ہے کہ وہاں سو سے زیادہ منشیات کے اڈے ہیں۔ ایک کالج روڈ پر منشیات کے درجنوں اڈے ہیں۔ یہاں کوئٹہ میں ہر جگہ منشیات فروشی ہو رہی ہے اور سب کو پتہ ہے سب تھانوں والوں کو پتہ ہے کہ کہاں کہاں منشیات ہو رہی ہیں۔ میرے حلقہ انتخاب میں پولیس کا صرف یہ کام ہے وہ جو کوئی گھر بنا تا ہے اُسکو اُٹھا کے پیسے لیکر کے چھوڑ دیتے ہیں لیکن آج تک کسی منشیات فروش کے خلاف سریاب سرکل میں کسی منشیات فروش کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے وہاں پر جتنے اڈے، محترمہ جیسے کہ آپ نے کہا کہ واحد رئیسانی کا واقعہ ہوا، تو اِس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں اور مَیں پہلے عرض کر چکا تھا کہ یہ محمد طاہر لہڑی اُس کو خضدار میں بھتہ نہیں دینے پر اُسکو شہید کیا گیا آج اُس کا بیٹا وہ بیچارہ وہ اُسکا ذہنی توازن خراب ہو گیا ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ writ of the government مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے کوئی یہاں پر نہ پولیس نہ لیویز کسی کے پاس اختیار نہیں ہے اختیار ایف سی کے پاس اور ایف سی جو ہے ناں ابھی آپ خود اندازہ لگائیں کیوں وہ نہیں کر رہا ہے؟۔ تو خدارا اگر حکومت، وہ کہتے ہیں کہ یہ کرسی ہے کوئی جنازہ تو نہیں ہے کہ آپ اس سے

اِس طرح وہ لگے ہوئے ہیں۔ آپ resign کریں، ویسے بھی آپ کے پارٹی میں لوگ ناراض ہیں۔ وزیر اعلیٰ resign کرے وہ نہ معیشت چلا سکتا ہے نہ امن وامان چلا سکتا ہے نہ حکومت چلا سکتا ہے نہ عوام کا تحفظ کر سکتا ہے تو resign کرے۔ جمہوریت ہے۔ ضروری تو نہیں ہے کہ آپ وزیر اعلیٰ ہوں جب آپ کے بس کی بات نہیں ہے تو آپ resign کریں تاکہ عوام کے لئے کچھ ریلیف ہو سکے۔ Thank you میڈم چیئرپرسن صاحبہ۔

میڈم چیئرپرسن: شکریہ۔ جی اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: بہت شکریہ میڈم اسپیکر۔ اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ میڈم چیئرپرسن! آج ایک دفعہ پھر اس ایوان میں پچھلے تین سالوں سے اگر آپ اس ایوان کی کارروائی نکالیں تو سب سے زیادہ جو اس ایوان میں تحاریک التواء پر بحث ہوئی ہیں وہ موضوع امن وامان کا رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے جتنی اہم نوعیت کے موضوع پر اس ایوان میں جتنی زیادہ مرتبہ بحث ومباحثہ ہوا ہے اس کی حالت اُتنی ہی زیادہ دن بہ دن خراب ہوتی جارہی ہے۔ میڈم چیئرپرسن! ہمیں ان چیزوں کا ادراک تھا شروع دن سے اسی لئے کچھ مہینے پہلے مَیں نے ایک JIT رپورٹ کو اس august House کا جو ہے پراپرٹی بنا کے آپ کے Chair کے حوالے کیا تھا۔ میرے خیال سے اگر ہم اُس JIT رپورٹ کو صرف سنجیدگی سے لے لیں تو بلوچستان میں اس وقت امن امان کی حالت بہت تیزی سے خراب ہوتی جارہی ہے۔ اُس کو ہم مکمل طور پر قابو پانے میں ناکام ہونگے۔ لیکن بدقسمتی سے سنجیدگی کا عالم تو یہ ہے۔ ہوم منسٹر صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں، وہ تو ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن امن وامان سے direct جن کا واسطہ ہے اُن میں سے گیلری خالی ہے۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا آج آئی جی صاحب کو یہاں پر ہونا چاہیے تھا بلکہ مَیں ایک قدم اور آگے جاؤنگا۔ آج آئی جی ایف سی کو بھی یہاں پر ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ جتنی پولیس اور لیویز کی deployment بلوچستان میں اس وقت مختلف شہروں میں مختلف ڈسٹرکٹس میں مختلف شاہراہوں پر چیک پوسٹیں ہیں اُتنی ایف سی کی بھی ہیں۔ تو آئی جی ایف سی کی بھی ذمہ داری بنتی تھی کہ آج اس اہم موضوع پر بحث کے دوران وہ بھی اس گیلری میں موجود رہتے۔ میڈم اچیئرپرسن!!! اگر ہم ان واقعات کا تھوڑا سا باریک بینی سے جائزہ لیں۔ مَیں توجہ چاہوں گا منسٹر صاحب کی کہ ان تمام واقعات جو پچھلے کچھ دنوں سے یا کچھ مہینوں سے تیزی سے بڑھ رہے ہیں ان کا ہم باریک بینی سے جائزہ لیں تو یہ وہ تمام واقعات ہیں جو 2013ء پہلے یہاں بلوچستان کا معمول کا واقعات ہوا کرتے تھے۔ اغواء برائے تاوان، ٹارگٹ کلنگ، بم دھماکے یہ تمام چیزیں 2013ء سے پہلے یہ عام سی بات اور معمول کا حصہ سمجھے جانے

والے واقعات تھے۔2013ء کے بعد اُن کچھ لوگوں کو پابند کیا گیا اپنے گھروں تک اُن کو محدود کردیا گیا اپنے گھروں تک۔تو2013ء کے بعد ہم نے پورے اہل بلوچستان نے یہ دیکھا کہ یہ تمام واقعات تھم گئے۔ان تمام واقعات کو جیسے بریکیں لگ گئیں۔حالانکہ اِس پر کوئی گرفتاری نہیں ہوئی،صرف اُن کو پابند کیا گیا۔لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے کچھ مہینوں سے چار، چھ مہینوں سے وہی تمام لوگ دوبارہ۔(مداخلت) میڈم اسپیکر! آپ تھوڑا سا ہاؤس کو in-order کر دیں۔وزیرداخلہ صاحب میری گزارش ہے کہ وہ ذرہ توجہ سے سن لیں۔ہم اُن کی بہتری کیلئے ایک suggestion دینے جارہے ہیں۔تو میڈم اسپیکر! پچھلے کچھ چار، چھ مہینوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اُن تمام لوگوں کو جن کو 2013 کے بعد محدود کردیا گیا تھا اُن کے گھروں تک اُن کے علاقوں تک جس کی وجہ سے بلوچستان میں بلوچستان کے واقعات میں اُن تمام چیزوں میں بہتری آئی تھی۔پچھلے کچھ عرصے سے خصوصاًاس گورنمنٹ کے دوران وہ تمام لوگ پھر سے آزاد ہوگئے۔اُن تمام لوگوں کی activities پھر سے شروع ہوگئی۔اسی لئے آج سے کچھ مہینے پہلے مَیں نے اُس JIT رپورٹ کو، مجھے خدشہ تھا کہ یہ تمام چیزیں اب بلوچستان کا دوبارہ مقدر بننے جارہی ہے اسی لئے مَیں نے اُس JIT رپورٹ کواس ایوان کا حصہ بنایا اوراس ایوان کی پراپرٹی بنائی تاکہ کل ہم یہ ثابت کرسکیں کہ حالات کہاں سے خراب ہورہے ہیں اور کیوں خراب ہورہے ہیں؟ تو میڈم اسپیکر ہم نے یہ دیکھا کہ یہاں پرانتہائی ذمہ دارلوگ بڑے فخر کے ساتھ اُن JIT رپورٹس میں جن کا ذکر ہےاُن کے ساتھ سیلفیاں بناتے رہےاوراُن کے لئے دعوتیں کرتے رہےاوراُن کے ظہرانے اورعشائیہ کی دعوتوں میں شرکتیں ہوتی رہیں۔اور یہاں پر ہم نے دیکھا کہ ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ پھرشروع ہوا۔میڈم چیئر پرسن ! عبدالواحد رئیسانی یہ تمام جوحضرات کے شہادتوں کی ابھی ذکر کئے گئے یہاں پر۔وہ جان محمد گُرگناڑی کو وڈھ سے اغواء کیا گیا اُن اغواء کاروں کی تصاویراُن کی گاڑی آج بھی وہاں پرڈی سی صاحب کے custody میں ہے۔اُن کی تصاویر جو اغواء کرتے وقت کھینچی گئی تھیں، وہ بھی ہم نے ڈی سی صاحب کو دیئے۔ڈی سی صاحب نے خود مجھ سے فون پر بات کی ’’کہ ہم ایف آئی آر نہیں کرینگے کہ آج آپ لوگوں نے روڈ بند کیا ہے اگر ہم اُن کے خلاف کارروائی کرینگے اُنکے خلاف ایف آئی آر کرینگے تو کل وہ بھی روڈ بند کریگا‘‘۔تو میڈم اسپیکر! یہ کونسا دلیل ہے یہ کونسی منطق ہے کہ اگر میرے پاس چار آدمی ہے مَیں روڈ بند کرسکتا ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ مجھے licence to kill مل چکا ہے کیا مجھے یہ حق مل گیا ہے کہ مَیں روڈ پر کسی بھی عزت دار کسی بھی شریف آدمی کو اغواء کر کے چندروپوں کیلئے اُس کو اُٹھا کے بند کردواور سرکاری اتنی مجبور ہو مجھ پر ہاتھ ڈالنے پر کہ میرے ساتھ چار لوگ ہیں، وہ ڈر کے مارے ’’کہ جی کل میں روڈ بند کردونگا‘‘۔اگر اتنی بے بسی سرکار کی ہے تو پھر سرکار کا اللہ ہی

حافظ ہے ہم اس کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں جیسے ہم کشمیر کی آزادی کیلئے 70 سالوں سے دعا کر رہے ہیں۔جس طرح ہم انڈیا کو 70 سالوں سے بددعائیں دے رہے ہیں نہ کشمیر بیچارہ آزاد ہو پار ہا ہے اور نہ انڈیا کو کچھ ہو پا رہا ہے۔جس طرح اسرائیل کے لئے 70 سالوں سے ہم صرف بدعا اور فلسطینیوں کے لئے دعاؤں سے کام چلا رہے ہیں پھر تو ہم سب حجروں میں گھروں میں بیٹھ کر دعاؤں اور بددعاؤں کا ایک سلسلہ شروع کر دیں شاید اللہ پاک اس صوبے پر رحم کر دے۔تو میڈم اسپیکر میرا اس ایوان سے اور خصوصاً وزیرداخلہ صاحب سے یہ دست بستہ یہ request ہے کہ اُس JIT کی رپورٹ کو جو اس ایوان کا حصہ بن چکا ہے اُس کو تھوڑا سا سنجیدگی سے لیں۔اب میڈم اسپیکر! جیسے اُن لوگوں کو دوبارہ کوئٹہ میں اُن کے ٹھکانے بنائے گئے وہ دوبارہ اپنے ٹھکانوں میں آکے براجمان ہو گئے۔کوئٹہ شہر میں پھر سے ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔اب کل ہی کا واقعہ ہے جس پر آج میرا تحریک التواء بھی ہے جس کو آپ نے کلب کیا اس بحث کا حصہ بنایا۔کل میرے حلقے میں کلی شابو میں دن دیہاڑے حمام کی دوکان پر فائرنگ ہوتی ہے،ایک بندہ زخمی ہوتا ہے اور ایک بندہ اُس میں شہید ہو جاتا ہے۔اور یہی لوگ کلی شابو سے موٹر سائیکل پر نکلتے ہیں کلی عالمو پہنچتے عالمو چوک پر وہاں پر دوسرے نائی کے دوکان پر وہ حملہ کرتے ہیں اُس میں وہاں پر ایک شخص کو زخمی کرتے ہیں اور وہاں سے یہ موٹر سائیکل پر نکل کے بخیر وعافیت محفوظ انداز میں اپنے ٹھکانوں کو پہنچتے ہیں۔ہمارا ایگل اسکواڈ جس کا کام سریاب روڈ پر معصوم بچوں کو گولیوں سے تو چھلنی کرنا ہے تو یہاں پر ایگل اسکواڈ کہاں تھا؟۔چیک پوسٹیں ہیں ائیر پورٹ روڈ پر ایف سی ہے پولیس ہے، تھانے ہیں ایگل اسکواڈ ہے تو ایک دوکان پر واردات کر کے ایک شخص کو شہید کر کے یہ یہاں سے نکلتے ہیں عالمو چوک پر دوسرا attempt کرتے ہیں۔تو اس بیچ میں یہ کہاں تھے یہ فورسز۔سرینا ہوٹل میں اتنی اہم شخصیت کی موجودگی میں یہ سرینا ہمارے ساتھ ہیں ہم سب یہاں پر جو ایوان کے ممبرز معزز اراکین بیٹھے ہیں سب کا آنا جانا رہتا ہے۔دو تین جگہوں پر ہماری چیکنگ ہوتی ہے گاڑیوں کی اُسکے بعد جاکے ہم سرینا میں enter کر پاتے ہیں اپنے گاڑیوں کے ساتھ۔وہ گاڑی کیسے داخل ہوئی جس میں بارودی مواد تھا یہ خود اپنی جگہ ایک سوالیہ نشان ہے اُس کی رپورٹ آج دن تک نہیں آئی،اُس پر کیا انکوائری ہوئی۔اُس کی رپورٹ آج دن تک نہیں آئی۔اور اتنے اہم شخصیات چائنا جس کے ساتھ ہمارے سی پیک کے علاوہ اور بہت سارے معاہدات ہیں اور پاکستان کا ایک دوست ملک ہے،اُس سفارت کے لوگ اور Ambassador خود اُن کا اس سرینا میں لوگوں سے ملنے آرہے تھے۔اُس دن ہمارے اداروں کے انتہائی اہم عہدیداران اس کوئٹہ شہر میں موجود تھے۔ان تمام کو کیا message convey کیا گیا۔اُس کی انکوائری کرنا مقصود نہیں تھا کیا؟ آج دن تک وہ پتہ نہیں چلا کہ اس

واردات کے محرکات کیا تھے۔ یہ اس واردات میں سرینا میں دھماکہ کر کے وہ کونسا میسیج کوئی دینا چاہ رہا تھا۔ تو میڈم اچیئر پرسن! میری آپ سے اور آج recently اُنہیں میں جو JIT میں جن کا ذکر ہے سارونہ میں جو حالات خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے سارونہ میں لوگوں کو ایک جنگ وجدل وقتل غارت گری کی طرف لے جایا جارہا ہے ان کے خلاف ایف آئی آر نہیں ہو رہی سارونہ میں ایک ٹرک پر بھتے کے لئے اس پر فائرنگ کی گئی اور اس کے ڈرائیور کو شہید کیا گیا اس کی ایف آر ئی آج تک وہاں کی انتظامیہ کاٹنے کو تیار نہیں ہے طاہر لہڑی کو قتل کیا گیا ہے اس کی ایف آئی آر تک نہیں کٹ رہی ہے اب کل پرسوں کی بات ہے نال سے امان اللہ نامی ایک آدمی کو وہاں پر انتظامیہ نے رنگے ہاتھوں گرفتار کیا ہے اغواء کرتے ہوئے اس کو چھڑانے کے لئے وہاں پر اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی سی پر جو پریشر ڈالا جارہا ہے یہ بذات خود بہت سارے معاملات ہیں جو اس حکومت کو اس کی کارکردگی کو امن وامان کے حوالے سے انکی تمام کاوشوں کو ان کی تمام کوششوں کو ان تمام چیزوں کو مشکوک بناتے ہیں تو میں مختصراً تمام چیزوں کو چھوڑ کر میں یہ سمجھتا ہوں کو کہ اس JIT رپورٹ کو مہربانی کر کے آپ لوگ لے لیں اس میں جو ذمہ داران ہیں جن جن کے نام دیئے گئے ہیں وہ نام اختر لانگو نے قطعاً نہیں دیئے ہیں میں اس پر حلف بھی اٹھاؤں گا کہ وہ نام میرے طرف سے نہیں دیئے گئے ہیں اس JIT رپورٹ کے آخری پیج پر جو لوگ اس JIT میں موجود تھے اس میں ISI کا نمائندہ بیٹھا ہوا تھا اس کا نام بھی لسٹ میں درج ہے اور اس کے دستخط بھی موجود ہیں اس میں ایم آئی کا بندہ بیٹھا ہوا تھا اسکا نام بھی لکھا ہوا ہے اس کا دستخط بھی موجود ہے اس میں آپ کے CTD کا بندہ بیٹھا ہے نام اور دستخط موجود ہے اس میں سپیشل برانچ کا بندہ بیٹھا ہے اس کا نام اور دستخط موجود ہے آئی بی کا بندہ اس میں ہے اس کا نام اور دستخط موجود ہے میرے کہنے پر نہ صحیح اس ملک کے اداروں کے کہنے پر ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے اور بجائے ہم ان ذمہ داروں کے جن کے نام ان تمام اداروں نے درج کئے ہیں ان کے ساتھ سیلفیاں کھینچنے بجائے ان کے ساتھ عشائیے کرنے کے بجائے بیورکریسی اور حکومتی اراکین کے ان کے ساتھ دعوتیں اڑانے کے موج مستیاں کرنے کے ان کے خلاف کارروائی کرلیں بلوچستان کے حالات کسی حد تک نہیں بہت حد تک میں کہتا ہوں کہ نوے پچانوے فیصد ٹھیک ہو جائیں گے اب وہ تمام لوگ دوبارہ اپنے اس پرانی جو 2013 سے پہلے والی پوزیشن پر آنے کے لئے وہ active ہو گئے ہیں اور آہستہ آہستہ بلوچستان کو ایک دفعہ پھر آگ اور بارود اور خون میں نہلانے کے لئے اور اپنی تنخواہیں اور اپنی پوزیشن پانے کے لئے ان تمام حالات کو میں سمجھتا ہوں کہ دانستہ طور پر خراب کیا جارہا ہے اور ان تمام حالات کی پیش بینی یہی ہے کہ ان کو دوبارہ لگام دیا جائے اور وہ زورآور لوگ ہیں گرفتار نہیں ہو سکتے ہیں تو کم از کم ان کو انکے گھروں تک محدود

کر کے ہم بلوچستان کے لوگوں پر رحم کیا جائے۔ بہت شکریہ میڈم اچیئر پرسن!۔

میڈم چیئر مین: Thank you اختر حسین لانگو صاحب۔ جناب زاہد علی ریکی صاحب۔

جناب زاہد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم Thank you میڈم اچیئر پرسن! میرا تحریک التواء ہمارے جمعیت کے مولوی عبدالحئی صاحب کو شہید کیا 26 تاریخ کو دوسرے دن پولیس کے حوالدار نصیر احمد کو بھی شہید کیا ہے بہرحال پنجگور کے حالات میڈم اسپیکر صاحب خراب ہوتے جا رہے ہیں پنجگور نہیں پورے بلوچستان میں ہر جگہ میں آپ دیکھیں یہی ٹارگٹ کلنگ بندوں کو شہید کرنا بندوں کی لاشیں پھینکنا میڈم اچیئر پرسن! کچھ عرصہ ناگ میں بھی پروفیسر عبدالخالق ریکی صاحب کو شہید کیا گیا تربت میں برکت نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما ہیں قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے وہ بچ گئے اور چمن میں میڈم صاحبہ جمعیت نظریاتی کے ریلی میں سات بندے وہاں پر شہید کیئے گئے آخر کب تک لاشیں اٹھاتے رہیں یہ بلوچستان کا حال ہے کہ بلوچستان کے ہر ڈسٹرکٹ میں جائیں خون کے خون بہتے جا رہے ہیں بہرحال بلوچستان کے ذمہ دار کون ہیں ہماری گورنمنٹ بالکل ناکام ہوئی ہے کاش اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے وزراء کل سیکریٹریٹ میں ایسے بھاگ رہے تھے چیف سیکریٹری کے پاس کہ جلدی کریں ہمارے پی سی ون سائن کریں ہم اسلام آباد جا رہے ہیں دوسرے سیکریٹری کے پاس جا رہے تھے ہم اسلام آباد بھاگ رہے ہیں ہماری پی ایس ڈی پی آ رہی ہے Shame کی بات ہے میڈم صاحبہ وہ پی ایس ڈی پی کے لئے ایسے بھاگ رہے ہیں اسلام آباد میں آپ اس بلوچستان کی امن و امان کے بارے میں آپ علاقوں میں جاتے علاقے کے امن و امان کو برقرار رکھتے تو پھر آپ لوگ کہتے تھے کہ آپ لوگ وزیر ہیں آپ کو مراعات مل رہی ہیں بالکل نوشے جان ہے مگر یہ حال ہے میڈیم چیئر پرسن! یہ وزراء کا حال یہ گورنمنٹ کا حال ہے کہاں جائیں بغیر رونے کے کوئی اور سہارا نہیں ہے میں نے رات کو سوشل میڈیا میں دیکھا ہمارے محسن بلوچستان میر اسداللہ صاحب نے اپنے ڈی پی او کے خلاف پنجگور میں دیا تھا ایک منسٹر جو پنجگور کا ہے ڈی پی او اس کے کہنے پر نہیں ہے تو ظاہری بات ہے اس کا دل درد کرتا ہے پنجگور کی عوام اس کے بندے ہیں پھر وہ وہاں کے منسٹر ہیں ظاہری بات ہے اس نے ڈی پی او کے خلاف نہیں کہے گا اسی فورم میں یا سوشل میڈیا پر کہاں گئے ایک منسٹر اتنا بے بس ہے کہ اس کے حلقے میں ڈی پی او یا ڈی سی آپ بھیجتے ہیں وہ پوچھتے بھی نہیں ہیں پھر کہتے ہیں کہ لاشیں اٹھا رہے ہیں لاشیں اٹھا رہے ہیں اسی طرح نالائق آتے ہیں یہ نمائندے کو نہیں پوچھتے ہیں تو ظاہری بات ہے لاشیں اٹھائی جا رہی ہیں یہ حال میڈم چیئر پرسن! ہمارے ضیاء صاحب آپ ہمارے بھائی ہیں آپ ہمارے الحمد اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جرأت دی ہے اس بلوچستان میں ایک امید قائم کریں گے بلوچستان میں کچھ بھی نہیں دیں ضیاء جان

صاحب ہوم منسٹر صاحب امن آپ نے بحال کی آپ نے پورے بلوچستان کو ترقی دے دی یہ پی ایس ڈی پی اور یہ پُل اور یہ روڈیں خدارا یہ ترقی نہیں ہے امن وامان وہ باہر ملک میں جاتے ہیں امن وامان کے حوالے پر ہم پرسکون ہوتے ہیں خالی پی ایس ڈی پی نہیں ہے خالی بھاگ دوڑ نہیں ہے کاش یہ حالت دیکھیں کوئی نہیں کل پتہ نہیں جہاز میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں اسلام آباد سب چلے گئے ہیں ابھی صوبائی پی ایس ڈی پی آرہی ہے وہ بھی اسی طرح اپنے حلقوں میں ہمیں اپوزیشن کو نظر انداز کریں گے گے اسی طرح یہ پی ایس ڈی پی بھی اپنے نام پر کریں گے بابا یہ پی ایس ڈی پی بلوچستان کو دی آپ کو مبارک ہو مرکز کی بھی آپ کو مبارک ہو ہمارے لئے امن وامان برقرار رکھیں ہمیں بس ہے ہمیں کچھ بھی آپ لوگوں سے نہیں چاہیئے خدارا یہ بلوچستان کی عوام کے اوپر رحم کریں یہ بلوچستان کی عوام کہاں جائے باقی میڈم چیئر پرسن! منشیات دھڑا دھڑ جارہا ہے ساقی خانے چاہے دالبندین میں ہوں چاہے ماشکیل میں ہوں چاہے واشک اور پنجگور اور تربت میں ہوں منشیات کی گاڑیاں ایسی جارہی ہیں دن میں بیس تیس لینڈ کروزر منشیات کے جارہے ہیں یہ کہاں ہیں اس پر کام کیوں نہیں ہورہا ہے ژوب سے لیکر پتہ یہ نہیں یہ تربت سے پتہ نہیں کہاں کہاں جاتے ہیں اسکی روک تھام کریں یہ عوام یہ مظلوم عوام یہ سٹوڈنٹ یہ نوجوان سارے منشیات میں تباہ ہیں یہ منشیات ایک ایسی لعنتی چیز ہے کہ یہ اس ملک کو اس سرزمین کو تباہ کرنے والے چیز ہے میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں باقی وزراء بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں بہرحال یہ جتنے قتل ہوئے ہمارے ہوم منسٹر صاحب ضیاء صاحب ان قاتلوں کو گرفتار کریں اس بلوچستان کے امن وامان کو پہلے سے امن وامان خراب ہے برائے مہربانی یہ امن وامان میں دلچسپی لیں خالی ضیاء جان یہ آپ کی ذمہ داری نہیں ہے آپکے کیبنٹ میں جتنے وزراء ہیں بشمول وزیراعلیٰ بلوچستان صاحب کہ اس بلوچستان کو کچھ نہیں دیں اس بلوچستان میں امن وامان بحال کریں تو بلوچستان آگے جائے گا ترقی کرے گا ورنہ بلوچستان کی یہ حالت رہی یہ صورتحال رہی یہ بلوچستان ہمارے ہاتھوں سے جائے گی پھر بعد میں پشیمانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہائے ہم نے پہلے امن ومان میں کیوں دلچسپی نہیں لی ہے ہم کیوں اس کی روک تھام نہیں کی یہ میری بات ہے Thank you میڈم اسپیکر صاحبہ۔

وزیر محکمہ سوشل ویلفیئر: Thank you Madam Chairperson.، آج دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس اہم مسئلے پر جہاں انسانی زندگی کا مسئلہ ہے اِن کرسیوں کو مَیں دیکھ کر مجھے کافی دُکھ ہوا ہے۔ اپوزیشن side میں ہوں یا ہمارے treasury کے benches کے side پر ہوں۔ ریاستیں جو بنتی ہیں اُن کے کچھ بنیادی اصول ہیں، عوام کے تحفظ، عوام کو روزگار دینا، اُن کی development، اور role ایک

اسمبلی کا ہوتا ہے، عدلیہ کا اپنا ایک کردار ہوتا ہے، میڈیا کا اپنا کردار ہوتا ہے، اگر IG Police زحمت کر کے یہاں نہیں آسکتے ہیں، وہ بڑے لوگ ہیں، grade 21 کے ہیں۔ لیکن اِس فورم پر بیٹھے ہوئے یہ وہ لوگ ہیں جو بلوچستان کے ایک کروڑ 23 لاکھ لوگوں کے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، جو IG Police, Inspector General of Police مگران ایک کروڑ 23 لاکھ کی آواز کو سُننے کے لیے تیار نہیں ہیں، اسلام آباد کے اِس تحفے کو جام صاحب surrender کریں وہ واپس جائے، ہمیں اِس کی ضرورت نہیں ہے۔ مَیں یہی سمجھتا ہوں کہ جب ہم اسمبلی میں بولتے ہیں، اظہار خیال کرتے ہیں اُس درد کا جہاں سے مائیں رو رہی ہیں۔ اُن ماؤں کی آواز I G Police کے کانوں میں نہیں گونجتی ہیں لیکن بلوچستان کے ہر پہاڑ، ہر میدان میں وہ آواز گونج رہی ہیں۔ یہ مکافاتِ عمل ہیں، ایسا نہ ہو کہ روزانہ بلوچستان کے عوام، اُن کی ماں، اُن کی بہنیں، اُنکے بھائی صرف روئیں۔ ماں تو تیاری کر رہی تھی فیضان کی شادی کی، اُس کی ماں کی اُمیدیں یہی تھی، اُن کے لیے تو کپڑے سلوا رہے تھے۔ جس بندوق کی گولی سے اُس کے سینے کو چھلنی کیا گیا وہ ہمارے ٹیکسوں سے ہیں، یہ بندوق فیضان کی حفاظت کے لیے اُن کو دی گئی تھیں، نہ کہ اِس لیے کہ پنجاب سے کوئی آئے اور یہاں لوگوں کو دن دیہاڑے شہید کرے۔ اِس کا بوجھ ہم نہیں اُٹھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ تسلسل جو جاری ہے اِس تسلسل کو روکنا چاہیے۔ بلوچستان کسی کی کالونی نہیں ہے، بلوچستان نو آبادیات نہیں ہے، بند کرو یہ طرزِ حکمرانی کالونی ازم کا، ہمیں انصاف چاہیے۔ جس کرسی پر میڈم چیئرپرسن آپ بیٹھی ہوئی ہیں اِس کرسی سے ہمیں انصاف چاہیے، Chief Justice of Pakistan سے ہمیں انصاف چاہیے۔ Chief Justice of Balochistan سے ہمیں انصاف چاہیے، IG Police سے نہیں کیونکہ اُس کے کان بند ہیں روئی ڈالی ہوئی ہے اُس میں۔ پنجگور میں ایک ہی ہفتے میں سات قتل ہوئے ہیں۔ عالم دین، پولیس والے، عام شہری، اِس کے ساتھ زمباد گاڑی، بیس زمباد گاڑیوں میں وہاں سے gun point پر اُٹھا کر لے گئے ہیں۔ تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو DPO اُنھوں نے وہاں بھیجا ہے اپنا تحفہ وہاں بھیجا ہے، میری recommendation سے نہیں، جب اُنھوں نے اِس کو transfer کیا اُس وقت مَیں نے اعتراض کیا کہ غلط بندہ ہے اِس کو نہیں بھیجو۔ لیکن وہ بادشاہ ہیں کیونکہ یہ تو کالونی ہے اِس کے orders تو وہاں سے ہوتے ہیں اسلام آباد سے ہوتے ہیں۔ اور اسلام آباد میں اگر ایک کُتا بھی مرے پورا میڈیا، اخبار، صحافی اُس پر لگا تار ایک دو تین گھنٹے میں کہ ایک بڑی شخصیت کا کُتا مر گیا ہے۔ اور ہم لاشیں اُٹھاتے جائیں، ایسا نہ ہو کہ ایک دن ایسا ہو گا کہ جب ہمارے، ہم رو رو کر تھک جائیں گے پھر اِس کے اثرات یہ ہوں گے کہ ایک دن اسلام آباد والے روئیں گے اور ہم بھی بیٹھ کر ایسا

نظارہ دیکھیں گے۔ وہ دن آئے گا، یہ سلسلہ جو چل رہا ہے وہ ہم نے شروع نہیں کیا ہے، جن لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے بند اُنھی نے کرنا ہے۔ میڈم چیئر پرسن جہاں عدل ہوتا ہے، وہاں ملک بھی ترقی کرتے ہیں صوبے بھی ترقی کرتے ہیں، لوگ سوچتے ہیں، ہمارے اِس چھوٹوں کو پڑھنے دو، جن کے باپ اور بھائی مزدوری کر کے دُبئی اور مسقط سے پیسے بھیج رہے ہیں جب وہ یونیورسٹی میں پڑھ کر آخری ٹائم پر اُن کی اُمیدیں یہی ہیں کہ کہاں یہ بہتر سے بہتر جاب دیکھیں گے۔ لیکن اُن کے تو ہاتھوں میں تو اُس بیٹے کی لاش ہوگی۔ اِس لیے کہ ہمیں ایک انسان بلوچستان والوں کو یہ نہیں سمجھ رہے ہیں، بلوچستان کے ریکوڈک کی اہمیت ہے، لیکن ہمارے لیے نہیں۔ CPEC اور گوادر کی اہمیت ہے لیکن ہمارے لیے نہیں۔

(خاموشی۔ اُذان عشاء)

وزیر محکمہ سوشل ویلفیئر: جہاں کچھ ایسا واقعہ ہوتا ہے جو دل خراش ہوتا ہے، مَیں ایک واقعہ کا ذکر کروں، امن وامان اور اُس قوموں کے عدل کی وجہ سے second world war میں جب جرمنی کی فوجیں برطانیہ کے بالکل آس پاس تھی تو چرچل اُس بادشاہت کا سربراہی اور برطانیہ فرنگی دُنیا کی سربراہی کر رہا تھا۔ اُس کے خانساماں جلدی سے دوڑتے ہوئے آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ چرچل صاحب نکل گئے اُس زمانے میں، کہا کیا بات ہے، اُنھوں نے کہا کہ جرمنی کی فوجیں نزدیک تک پہنچ گئی ہیں۔ اُس نے اپنے خانساماں کو جو وہاں کام کر رہا تھا۔ میڈم چیئر پرسن اُنھوں نے ایک سوال کیا اپنے خانساماں سے کہ برطانیہ میں عدالتیں ہیں، برطانیہ میں انصاف مل رہا ہے لوگوں کو، اُنھوں نے کہا جی مل رہا ہے، پھر وہ اپنے کمرے میں گیا اور دو الفاظ کہے ''کہ جب تک ہماری عدالتیں ہمیں انصاف دیں گی جب تک جمہوریت مضبوط ہے اور قانون ہے تو برطانیہ کو کچھ نہیں ہو گا''۔ آج اِس ملک کو ہم کہاں لے جا رہے ہیں۔ بھیک مانگ کے تو یہ تھکتے تو نہیں ہیں۔ لیکن اُس بھیک کے پیسوں کی ہمیں اگر ضرورت ہے نہیں ہے وہ ہمیں دیتے بھی نہیں ہیں لیکن اُن کو یہ حق نہیں ہے کہ جس نے ٹیکسوں سے وہی بندوقیں خریدتے ہیں وہ ہمارے نوجوانوں کے سینے پر اِستعمال کریں۔ 30 ارب تیس ارب کا police کا یہاں بجٹ ہے، چالیس سے پچاس ہزار یہاں پولیس کی نفری ہیں۔ ایک زمانہ تھا انگریزوں کے زمانے اُن کے چالیس، پچاس force تھے اور دس، بیس اُنکے گھوڑے تھے، جہاں کہیں کوئی ایسا واقع ہوتا تو ایک مہینے دو مہینے جہاں کہاں اُسکو پکڑ کے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔ ہم جنتی معاشرے میں نہیں ہیں۔ یہاں چوریاں ڈکیتیاں، یہاں قتل ہوتے ہیں لیکن recovery بھی ہوناں دوسری جانب سے۔ امریکہ میں ایک ہمارے بلوچستان کا ایمل کاسی امریکہ میں کوئی واقعہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے لوگوں کو انصاف دکھانے

اور دُنیا کو دکھانے کی خاطر ایمل کو KPK کے ہوٹل سے اُٹھا کے پھر امریکا میں لیکر اُس کو واضح کر کے قتل کیا جاتا ہے'' کہ میں نے اپنے لوگوں کو انصاف دیا''۔ لیکن یہاں کیا ہوا؟ Raymond Davis نے اپنے کتاب میں کیا لکھا ہے؟ جو دانشور ہیں وہ اُس کو پڑھ رہے ہیں، اُس میں کیا لکھا ہے اُس نے؟۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اِنصاف کے تقاضے اگر یہاں پورا نہیں ہوں گے تو یہاں anarchy پیدا ہوگی۔ ہر گلی میں آواز اُٹھائیں گے۔ یہاں کے چھوٹے بچوں میں اب شعور پیدا ہوگئی ہے۔ اچھے اور بُرے کی پہچان بھی ہیں۔ اِس سلسلے کو بند ہونا چاہیے۔ جہاں کہیں یہ نرسری بن رہی ہے اِس نرسری کے دُکان کو ابھی وہ بند کریں۔ ہماری تو بدبختی یہ ہیں کہ جو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ ہم پشتون بلوچ اِتفاق نہیں ہے۔ اگر ہم یہاں اتفاق میں ہوتے کسی کو یہ جُرات نہیں ہوتی کہ وہ ہمارے خلاف کوئی سازش کرتا ابھی وقت آ گیا ہے کہ پشتون بلوچ settlers، ہزارہ بلوچستان کی وسیع تر مفاد میں one agenda پر ایک ہوجائیں۔ تو اِس کا یہی ایک ہی حل ہے، جہاں تک ہم یہاں بولتے رہیں، وقتاً فوقتاً ہم آ کے اپنی آواز چیخیں، سننے والا کوئی نہیں ہے لیکن آج میڈیا کے دوست جو اوپر گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں اُن کی بڑی مہربانی کی وہ بھی بیٹھے ہوئیں ہیں چلے نہیں گئے ہیں اُن کی توسط سے اِسلام آباد کے حکمرانوں اور عمران خان صاحب جو وزیرِاعظم ہیں جنہوں نے اِس آئی جی پولیس کے order کئے ہیں اِن کو فوری طور پر اِس تحفہ کو وہاں کے فیصل آباد، کسی جگہ تختِ لاہور پر اُنکے order کریں ہمیں اِن کی ضرورت نہیں ہے۔ جن حالات یہ آ گئے ہیں کہ ہم بجٹ پر بحث کریں؟ اپنی ترقیاتی پروگراموں پر بحث کریں۔ ہر آئے دن جونہی اسمبلی کے session ہوتے ہیں کہیں اپوزیشن کی جانب سے کہیں treasury benches کی جانب سے کہیں چمن، کہیں لورالائی، کہیں تربت، کہیں مستونگ ہم امن وامان کے حوالے کے ایک نوجوان مر گیا، کسی کو اغواء کیا گیا، کہیں سریاب سے کوئی بندہ اُٹھا کے لے گئے ہیں۔ اِس مسئلے کا سب سے بڑا مجرم یہاں کے MPA تو بیٹھے ہوئے ہیں یہ تو نہیں ہیں۔ جن لوگوں نے یہاں اُنہوں نے ووٹ کر کے یہاں بھیجے ہیں میرے لیے یہ اسمبلی کے ہر ممبر قابل احترام ہے۔۔۔ (اِس مرحلہ میں اراکین نے ڈیسک بجائے)۔ مَیں جتنا اِن لوگوں کے بیٹھے ہوئے اِن لوگوں کی عزت کرتا ہوں مَیں کسی بیوروکریٹ کی وہ عزت نہیں کر سکتا۔ اور یہاں ایک منطق ہے عجیب وغریب منطق ہے کہ جو treasury میں ہوگا اُس کے علاقے میں لوگوں کو ماریں، قتل بھی ہوں ڈاکے بھی ہوں پھر وہ چپ رہے کیوں کی وہ treasury میں ہے، BNP Awami سچ اور حق کا ساتھی ہے جہاں کہیں یہاں ہم نقص دیکھتے ہیں ہم اُنکی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ مَیں اپنے عوام کو چند اسکیموں کے خاطر بھول نہیں جاتا ہوں، اُن کی قوت اُن کی طاقت اُن کی وزن، اُن کی

weight زیادہ ہے اِس چند اسکیموں کے خاطر۔ مجھے وہاں زندگی گزارنا ہے اُن کے ساتھ ہی قبرستان، اُنکے مسجد، اُن کے گلیوں میں اُدھر ہی زندگی گزارنا ہے، اسی لیے جہاں عالم دین کو مارا جاتا ہے، مجھے دُکھ ہوتی ہے۔ یہ 48 گھنٹے کے اندر اندر آئی جی پولیس اپنی ٹیم کے ساتھ جہاں کہیں چمن میں جہاں کہیں پنجگور میں واقعہ ہوئی ہیں اُن کو گرفتار کریں۔ اگر گرفتار نہیں کرسکتی ہے تو BNP عوامی پورے بلوچستان میں اِس آئی جی پولیس کے خلاف تحریک چلائے گی۔ یہاں یہ غلط فہمی میں، ابھی 2021 ہے کوئی اِس غلط فہمی میں نہ رہے کہ یہاں کے لوگوں میں بھی ابھی سمجھ نہیں ہے۔ educated ہیں لوگ۔ ہم اپنے لوگوں تحفظ کیلئے یہاں آئے ہوئے ہیں اور تحفظ ہمیں اِس ملک کے آئین نے بہت کچھ الفاظوں میں دیا ہے۔ اگر اس آئین کی پابندی اِدارے نہیں کرتے تو ہم آزاد ہیں۔ یہ اُنکو ہی کرنا چاہیے پہلے، یہ کون سے سپاہی کی تربیت ہوئی ہے جو ایک روڈ پر جا کے ایک معصوم کو مارے کس نے اِس کی تربیت کی ہے؟ اختر لانگو نے کی ہے اس کی تربیت میں نے کی ہے اِس کی تربیت؟ جن اِداروں نے اِس کی تربیت کی ہے اُنہوں نے غلط کیا ہے، اور اُنکے دماغوں میں پتہ ہی نہیں اُنہوں نے کیا بیٹھایا ہے، اِس لئے یہ بندوق اُٹھانے والوں کو ہم کہتے ہیں ہمارے لوگوں کی عزت کرو اُن کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آؤ اُن کی بے عزتی ہم برداشت نہیں کریں گے چاہے جس شکل میں ہوں۔ میرا چھوٹا بھائی بیٹھا ہوا ہے اُمید ہے یہ جواب دیں گے لیکن مَیں نے اِن کو بھی کہا تھا وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی کہا تھا میں نے، پنجگور کے حالات واقعات کے حوالے سے، عملدرآمد کچھ نہیں ہوئیں ہیں لیکن میں نے ہمیشہ ہی دیکھا ہے کہ اگر اِس ملک میں جمہوریت ہے تو ایک بلوچستانی کو پنجاب کا آئی جی بھی ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر اِس ملک میں جمہوریت ہے تو بلوچستانی کو ہم پنجاب کا چیف سیکرٹری بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ تسلسل نہیں ہے تو یہ کالونی اگر اُنہوں نے بنایا ہے یہ کالونی کا طرزِ حکمرانی کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ ہم اِس کے خلاف جہاد کرتے ہیں سیاسی طور پر اخلاقی طور پر seminar کرتے ہیں ورکشاپ کرتے ہیں لوگوں میں آگاہی پیدا کرتے ہیں کہ بلوچستان کے عوام ایک ہو کے اپنی بنیادی fundamental rights جو ہیں اُنکی پہچان کریں اور آگے بڑھیں اور یہ قتل وخون کا جو یہ سلسلہ ہے یہ بند کریں۔ آخر میں مَیں اُس سوچ کو مسترد کرکے ہمیشہ اُس سوچ کے خلاف مرگ پر وہ سوچ جو یہاں کے بلوچستان کے عوام کو آپس میں لڑایا جارہا ہے، قبائلوں کو نہیں لڑاو میں نہیں مارو ہم بہت دُکھی ہیں یہ دُکھ کا سہارا ہو کے کہیں یہ ڈیم ٹوٹ جائے گی جب یہ ڈیم ٹوٹے گی۔ تو ہاتھ میں یہ بندوق اُنکے سامنے کچھ نہیں ہوگی۔ دُنیا کی تاریخ کو پڑھو اُن سے سبق حاصل کرو اس لیے میں زیادہ وقت نہیں لونگا شاید میری باتیں کچھ لوگوں کو ہضم نہ ہو لیکن میری ذمہ داری ہے قومی اور اخلاقی کہ میں وہ باتیں یہاں کہوں اور اپنے عوام کو یہ مطمئن کرسکوں کہ آپ

لوگوں نے جو مجھے مینڈیٹ دیا ہے آپ کی آواز بن کے ہر جگہ میں آواز کو بلند کرتا رہوں گا اس آواز کو بہت سے دفعہ خاموش کرنے کی کوشش کی گئیں میرے گاڑی پر بلاسٹنگ ہوئی 2013ء میں میرے گھر پر راکٹ فائر کی گئیں۔اس دفعہ پھر دو تین مہینے پہلے میری گاڑی اگر بلٹ پروف نہ ہوتا تو شاید میں آپ کے سامنے نہ ہوتا۔لیکن میں اپنی فکر اپنی سوچ جدوجہد سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہر آئے دن جب میں اپنی آنکھیں کھولوں اس سرزمین کے غریب ولاچاروں کو میں بھول نہیں سکتا ہوں۔اُن کی خدمت treasury benches میں بیٹھوں یا اپوزیشن میں بیٹھوں جہاں کہیں ہوں اُن کی خدمت میری قومی اور اخلاقی فرض ہے۔ Thank you madam۔

میڈم چیئرپرسن: thank you جناب اسد بلوچ صاحب۔جی ملک سکندر صاحب!

قائد حزب اختلاف: thank you۔کون سی چیئرپرسن ہوگی کہ آج تین تحاریک التواء صرف امن وامان سے متعلق کلب کر کے جناب نے سننے کا رولنگ دیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ دستور 1973ء کا یہ demand کرتا ہے کہ عوام کے ساتھ کیا برتاؤ ہونا چاہیے، آئین کے Article-3 اور Article-4 اور 8 سے 28 تک fundamental rights سے متعلق ہیں جو معاشرے کے ہر فرد کا بنیادی حق ہے۔اور State کی ذمہ داری ہے کہ اُس بنیادی حق کو secure کریں۔اور اُس کو تحفظ دینے کو ensure کریں۔ اس میں چونکہ وقت بہت گزر گیا ہے۔Article wise میں نہیں جاؤں گا اور نہ امن وامان سے متعلق سیاسی معاملات یا ظلم وجبر کی داستان بیان کروں گا کیوں کہ اُس میں time بہت لگے گا۔ایک Article 9 ہے "فرد کا تحفظ، security of person"، یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کے 22 کروڑ اور بلوچستان کے 1 کروڑ 23 لاکھ افراد کی جان ومال، عزت وآبرو کی مکمل تحفظ کریں۔ جو بھی Stakeholders، جس بھی capacity میں وہ فرائض انجام دے رہے ہیں وہ اس آئین کے پابند ہیں۔ اس آئین کی بالادستی کے پابند ہیں۔اس آئین پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔تو میری پہلی گزارش یہ ہوگی میڈم چیئرپرسن! کہ بنیادی جو حقوق ہیں آئین کے وہ Articles جو میں نے جناب کے سامنے بیان کیے، اُن پر عملدرآمد یقینی ہو،تو لوگوں کی جان ومال کو تحفظ حاصل ہوگا۔اب یہاں واقعات اگر بیان کیے جائیں تو بہت زیادہ ہیں، جو ساتھیوں نے بیان کیے ہیں۔مولانا عبدالحئی صاحب جس کے بارے میں میرے بھائی اسد بلوچ صاحب نے پوری تفصیل بتا دیں ہمارے پارٹی کے وہ ضلعی نائب امیر تھے،نوجوان تھے، انتہائی فعال انسان تھے،متحرک انسان تھے۔لیکن جس بیدردی سے اُنہیں شہید کیا گیا وہ الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔اللہ پاک اُن کی

شہادت کو قبول کرے۔ اسی طرح چمن کا جو واقعہ ہے وہ بھی دلخراش ہے۔ یہ تو ایسی زِبانی اخبار میں بھی لکھ دیا جاتا ہے، اتنے شہید اور اتنے زخمی۔ جسے لوگ بھی روانی میں پڑھ لیتے ہیں۔لیکن میڈم چیئر پرسن! اُس گھر سے پوچھا جائے جس کا لاڈلا بیدردی سے اُن سے چھینا گیا ہو۔ظلم اور بربریت کا بازار گرم کیا گیا ہو۔اور اُس کے بعد اتنی سردمہری اور بے حسی ہو کہ کسی کو بھی اُس کا پُرسان حال نہ ہوں، یہ اُس سے زیادہ بدتر ہے۔اسی طرح اختر حسین صاحب نے آج کی اپنی تحریک التواء میں بے بس اور مجبور حجام کو گولیوں کا نشانہ بنانے پر جو تحریک التواء پیش کی ہے وہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ جو بالکل بے بس ولا چار شخص ہو۔اور اُس کو گولیوں کا نشانہ بنایا جائے۔اس کی کتنی مذمت کی جائے میں تو کہتا ہوں کہ جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ یہ جو سرینا ہوٹل کا واقعہ ہے یہ ان تمام واقعات سے اس لیے زیادہ سوچنے کے لیے ہیں کہ جہاں foreign سے لوگ آتے ہیں تو بھی سرینا کو اپنے لیے محفوظ سمجھتے ہیں۔ ہمارے فیڈرل منسٹرز جو آتے ہیں فیڈرل سیکرٹریز جو آتے ہیں، بڑے بڑے لوگ بلوچستان میں آتے ہیں تو نہ ہمارے MPA Hostel میں ٹھہرتے ہیں نہ ہمارے کسی دوسرے گیسٹ ہاؤس میں جو ہم نے اپنے مہمانوں کے لیے فیڈرل لاج ہے یا کہیں اور ہے، وہاں نہیں ٹھہرتے۔ وہ سرینا میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں لیکن سرینا کو بھی ساری دُنیا میں غیر محفوظ جگہ بنادی گئی۔ یہ تو بلوچستان نہیں فیڈرل گورنمنٹ کی سوچ کی بات ہے بلوچستان والوں کی تو اپنی جگہ پر سوچ ہونی چاہیے تھی لیکن اس کے بارے میں اب تک بلوچستان والے تو خاموش ہیں۔لیکن یہ فیڈرل گورنمنٹ کی بھی بہت بڑی اُس میں سُبکی ہوئی ہے کہ اُن کا ایک ریڈ زون میں واقع ایک ایسا بلڈنگ جس پر وہ اپنے آپ کو اور اپنے لوگوں کو even امریکا یا باہر کی دُنیا سے جو لوگ آتے ہیں وہ بھی سرینا میں ٹھہرتے ہیں۔تو وہ بھی اب محفوظ نہیں رہا۔تو ہمارے جو دیہی علاقے ہیں، اُن میں رہنے والوں کا تو پھر خدا ہی حافظ۔تو میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان یقیناً سب سے زیادہ ترجیح دینے کے قابل ہے۔اور یہ جو ذمہ داری ہے جو بھی Stakeholder ہیں، جہاں بھی ہے جس عہدے پر بھی ہیں جس محکمہ میں بھی ہے اگر law and order کا تعلق اُس سے ہیں، اُس کی آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ دری بنتی ہے کہ وہ بلوچستان کے لوگوں کی جان ومال کا تحفظ کرے۔ بہت شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن: thank you ملک سکندر صاحب۔محمد اکبر مینگل صاحب!۔

میر محمد اکبر مینگل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔thank you میڈم چیئر پرسن! آج اسمبلی کے فلور پر ایک ہی طرح کے تین تحاریک التوا امن وامان کے حوالے سے آئے ہیں۔ یقیناً دنیا بھر بلوچستان کے حوالے سے جو خبریں جاتی ہیں وہ یہی ہوتی ہے کہ یہاں پر بم دھماکہ ہوا یہاں پر ٹارگٹ کلنگ ہوئی یہاں پر قتل عام ہوا ،انہیں

واقعات کی وجہ سے ہم جانے جاتے ہیں۔اور جان بوجھ کر بلوچستان میں اپنے لوگوں کا کوئی حل نہیں رہا ایک ماحول پیدا کیا گیا ہے۔کہ اس صوبے میں یہاں کے لوگوں کو اسی چیز میں مبتلا کیا جائے۔تا کہ وہ اس سے آگے سوچ نہیں سکے اُن کی ریکوڈک پر قبضہ کیا جا سکے اُن کے سیندک کو قبضہ کیا جا سکے اُن کے ساحل وسائل پر قبضہ کیا جا سکے۔اُن کے سوچ اُن کی فکر اُن کے وسائل تک نہیں پہنچ سکے۔وہ پوری زندگی آہ وزار میں گزاریں چیخنے چلانے گزاریں۔آج جیسے میرے ساتھی اسد بلوچ کی شکل میں یا اختر حسین کی شکل میں اپنے سرزمین کا وہ حق ادا کردیا۔جو ذمہ داری اُن کے لوگوں نے اُن کو سونپی تھی۔میڈم میں سمجھتا ہوں اس وقت بلوچستان کے امن امان پر 70 ارب روپے خرچ کررہے ہیں۔چاہیئے تو یہ تھا کہ 70 ارب ہمارے اُن بچوں پر خرچ ہوتا جو اسکول نہیں جا رہے ہیں جہاں اسکولیں نہیں ہے اس وقت ابھی ایک UNDP کا ایک research آیا جس میں تقریباً 35 سے 45 فیصد بلوچستان کے بچے اسکول نہیں جاتے اسکول کیوں نہیں جاتے ہیں اس لیے نہیں جاتے ہیں غربت کی وجہ سے اس لیے نہیں جاتے کہ وہاں پر اسکول ہی نہیں ہے پرائمری اسکول ہے تو مڈل اسکول نہیں ہے بیس، پچیس کلومیٹر تک کہیں پر مڈل ہے تو ہائی اسکول نہیں ہے یہ 70 ارب میں سمجھتا ہوں بلوچستان کے صحت پر خرچ ہونے چاہیئے تھے۔آج یہاں صحت پر ہمارے دن گزر گئے صحت پر بحث کرتے ہوئے ہمارے ہسپتال کھنڈرات کا منظر پیش کررہے ہیں۔دوائیوں کی کمی ہے ڈاکٹروں کی کمی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ سارے پیسے وہاں پر خرچ ہوتے۔لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارا حاکم جو اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اُنہوں نے پالیسیاں اسی مرتب کی ہوئی ہیں۔کہ جو پیسہ وہ ہمیں خیرات کے طور پر دینگے وہ اسی طرح واپس امن امان کے نام پر اُن کے پاس جائینگے۔اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے پیٹ کاٹ کر جو ٹیکس کی شکل میں ہمیں پیسہ دیتے ہیں دوسرے مد میں ہمارا پیسہ جاتا ہے اُس سے جو 70 ارب law and forces agencies کو جاتا ہے جو بارود خریدی جاتی ہیں جو گولیاں خریدی جاتی ہیں۔ان نوجوان کی تحفظ کے لیے ان لوگوں کی تحفظ کے لیے وہ اُن کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔چاہیئے تو یہ تھا کہ دہشت گردوں کے خلاف ہوتا لیکن دہشت گردوں کو کوئٹہ میں کھلے عام چھوڑ دیا گیا ہے۔میڈم وہ جو لوگوں کی قتل عام میں ملوث تھے جن کے ہاتھوں سے اجتماعی قبریں ہیں توتک میں جن کے ہاتھیوں سے صفورہ کا واقعہ پیش آیا، جن کے ہاتھیوں سے شاہ نورانی کا واقعہ پیش آیا، جیکب آباد اور شکار پور کا واقعہ پیش آیا جن کے ہاتھیوں سے وکلاء کا جو کوئٹہ کا واقعہ پیش آیا۔میڈم ان واقعات کی ذکر کررہا ہوں ان واقعات میں ایک آدمی قتل نہیں ہوا ان میں 50 آدمی قتل ہوئے ہونگے 80 آدمی قتل ہوئے ہونگے۔لیکن وہ آج ان تمام واقعات کا ذمہ دار کوئٹہ میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ ہمارے بہت سے یہاں پر

selected لوگ میں elected نہیں کہوں گا selected لوگ اُن کو باقاعدہ کہا جاتا ہے کہ جائے موصوف کے ساتھ دعوت نوش فرماتے ہیں، سیلفیاں بنائیں اور اُس کی پارٹی کو جو پہلے مشرف کے دور میں اُن کی پارٹی کو دفاعی تنظیم کے نام پہچانا جاتا تھا۔ مسلح دفاعی تنظیم اُن کو کھلی چھوٹ دی ہوئی تھی۔ کہ آپ بلوچستان میں جو اچھے اچھے ڈاکٹر ہیں اُن کا قتل عام کریں، جو اچھے اچھے teacher ہیں پروفیسرز ہیں لیکچرز ہیں اُن کا قتل عام کریں آپ پولیس آفیسرز کا قتل عام کریں، جو سیاسی ورکرز زیادہ active ہے اُن کا قتل عام کریں۔ میڈم میں سمجھتا ہوں کہ آج پھر وہی حالات دوبارہ لائے جارہے ہیں۔ میرے اپنے حلقے میں اس وقت گندم کی کاٹی کا سیزن ہے بھوسے کی گاڑی کی کیا حیثیت ہے آج بوسے کی گاڑیوں پر فائرنگ کیا جاتا ہے کہ بھتہ دو ہمیں یہی death squad کررہے ہیں آج پتھر کی گاڑیوں پر غریب مزدور مزدوری کرتے ہیں اُن پر فائرنگ کی جاتی ہے ماما طاہر لہڑی نامی شخص غریب آدمی جو اپنا گزر بسر اس گاڑی کو چلا کر کیا کرتا تھا اپنے بچوں کو پالتے تھے شہید ہو گیا اُسکا بیٹا نوجوان اُس کے ساتھ تھا آپ یقین کریں اُس کو میں نے خود دیکھا میرے پاس آئے وہ اپنی ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔ اب اُس گھر میں کوئی نرینہ اولاد نہیں جو اُس کو پال سکے اُس کے گھر کو چلا سکے۔ اس طرح کی پالیسیاں اس ملک کو چلانا ہے یا بگاڑنا ہے سمجھ میں نہیں آرہا ہے یہ جو ادارے یہاں پر کررہے ہیں۔ جنہیں ہمارے غریب عوام کا جو پیٹ کاٹ کر جو پیسہ DC کرنل کو جاتا ہے کہ وہ ملک کو چلائیں اُن کی پالیسیاں یہی ہیں۔ اگر اُن کی پالیسیاں یہی ہیں تو اسد بلوچ والی وہ بات کہوں گا اب بلوچستان میں رہنے والے وہ باسی چاہئے بلوچ کی شکل میں ہے چاہئے پشتون کی شکل میں ہے ہزارہ کی شکل میں ہے ہمیں ایک ہونا پڑے گا ظلم کے خلاف ناانصافی کے خلاف کہتے ہیں کفر کا حکومت چل سکتا ہے لیکن انصافی کا حکومت نہیں چل سکتا۔ اگر اس طرح کیا گیا اور ہمارے نوجوانوں کو ہمارے سامنے قتل کیا گیا ایسا کون سا دن گزرتا ہے کہ جہاں یہ خبر نہیں آتی ہے کہ کسی نوجوان کے لاش کو پھینک گیا، ایسا کونسا علاقہ ہے بلوچستان میں جہاں پر یہ خبر نہیں آتی کسی نوجوان نہ اٹھایا گیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں اب بھی وقت ہے اُن قوتوں کے لیے اُن اداروں کے لیے آج اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں جن کو یہاں کی فضا راس نہیں آتی، جو یہاں لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں اُن کو احساس تک نہیں ہے اگر اس طرح کے حالات یہاں رہتے ہیں۔ آج ہمارے علاقے میں ان ہی ٹارگٹ کلرز جن کو باقاعدہ کارڈ تقسیم کیا جاتا ہے ۔ باقاعدہ وہ ہر جگہ پر فائرنگ کرتے ہیں پتھروں کی گاڑی پر بھوسے کی گاڑی پر ابھی جوزمباد کی تین گاڑیاں وہاں میرے علاقے میں اسی death squad کے کارندوں نے اٹھایا۔ اُن کو لوٹا اور کوشش کی تیل کے ساتھ اغوا کر کے گاڑیاں بھی لے گئیں۔ دو بھاگنے میں کامیاب ہوئے ایک کو گاڑی سمیت غائب وہی لوگ ہیں یہاں

ہمارے زیرے صاحب نے پچھلی دفعہ کہا تھا تصویر اٹھایا تھا کہ اغوا برائے تاوان کے لیے اٹھایا گیا ہے وڈھ میں کون ہے یہ لوگ ادھر ہمارے اور بہت سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں میں کیا کہوں وہ بھی میرے ساتھ خود آ کر بات کرتے ہیں کہ ہمارے بندے وہاں پڑے ہوئے ہیں۔جب ہم اُن کے پاس جاتے ہیں بات کرتے ہیں کہ ہمارے بندے کو چھوڑ و۔تو کہتے ہیں 40 لاکھ دو 50 لاکھ دو 1 کروڑ دو 2 کروڑ دو۔چھوڑ دو ایسے لوگوں کو اگر اداروں کے پاس پیسے نہیں ہے تو اُن کو چھوڑ دیں۔کیوں اس طرح پال کر چھوڑا ہوا ہے کہ لوگوں کے جیبوں سے پیسے نکالنے اغوا برائے تاوان کی شکل میں لوٹ مار کی شکل میں اگر اس طرح ہوا تو میں سمجھتا ہوں یہ پرانا زمانہ نہیں ہے یہ اکیسویں صدی ہے آج پوری دنیا بلوچستان کو غور سے دیکھ رہی ہے آج بلوچستان کا ایک ایک واقعہ اس دن پوری دنیا میں پھیل جاتا ہے ہر جگہ پر پہنچتا ہے۔اگر اس طرح بلوچستان کو چلانا ہے تو میں سمجھتا ہوں بہت مشکل ہے۔یہاں قتل وغارت گری یہ جو سب کچھ ہے کہتے ہیں بلوچستان والے نہیں کر رہے ہیں یہ ساتھیوں کے آج بھی جو واقعات ہو رہے ہیں۔سب سے پہلا واقعہ مچھ میں ہوا ہزاروں کے ساتھ اُسکے بعد کوئٹہ میں آئے دن نوجوان اغوا ہوتے ہیں مستونگ جو نوجوان ابھی اغوا ہوئے ہیں پھر یہ حمام والوں کا واقعہ ہوا۔کہ جی بلوچ یہ امن پسند نہیں ہیں یہ تو دہشت گرد ہیں۔ان کو فوج کی ضرورت ہے اُن کو سرجری کی ضرورت ہے سرجری یہاں بلوچستان میں عوام کے اوپر ضرورت نہیں ہے اگر سرجری کی ضرورت ہے تو اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی جو ہے ذہن کی سرجری کی ضرورت ہے۔اُن کو ہوش کے ناخن لینے چاہیئے برادر اقوام اس طرح نہیں چلتے ملکوں کو اسطرح نہیں چلایا جاتا جس طریقے سے وہ چلا رہے ہیں۔محکوم قوم کی طرح اس کو چلا رہے ہیں ایک غلام کے طور پر آپ اس کو چلا رہے ہیں۔اگر آپ چلانا چاہتے ہیں تو برابری کی بنیاد پر آپ کو چلانا ہوگا۔آپ کو first شہری کے بنیاد پر چلانا ہوگا دوسری اور تیسری درجہ کے طور پر ہم اس ملک میں رہنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ہمیں بھی وہ حقوق چاہیئے جو دوسرے صوبوں کے لوگوں کو میسر ہیں۔اور ہمارے ہاں آج یہ چاہیئے تھا کہ بجٹ آ رہا ہے تعمیر اور اُس کی بات ہونی چاہیئے تھی development کی بات ہونی چاہیئے تھی۔لیکن بدقسمتی سے جب سے یہ اسمبلی کا آیا ہے تب سے امن وامان ہمارا بھائی بیٹھا ہوا ہے ضیاء لانگو صاحب میں نہیں سمجھا اتنا خود مختار ہوگا۔اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ یہاں پر اصغر خان اچکزئی کی شکل میں امن امان کے لیے کتنا رویا اُس نے کتنے بار اٹھایا اُس نے یہ کہا ہے کہ ہمارا علاقوں کو disturb کیا جاتا ہے۔آج اسد بلوچ صاحب بھی وہی بات کر رہے ہیں ان دونوں کا تعلق اپوزیشن سے نہیں ہے گورنمنٹ سے ہے اس کا مطلب واضح طور پر ہے کہ یہ اسمبلی ابھی تک مفلوج ہے یہ cabinet ہے یہ گورنمنٹ مفلوج ہے یہاں پر کسی اور کی گورنمنٹ ہے یہاں پر حکمرانی کسی اور کی ہے کسی اور

شکل میں۔ہم سارے غلام ہیں پالیسیاں وہ مرتب دیتے ہیں۔لوگوں کو پیدا کئے جارہے ہیں کرایہ کی شکل میں جو بھی کام لوگوں سے قتل وغارت گری کا اپنے بھائی کا قتل کرو۔ڈیزل والے کا قتل کرو، وہ جو پتھر لیکر جارہے ہیں اُنکا قتل کرو جو پورا سال محنت مزدوری کر کے گندم اگایا ہے ابھی کٹائی کا موسم آیا ہے کوئی بھوسہ اٹھایا ہے اُس کا بھی قتل عام کرو۔ملک اسطرح میڈم نہیں چلتا ہے پوری دنیا کو دیکھیں بہت ساری ملک کامیاب چل رہے ہیں بھائی چارے کی بنیاد پر چل رہے ہیں بڑی تیز ترقی ہورہی ہے۔لیکن ہم اپنے آپ کو دیکھیں کہ ہم کس طرف جارہے ہیں۔خدارا ہوش کے ناخن لیں اس ملک کو سنبھالیں برابری کی بنیاد پر تمام قوموں کو حقوق دیں۔آج میں پچھلے تین سال سے میں اپنے حلقے کا نمائندہ ہوں وہ فنڈ مجھے نہیں دیا جاتا ہے جو میرے مخالف اور اُس دہشت گرد کو دیا جاتا ہے۔کیا آپ کا PSDP دہشت گردی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟۔شرم آنا چاہئے اُن کو جو اُس کو دے رہے ہیں اور شرم اُن کو بھی آنا چاہئے جو لے رہے ہیں۔اس طرح کے لوگ ہیں اس ملک میں ہمارے نوجوان جو کہتے ہیں کہ بھئی ہم اس گورنمنٹ کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہیں وہ اسی بنیاد پر کہتے ہیں یہ پالیسیاں غلط ہیں۔اس طرح کے لوگوں کو پالیسیاں مرتب دینگے اور اس طرح کے لوگوں کو چلائینگے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر انارکی ہوگی۔لوگ اپنے حقوق کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے آج کچھ دنوں بعد جب بجٹ آنے والا ہے بحثیت ممبر اپنے حلقے کا مجھ سے آج تک کسی نے نہیں پوچھا کہ آپ کو اتنا پیسہ دینگے۔لیکن موصوف کے لیے ٹیمیں جارہی ہیں روڈیں ناپ رہے ہیں کلومیٹروں کے حساب سے۔ڈیمز دیکھے جارہے ہیں کہ کتنے ڈیم دینگے کتنے water supply کے نام دیدیں گے۔یہ کیا ہے سارا جو ہے کمیشن کی شکل میں اُن کو نوازنے کا طریقہ ہے۔کیا ایسے لوگوں کو نوازے ایسے groups کو نوازیں وعدے کریں جو عوام دشمن ہو۔جو صوبہ دشمن ہو، جو بلوچ دشمن ہو، پشتون دشمن ہو میں بھرپور مذمت کرتا ہوں ایسے کارروائیوں کی ایسے پالیسیوں کی جو اوپر سے بنائی جاتی ہیں۔انہیں الفاظ کے ساتھ بہت ہی مشکور ہوں۔

میڈم چیئرپرسن: احمد نواز بلوچ صاحب!

میر احمد نواز بلوچ: شکریہ میڈم چیئرپرسن! شکریہ ضیاء جان اتنے لمبے اجلاس میں آج بیٹھے ہیں۔میڈم! بالکل آج کے جتنے بھی تحریک التوا ہیں اُن سب کی ہم حمایت کرتے ہیں جتنے ہمارے بھائیوں نے باتیں کی درد بھر۔شروع وہاں سے کرے چمن دھماکہ بشیر چوک دھماکہ کلی شابو اور عالمو ٹارگٹ کلنگ اور پھر آتے ہیں سریاب شہید فیضان کی درد بھری وہ جو videos ہم نے دیکھی۔جیسے میرے اُستاد اسد بلوچ نے جو تمہید باندھی بالکل یقیناً ہم اُن کی تائید بھی کرینگے۔کہ بلوچستان کوئی کالونی کی شکل میں 70 سالوں سے جن زنجیروں میں جکڑا

ہوا ہے۔ پتہ نہیں وہ زنجیر کب ٹوٹے گا۔ ہم تو فلسطین یا کشمیر جہاں بھی محکوم اقوام ہیں قومیں ہیں دنیا میں اُن سب کے لیے ہم دعا بھی کرتے ہیں اور ہمارے اسمبلیوں میں اُنکے لیے قراردادیں بھی پاس ہوتی ہیں، مذمتی قراردادیں قومی اسمبلی، سینیٹ، صوبوں میں پتہ نہیں ہمارے لیے کہاں کہاں قرادادیں منظور ہوتی ہیں یا نہیں ہوتی ہیں دنیا میں۔ آج کے اس دن میں میرے دوست نے کہا اکیسویں صدی ہے۔ اکیسویں صدی میں بھی آج جو جون کا مہینہ کہلاتا ہے یا ہمارے آنے والے سیشن ہمارے بجٹ کے ہوگئے۔ عوام نے جو تجاویز یں جو ہمارے ذہنوں میں یا ہمارے by the written ہمیں پہنچائی ہیں۔ اُن کے لیے ہم کیا صف بندی کریں کجا کہ ہم اپنے شہیدوں کے لیے آج کے اجلاس جو امن وامان کا ہے اُس میں جیسے میرے اُستاد اسد بلوچ نے کہا ''کہ فیضان کی شادی کی تیاری ہورہی تھی''۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے جو فیضان 2018ء میں پولنگ اسٹیشنوں پر چُن چُن کر لوگوں کو لاکر ووٹ ڈلوار ہا تھا۔ اور اُس کے سینے چھلی کیا جاتا ہے۔ فیضان کا قصور کیا تھا میڈم چیئر پرسن !فیضان نے دہشت گردی کی تھی فیضان نے بم دھماکہ کیا تھا؟۔ فیضان نے ہائی جیک کیا تھا کیا کیا تھا کہ اُس کے سینے کو بارُود سے بھر دیا گیا؟ اور اُس دردناک عذاب اور اُس کو پھر گھسیٹ کر نکال کر روڈ پر پھینک دیا جاتا ہے کیوں وہ لاوارث ہے کیونکہ وہ جو مارنے والے تھے وہ وردی میں تھے فیضان بے وردی تھا؟۔ فیضان بھی کسی کا بیٹا تھا اور فیضان جیسے حیات کی شکل میں تھا یا چمن دھماکے میں جو بندے شہید ہوئے وہ بھی فیضان جیسے ہی تھے۔ اُن کی بھی زندگیاں تھی اُن کے بھی گھر تھے بشیر چوک پر جو دھماکہ ہوتا ہے۔ سرینا والا واقعہ ہوتا ہے اس کے پیچھے کیا محرکت ہیں؟۔ ہم آج یہ خالی کرسیوں سے باتیں کررہے ہیں امن وامان ہے۔ آج ہمارے gallray میں جگہ نہیں ہوتی تھی۔ عوام کو تو روک کر رکھا ہے کہ سیٹیں خالی ہے آج ہم خالی سیٹوں سے کیا روئیں کیا باتیں کریں۔ جناب میڈم! فیضان شہید کا ابھی چالان ابھی تک پیش نہیں ہوا ہے اتنا عرصہ گزر گیا دو ہفتے گزر گئے فیضان شہید کا ابھی تک چالان پیش نہیں ہوا ہے دو دن سے جناب وزیر داخلہ صاحب دو دن سے فیضان کے گھر کا یا اُن کے uncle کے گھر کا ایک سفید وِیگو میں کون سے لوگ آتے ہیں وہاں چکر لگا رہے ہیں؟ کل رات آپ کے SHO سیٹلائٹ ٹاؤن کا نوٹس میں آپ پوچھ لیں۔ کہ وہ سفید ویگو کون ہے اُن کے گھر پر آتا ہے اُن کے گھر کو پتہ نہیں کس لیے watch کرتا ہے یا اُن کو threat شاہ زین نامی لڑکا اُس میں زخمی ہے شاہد اُس کو اُٹھانے کے لیے آرہے ہیں۔ آپ اپنے تھانوں سے پوچھ لیں آپ اپنے سیٹلائٹ ٹاؤن کے SHO سے پوچھ لیں۔ مسلح لوگ اُس گاڑی میں سفید وِیگو جس میں جیمرز لگے ہوئے ہیں وہاں وہ کیوں آتا ہے اُن کا قصور کیا تھا؟۔ ایک تو اُن کا بچہ شہید ہوا بعد میں اُن کو threat کیا جاتا ہے۔ جو بندے پکڑے گئے ہیں میڈم! وہ جیل میں کون

سے بیرک میں ہیں؟۔ہمیں in-camera briefing دیا جائے کہ فیضان کا قصور کیا تھا اُس کو شہید کیا گیا؟۔اوراُس کا چالان ابھی تک کیوں پیش نہیں ہورہا ہے؟۔جو پولیس نے رپورٹ دی ہے ہمارے اسپیکر صاحب کو۔اُس کو ہم مسترد کرتے ہیں۔وہ توسب نے دیکھا کہ اُس کو کیسے شہید کیا گیا،اور کہاں شہید کیا گیا وہی رپورٹ اُس نے دیا ہے۔جو کمیٹی بنی ہے ہم نے بھی کہا تھا کہ House کا بھی ایک کمیٹی بنانا چاہیے۔ایسے واقعات کا باریک بینی سے جائزہ لینا چاہیے۔پنجگور میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مولوی عبدالحئ صاحب کو شہید کرتے ہیں۔وہ DPO اتنا پاورفل نہیں ہے کہ ہمارے معزز ممبر کو جواب نہیں دے سکے۔بم دھماکہ چمن میں ہوتا ہے لوگ شہید ہوتے ہیں۔چمن میں یہ چوتھا،پانچواں واقعہ ہے۔کلی شابو میں دن دہاڑے لوگوں کو شہید کر کے پھر کسی اور پر لگایا جاتا ہے۔سرینا ہوٹل میں دھماکہ ہوتا ہے آج تک اُس کا رپورٹ نہیں آتا ہے۔بشیر blame چوک پر اسی ہفتے میں تین دنوں میں گورنمنٹ کی سطح پر ابھی تک اُن مریضوں پر کوئی پیش ہوا ہے؟۔مَیں داد دیتا ہوں ذلیخہ مندوخیل صاحبہ جو آج ہمارے گیلری میں بیٹھی ہوئی ہے۔اُنہوں نے تیمارداری کے لئے گئی ہوئی ہے۔تو ایسے وہ activities کہاں ہیں جو ہر ایک کیلئے آواز اُٹھاتے ہیں جو بم دھماکے ہوتے ہیں اُن کے لئے کیوں نہیں اُٹھاتے ہیں؟جو لوگ شہید ہوتے ہیں وہ بچے کل میں گیا تھا اُن کے لئے ٹراما سینٹر میں۔ٹراما سینٹر جیسے زیرے بھائی نے کہا ہے کہ ٹراما میں ہمارا قصائی خانہ ہے۔کوئی ڈاکٹر ٹائم پر موجود نہیں ہے۔کوئی ایسا ٹیکنیشن نہیں ہے کہ وہ حادثے کے وقت سی ٹی اسکین۔یا وہ کوئی ہوٹل یا وہ کوئی کینٹین میں بیٹھا ہوا ہے۔تو اُس کے لئے کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے۔جو میڈم نے ہمارے صحت کا۔آج تک تکلیف نہیں کی کہ وہ ہسپتالوں میں چکر لگائیں۔late hour میں کوئی بھی مریض ایمرجنسی میں جائے تو وہاں آپ کو ڈاکٹر نہیں ملے گا۔جو بھی ہسپتال ہے صوبے کا اور خصوصاً کوئٹہ میں۔تو میڈم چیئرپرسن!مَیں زیادہ وقت نہیں لوں گا آپ کا۔تو فیضان شہید کے لئے۔فیضان شہید کا جو چالان ہے جناب میرے بھائی ضیاء جان بیٹھے ہیں وہ نوٹ کریں کہ اُنکا چالان ابھی تک کیوں پیش نہیں ہورہا ہے؟تو اُسکا نوٹس لے لیں تاکہ اُن کے لواحقین کو تھوڑی تسلی ملے۔تاکہ وہ کیس عدالت میں جلدی چلے اور اُس کا ٹرائیل اللہ کرے پرانی کیسوں کی طرح نہیں ہو تو حیات شہید کا واقعہ یا چمن والا واقعہ یا بشیر چوک کا یا جیسے اکبر بھائی نے کہا کہ ہمارے سارونہ یا وڈھ یا خضدار میں ایسے واقعات ہوتے ہیں یا صوبے میں جہاں بھی ہوتے ہیں پنجگور کا حال ہی کا واقعہ تو ان سب کے لیے صوبائی گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو تحفظ دے دیں۔ F.I.R's جہاں کہیں نہیں کٹ رہی ہیں اس پیچھے کیا محرکات ہیں وہ بھی ایوان میں بتائے جائیں؟وہ کیوں کاٹے نہیں جارہے ہیں؟تو مَیں اِنہیں الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ

نے مجھے ٹائم دیا۔ بہت مہربانی۔

میڈم چیئرپرسن: اِن تمام بحث سننے کے بعد جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں اور تحریک التوا نمبر 01، نمبر 02، نمبر 03 جس کو ہم بحث میں لیکر آئے ہیں اور جو مختلف واقعات جو past میں ہوئے ہیں۔ کم از کم ہماری جو law enforcement agencies ہیں یا جو بھی پولیس کے پاس جیسے 40 سے 50 پولیس فورس کے پاس اپنی بنی ہوئی ہیں اور تقریباً 30 ارب سالانہ اُن کو فنڈز بھی جاتے ہیں اتنا ہوتے ہوئے اگر اس طرح کے واقعات پیش آئے تو نہایت ہی افسوسناک ہے۔ اور ساتھ میں اُسکی capacity building trainings کا جو part ہے کم از کم as police جب اُن کی ٹریننگ ہوتی ہے دوسرے فورسز ہیں اخلاقیات کا بھی اُن کا component رکھنا چاہیے کہ ہر بندہ مجرم نہیں ہوتا۔ اُس کو ایک مہذب شہریوں کو اُس طرح قتل کرنا، اِن تمام کو مدنظر رکھا جائے۔ ابھی جناب ضیاء لانگو صاحب آپ۔

وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی امور و پی ڈی ایم اے: اَعوذُ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط۔ شکریہ میڈم چیئرپرسن! آج کی تحریک انتہائی اہمیت کے حامل ہے کیونکہ امن امان اپنے ملک کے لوگوں کو امن وامان دینا ریاست کی اور حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہیں۔ میڈم! جیسے آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے خطے میں 2000ء میں جب 9/11 کا واقعہ پیش آیا۔ اُس کے بعد ایک بہت بڑی تبدیلی آگئی ہمارے ہمسائے ملک میں ایک بہت بڑی جنگ چھڑ گئی جس کے اثرات ہمارے ملک پر بھی ضرور آگئے۔ اسی لئے ہمارے ملک کا فارن پالیسی کا ایک وہ ہے کہ پرامن افغانستان ہوگا تو پرامن پاکستان ہوگا پرامن بلوچستان ہوگا۔ تو اس کے اثرت دہشت گردی کے صورت میں پھر ایک بہت بڑی وسیع بارڈر ہمارا افغانستان کے ساتھ ہے جس کو کنٹرول کرنا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ تو آج جتنی دہشت گردی ہو رہی ہے اس پر نہ حکومت خوش ہے نہ یہ اچھی بات ہے۔ لیکن ہم یہ چیز دیکھ لیں کہ جب یہ دہشت گردی شروع ہوگئی تھی۔ اس دہشت گردی کے تقریباً بیس سال ہو رہے ہیں اگر ہم گراف دیکھیں تو ہمارے سیکورٹی فورسز کی قربانیوں۔ اس جنگ میں ہمارے سیکورٹی فورسز ہزاروں کی تعداد میں شہید ہوئے ہیں۔ آج انہی کی شہادت اور انہی قربانیوں کی وجہ سے اگر آپ گراف لیول دیکھیں کرائم کا تو وہ زیرو پر تو بالکل نہیں آیا کرائم ہو رہے ہیں لیکن اُس کا گراف کافی حد تک نیچے آچکا ہے۔ 2019ء میں ہمارے ساتھ آٹھ، نو سالوں کے بعد ایک واحد سال آیا تھا جس میں sectarian killing، ہزارہ شیعہ ٹارگٹ کلنگ بالکل زیرو پر آگیا تھا۔ تو بلوچستان میں جو بھی یا کوئٹہ شہر میں یا کوئٹہ شہر سے باہر دہشتگردی کے جو واقعات ہوتے ہیں اُس کے تانے بانے جا کر افغانستان سے ملتے ہیں۔ جہاں افغانستان کی سرزمین استعمال ہو رہی ہے اور

ہمارے ہمسایہ ملک بھارت اُس میں بیٹھا ہواہے اور وہاں سے جو ہے اُس کی مدد سے دہشت گردی کو فروغ مل رہی ہے۔باقی ہمارے منشیات کے بارے میں باتیں کی ہے اُس کے بھی پچھلے دفعہ تحریک آئی تھی۔نصیر شاہوانی صاحب نے تحریک لایا تھا جس میں مَیں نے کوئٹہ شہراور خاص کر سریاب کے حوالے سے اعداد وشمار دیئے تھے جس میں کافی تعداد میں منشیات واسلحہ پکڑا بھی گیا تھا۔باقی اختر حسین صاحب نے کہا تھا کہ کچھ ایسے قوتیں ہیں جن کے ساتھ رعایت برتی جارہی ہے یا جن کو چھوڑا جارہا ہے۔ہمارے لئے سب سے اہم ہے یہاں امن وامان۔امن وامان سے بالاتر یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔جس کے خلاف بھی FIR's ہیں جن کے خلاف بھی کیسز ہیں۔کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہے۔کسی کو ادھر بلوچستان میں کرائم کرنے کی دہشتگردی کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہے۔بلوچستان کے امن وامان ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔چمن کے حوالے سے بات کی گئی ہے کہ جی امن امان کے ادھر مسئلے ہوئے ہیں۔چمن میں دو،تین واقعات میں اصغر خان صاحب بھی ہمارے ساتھ،اور زمرک خان صاحب بھی ہمارے ساتھ گئے۔تو چمن کے جتنے بھی واقعات دو،تین پیش آئے۔وقتاً فوقتاً تو اُس میں ہم نے تمام Stakeholders کے ساتھ بیٹھ کر وہاں کے جو سول سوسائٹی ہے،وہاں کے جو بزنس مین ہیں،وہاں کے جو پولیٹکل پارٹیز ہیں سب کے ساتھ ہم بیٹھ کر جو اُن کے مطابق رائے تھی یا اُن کے مشورہ تھے اُس کے مطابق ہم نے تمام مسئلے الحمد واللہ بخیر بخوبی حل کر لئے ہیں۔اور اکبر مینگل صاحب نے جس طرف بات کی نشاندہی کی کہ یہاں کسی فرد کو یا کسی کو اُس کی۔یہاں آپ کو پتہ ہے کہ وزیراعلیٰ یا حکومت جو ہے ایک حلقے کا نہیں یا ایک ضلع کا نہیں ہوتا ہے۔وہ پورے بلوچستان کا ہے وہ جہاں بھی اسکیم دینگے وہ عوام کو اسکیم دینگے۔اگر کوئی روڈ بھی دینگے تو عوام کے لئے ہوگا۔کوئی واٹر سپلائی اسکیم ہوگا تو وہ بھی عوام کیلئے ہوگا۔تو اُس کو مخصوص طبقے سے یا کسی مخصوص لوگوں سے جوڑنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے وہ عوام کا پیسہ ہے،عوام کا بجٹ ہے اور عوام پر ہی خرچ ہورہے ہیں۔جس طرح احمد نواز صاحب نے بات کی فیضان جتک کے حوالے سے اُس کے لئے یہاں قرارداد بھی آئی۔وہاں تمام اراکین اسمبلی نے اس پرغم وغصہ کا اظہار بھی کیا۔اُس کو میرے خیال میں ہر بلوچستانی بلکہ ہر انسان کو اس واقعہ سے صدمہ پہنچا۔واقعہ جو ہوا ہے اُس میں ضرور نہیں ہوتا ہے کہ ایک واقعہ بہت ہی خراب قسم کا واقعہ ہو۔جس سے سب نفرت کررہے ہو۔اُس میں ہر کسی پر ہاتھ ڈالیں۔اُس کے لئے آپ صحیح سمت پر جائینگے۔محرکات پر جائینگے۔تفتیش اُس پر جاری ہے اُس میں گرفتاریاں۔فائرنگ جس طرح مَیں نے پہلے بھی عرض کیا۔جن لوگوں نے فائرنگ کی تھی اور وہاں موجود تھے اُس ٹائم،اُن سب کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔مزید تفتیش جاری ہے،تفتیش کے بعد چالان عدالت میں پیش کردیا جائیگا۔ملزموں کو پھر وہ عدالت

کا کام ہے کہ وہ پھر کیا کرتے ہیں۔ باقی ذکر ہوا ہے کہ FIR's نہیں کٹتے۔ مَیں دوستوں کو پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس قسم کے اگر کوئی شکایات ہوتی ہیں تو وہ اس معزز فلور میں لانے سے پہلے ہمارے آفس کے ساتھ رابطہ کریں کہ یہاں کوئی کرائم ہوا ہے یا یہاں کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ناانصافی ہوئی ہے، وہاں جو ہیں FIR's نہیں کٹ رہی ہیں وہاں سے اگر کوئی خاطر خواہ اُس میں پیشرفت نہ نظر آئیں تو اس معزز ہاؤس میں آپ بالکل لے آئیں۔ تو ہمارا عزم یہ ہے کہ دہشت گردی کے خلاف ہمارے فورسز نے ہمارے عوام نے ہمارے لوگوں نے پہلے بھی قربانی دی ہیں جنگ لڑا ہے اپنے ملک میں امن بحال کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے ہیں۔ تو اِن دہشت گردوں سے، چاہے چمن کا واقعہ ہوا ہے، سرینا ہوٹل کا واقعہ ہوا ہے اُسکی زبردست قسم کی۔ اسد بلوچ نے پنجگور کا ذکر کیا اُنہوں نے پولیس کے حوالے سے کچھ باتیں کی ہیں۔ تو اُنہوں نے مجھ سے بھی یہ باتیں کی ہیں ضرور مَیں آئی جی پولیس صاحب سے ان مسئلوں کے بارے میں حال واحوال کر کے اُن کو بھی ساری وہ بعد میں بتا دیں گے۔ کسی کے ساتھ بھی ناانصافی نہیں ہوگی۔ جس کا قتل کہیں ہوا ہے اُس کے مجرموں کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں برتی جائیگی۔ اور جو قانون سے کوئی بھی بالاتر نہیں ہے۔ جس قسم کا وہ کرائم کریگا قانون اُس کو ضرور پکڑیگا۔ تو مَیں اس فورم سے بلوچستان کے لوگوں کو، اس معزز ایوان کے اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت بلوچستان کے جتنے بھی وسائل ہیں ہم اُن کو بروئے کار لا رہے ہیں اور مزید لائینگے تا کہ ہم اپنے صوبے میں امن امان کو بحال کر سکیں۔ اس کے لئے ہمیں ہر بلوچستان کی ہر رکن کی تعاون و مدد کی ضرورت ہوگی۔

میڈم چیئرپرسن: شکریہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 31 مئی 2021ء بوقت 4:00 بجے سہ پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 09 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆